مودودی صاحب

اور ان کی تحریرات کے متعلق چند اہم

مضامین

لکھنے والے

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
محدث عصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب
مولانا مفتی رشید احمد صاحب اشرف المدارس کراچی
مولانا حکیم محمد اختر صاحب مہتمم مجلس اشاعت الحق
مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدیر بینات کراچی
اور دیگر حضرات

دارالاشاعت
اردو بازار کراچی ۱ فون ۲۲۱۳۷۶۸

مودودی صاحب

اور اُن کی تحریرات کے متعلق

چند اہم مضامین

جس میں جماعت اسلامی کے امیر اور اُس کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی
کی تحریفات اور تلبیسات کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے

لکھنے والے

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم
مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رح
محدثِ عصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رح
مولانا مفتی رشید احمد صاحب اشرف المدارس، کراچی
مولانا حکیم محمد اختر صاحب، ناظم مجلس اشاعت الحق
مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدیر بینات کراچی

اور دیگر حضرات

دار الاشاعت

متصل اُردو بازار کراچی ۱

فون ۲۱۳۷۶۸

ملنے کے پتے

سعودی عرب

۱- مکتبۂ امدادیہ باب العمرہ مکۃ معظمہ

۲- مکتبۂ الحجاز المدینۃ المنورہ

پاکستان

۱- دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

۲- مظہری کتب خانہ ۲/۱۲ جی ناظم آباد کراچی ۱۸

۳- مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴

۴- ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

۵- ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

۶- ملک سنز تاجران کتب کارخانہ بازار فیصل آباد

ھندوستان

۱- کتب خانہ یحیوی مظاہر العلوم سہارنپور

۲- کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور

مکمل فہرست مضامین، مودودی صاحب اور انکی تحریرات کے متعلق

چند اہم مضامین

(۲) فتنۂ مودودیت

از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

مکتوبات شیخ الحدیث بسلسلہ کتب مودودی ۲۹۶

پیش لفظ

امابعد! بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

یہ مجموعہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم مہاجر مدنی دامت برکاتہم کی کتاب "فتنۂ مودودیت" اور جناب مولانا محمد اختر صاحب کراچوی سلمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "مودودی صاحب اکابر کی نظر میں" پر مشتمل ہے اس سے قبل یہ دونوں کتابیں پاکستان اور ہندوستان میں شائع ہو چکی ہیں حسب الحکم حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم دونوں کو یکجا شائع کیا جا رہا ہے۔ مذکورہ بالا دونوں رسالوں کے آخر میں حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کا ایک مکتوب گرامی ملحق کر دیا گیا ہے، ہندوستان سے ایک صاحب نے تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کے طریق کار کے بارے میں کچھ لکھا تھا اور بعض وجوہ سے جماعت اسلامی کو ترجیح دی تھی۔ مثلاً یہ کہ وہ پورے دین کی دعوت دیتی ہے اور سیاسی حالات سے باخبر رہتی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ان کو جو جواب لکھوایا تھا اس کی نقل اس مجموعہ میں شائع کر دی گئی ہے۔ بانی جماعت اسلامی جناب سید ابو الاعلیٰ مودودی کے افکار و خیالات ان کی کثیر تعداد تصنیفات میں پائے جاتے ہیں چونکہ وہ ایک مصنف ہی نہیں بلکہ وہ ایک جماعت کے بانی بھی ہیں جس کی وجہ سے ان کی کتابیں بہت زیادہ تعداد میں شائع ہوتی رہتی ہیں اور جماعت اسلامی کے حضرات بڑی محنت اور کاوش کے ساتھ مودودی صاحب کی کتابوں کو اور ان کے افکار کو خیالات اور تحریرات کو پھیلاتے رہتے ہیں۔ جماعت میں شرکت کی دعوت دینا عملی طور پر مودودی صاحب کے افکار و خیالات کی دعوت دینے کے مرادف ہے اگرچہ جماعت کے افراد ناواقفوں کو بہلانے اور بہکانے کے لیے یہ کہتے ہیں کہ جماعت اور مودودی صاحب دو چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں کوئی ضروری نہیں کہ جماعت اسلامی کے افراد مودودی صاحب کے افکار و خیالات سے پوری طرح متفق ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کے لٹریچر پر پوری جماعت کا وجود ہوا اور جو جماعت کا بانی اور امیر اوّل ہو، عملی طور پر جماعت سے تعلق رکھنے والے اس کے افکار و خیالات کے مخالف نہیں ہو سکتے۔ جس کا تجربہ ہے، مشاہدہ ہے کہ پوری جماعت مودودی صاحب کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہے۔

جب حضرات علمائے کرام کے سامنے جناب مودودی صاحب کی تحریرات و تصنیفات آئیں اور ان کے مضامین نظر سے گذرے تو شرعی طور پر ان میں جو چیزیں قابل اعتراض تھیں ان کی نشاندہی کی لیکن جناب مودودی صاحب نے ان پر کوئی توجہ نہ دی الٹا

خود مودودی صاحب اور انکی جماعت ان قابل اعتراض چیزوں کو نا قابل رجوع سمجھتے ہے اور سمجھتے ہیں ان سے تو حق کے قبول کرنیکی امید نہیں ہے مگر امت مسلمہ کے سامنے پوری کیفیت بیان کرنا علماء کی اہم ذمہ داری ہے جسکی وجہ سے برابر قلم اٹھاتے رہتے ہیں۔ اس مجموعہ کے آخر میں ان کتابوں کی فہرست بھی ملحق کر دی گئی ہے جو مودودی صاحب کے افکار و خیالات کی تردید میں یا ان کی جماعت کے بارے میں لکھی گئیں ایسی کتابوں کی تعداد بہت ہے اور ان سب کے ناموں کا استیعاب بہت دشوار ہے ہم صرف انہی کتابوں کی فہرست پیش کر رہے ہیں جو عجلت میں تیار ہوئی ہے ان میں جناب مولانا ابوالحسن ندوی اور جناب مولانا محمد منظور نعمانی اور جناب حکیم عبدالرحیم اشرف اور جناب وحید الدین خان صاحب اور جناب شمس الحسن صاحب صدیقی اور جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب لاہوری اور جناب حکیم عبید اللہ صاحب سری نگری کی تحریرات زیادہ قابل توجہ ہیں کیونکہ یہ حضرات جماعت اسلامی کے نہ صرف رکن رکین تھے بلکہ جماعت کے صف اول کے داعیوں میں سے تھے بلکہ ان میں بعض حضرات وہ ہیں جو جماعت کی تاسیس میں شریک تھے یہ حضرات جماعت سے کیوں علیحدہ ہوئے انہوں نے اس کے اسباب مفصل لکھے ہیں چونکہ یہ گھر کے بھیدی رہ چکے ہیں اسلئے انکی گواہی زیادہ معتبر ہے جماعت اسلامی کے احباب کوئی بات ماننے کو تیار نہیں ہوتے تاہم علماء کرام کی گرانقدر رائیں اور ناقدین کی تحریریں اور جماعت سے نکلنے والے حضرات کے مضامین طالب حق کیلئے مشعل راہ ضرور ہیں۔ واللہ یہدی من یشاء الی الصراط مستقیم ـــ آج کل جماعت اسلامی کے احباب نے یہ بات اڑائی ہے کہ جناب مودودی صاحب کی تحریرات کے خلاف کچھ شائع کرنا مسلمانوں کے اتحاد کو ٹھیس لگانے کے مرادف ہے۔ ہم ان سے عرض کرتے ہیں کہ مسلمان اچھے خاصے غیر منقسم ہندوستان میں بستے تھے مودودی صاحب نے اپنی تحریروں سے تفرقہ کی بنیاد ڈالی اور اسے وسعت دیکر ایک نیا فرقہ مسلمانوں میں پیدا کر دیا۔ مودودی صاحب تو اس دنیا سے چلے گئے ان کی جماعت کے جو لوگ اتحاد کے علمبردار بننا چاہتے ہیں انہیں چاہیے کہ اس بات کا اعلان کریں کہ مودودی صاحب نے جمہور اہل سنت کے خلاف جو کچھ تحریر فرمایا ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات مجددین کرام رحمۃ اللہ علیہم کے خلاف جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہے اگر وہ اس کی ہمت کر لیں تو آج ہی اتحاد ہو جاتا ہے۔ نیز جماعت کے احباب یہ جو کہتے ہیں کہ مودودی صاحب کی ذات اور جماعت اسلامی دو چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مذکورہ بالا اعلان کرنے سے اس کا بھی یقین ہو جائے گا کہ ان کی یہ بات کم از کم ان کے نزدیک تو صحیح ہے۔ یہ بات بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ باطل کے ساتھ اتحاد محمود نہیں ہوتا حق کے لیے اور حق کے ساتھ جو اتحاد ہو وہی محمود ہے۔

واللہ الموفق للسداد والرشاد

احقر محمد اقبال ہوشیارپوری

نزیل مدینہ منورہ

(خادم حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مودودی صاحب اکابر اُمّت کی نظر میں؟

حقائق وبصائر

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ
مجاز بیعت حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
وخادم خاص حضرت مولانا عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
از اکابر خلفاء
حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

مضامین اکابر امت

تقریظ از

علامہ عصر محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری

دامت برکاتہم موسس مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی وصدر وفاق مدارس عربیہ وامیر مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

گرامی مناقب برادر محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب زیدت معالیہم کا مرتب کردہ رسالہ "اکابر امت اور مودودی صاحب" دیکھا دل خوش ہوا۔ اس لئے کہ اس پرآشوب دور میں سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ ایمان کے زوال کا خطرہ پیدا ہوا اور سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس قسم کے فتنوں سے بچنے کی کوشش ہو۔ مودودی صاحب کے رسائل و مقالات وتالیفات میں ایسے خطرناک مواد اور خطرناک تعبیرات موجود ہیں جن سے جدید نسل جو باقاعدہ علوم دین سے ناواقف ہیں وہ گمراہی وضلالت ہی نہیں کفر صریح میں مبتلا ہو جائیں گے۔ عصر حاضر کے اکابرین امت کی رائے امت کے سامنے پیش کرنے سے ایک اہم فریضہ پورا ہو جاتا ہے۔ اکثر اکابر کی رائے اس وقت کی ہے جب کہ مودودی صاحب کی تفسیر تفہیم القرآن اور خلافت و ملوکیت جیسی کتابیں وجود میں نہیں آئی تھیں لیکن ابتدائی دور میں چند ہی مقالات وتالیفات سے اپنی نور ایمانی اور فراست ایمانی سے فتنے کے عواقب کو تاڑ گئے اور اگر بعد کی چیزیں سامنے آجاتیں تو شاید

زیادہ صراحت کے ساتھ اور شدت کے ساتھ کچھ فرماتے بہرحال یہ مجموعۂ آراء اکابر وقت کا اہم تقاضا تھا جو موصوف نے ادا کیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں، اور امت کو ہر زیغ و ضلال سے نجات عطا فرمائیں آمین۔ اور آرزو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مودودی صاحب کو یہ توفیق نصیب فرمائے کہ صاف صاف ان ضلالات سے توبہ کر کے اعلانِ حق کریں اور اپنے قلم سے اس رجوع کا اعلان کریں تاکہ اس کا خاتمہ بھی بالخیر ہو اور آئندہ نسل بھی ان کی تالیفات سے مزید گمراہی میں مبتلا نہ ہو۔ اور حدیث نبوی مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَعَلَیْہِ وِزْرُہَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِہَا بَعْدَہٗ کے وبال عظیم اور خسران عظیم سے بچائے اور تواصی بالحق کا یہی تقاضا ہے کہ حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صحیح سمجھ اور صحیح عمل کی توفیق نصیب فرمائیں آمین۔

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

یکشنبہ ۹ شعبان ۱۳۹۶ھ

۷ راگست ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

امابعد! احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ احقر سے بعض احباب جماعت اسلامی کی قومی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے سوال کرتے تھے کہ اس امر میں اکابر امت کی کیا رائے ہے اور ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ امت کی اس پریشانی اور تردد کو حل کرنے کے لئے دل میں یہی تقاضا ہوا کہ اکابر امت جو علم دین کے مستند ماہرین ہیں اور امت کے سوادِ اعظم نے ان کی حیات میں اور بعد الممات بھی ان کے آراء و فتوئی پر اعتماد کیا ہے ان کو ایک رسالہ کی صورت میں جمع کر دیا جائے تاکہ ہر سائل یا متردد اور طالب حق کو اپنے لئے اس جماعت کے ساتھ الحاق یا تعاون یا اس کے صراط مستقیم پر ہونے نہ ہونے کا فیصلہ کرنا آسان ہو جاوے۔

اللہ تعالیٰ اس مختصر رسالہ کو اپنی رحمت سے امت کے لئے نافع و ہادی فرمائیں اور قبول فرمائیں آمین۔

العارض محمد اختر عفا اللہ عنہ

حوالہ جات اور ماخذ

(۱) اشرف السوانح : (حضرت خواجہ مجذوبؒ)

(۲) فتنۂ مودودیت : مصنفہ : حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ صاحب دامت برکاتہم ۔ مطبوعہ کراچی

(۳) عادلانہ دفاع : مصنفہ : مولانا سید نور الحسن بخاری

(۴) صراط مستقیم (ایڈیشن دوم)

قاضی عبد السلام صاحب ۔ خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ

(۵) مکاتیب سلیمان : مولانا مسعود عالم ندوی ۔ مطبوعہ لاہور

(۶) حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب

(۷) کلام طیب : مجبوب المطابع برقی پریس دہلی

(۸) ماہنامہ بینات : کراچی

(۹) منصب نبوت اور انکے عالی مقام حاملین

(مولانا ابو الحسن علی ندوی)

(۱۰) جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک

مولانا منظور نعمانی ۔ مدیر الفرقان ۔ ناشر مولانا قمر الدین

(۱۱) جماعت اسلامی سے مخالفت کیوں ؟ (مطبوعہ ڈھاکہ)

(۱۲) مکتوب ہدایت ۔ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند

(۱۳) مودودی اور ایک ہزار علماء ۔ مطبوعہ ملتان

(۱۴) ترجمان الاسلام ۔ لاہور

(۱۵) رسالہ عربیہ ۔ الاستاذ المودودی (مطبوعہ کراچی)

مصنفہ : حضرت مولانا محمد یوسف بنوری دامت برکاتہم

(۱۶) استفتائے ضروری ۔ مطبوعہ رامپور

رائے عالی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(بحوالہ ترجمان الاسلام لاہور ۳۰ر دسمبر ۱۹۵۷ء) حضرت مولانا حماد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری سجادہ نشین بالے جی شریف ضلع سکھر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کو کسی نے مودودی کا رسالہ ترجمان دیدیا آپ نے چند سطریں پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ باتوں کو نجاست میں ملاکر کہتا ہے۔ اہل باطل کی باتیں ایسی ہی ہوا کرتی ہیں یہ فرمایا اور رسالہ بند کر کے رکھدیا اور خاتمۃ السوانح ص۴۳ میں تحریر ہے کہ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ میرا دل اس تحریک کو قبول نہیں کرتا۔

رائے عالی حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جماعت اسلامی اور مودودی صاحب کے متعلق کسی سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ جماعت گمراہ جماعت ہے۔ اس کے عقائد اہل سنت والجماعت اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے دوسرے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنا اور تعاون کرنا درست نہیں ہے۔ اس جماعت کی کوشش اس اسلام کے لئے نہیں جو کہ حقیقی ہے بلکہ ایک نام نہاد مودودی صاحب کے اختراعی اور نئے اسلام کے لئے ہے۔ یہ لوگ عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اپنا ہمدم بنانے کے لئے اسلام اور دین کا نام لیتے ہیں۔ ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اصلی اور دیندار ہیں ان کے رسالوں اور کتابوں میں دینی پیرائے میں دو بددینی اور الحاد کی باتیں مندرج ہیں جن کو ظاہر بین اور ناواقف انسان سمجھ نہیں سکتے اور بالآخر اس اسلام سے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور امت محمدیہ جس پر ساڑھے تیرہ سو برس سے عمل پیرا رہی ہے

بالکل علیحدہ اور بیزار ہو جاتا ہے۔

آپ حضرات سے امیدوار ہوں کہ اس فتنے سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے سکوت اور غفلت اور چشم پوشی کو روا نہ رکھیں بلکہ حسب ارشاد

درختے کہ اکنوں گرفت است پائے
بہ نیروئے شخصے بر آید زجائے

پوری جدوجہد کام میں لائیں گے۔

حسین احمد غفرلہٗ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ
دارالعلوم دیوبند

رائے عالی حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ دہلوی

(مکتوب ہدایت صا۲۱ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

مودودی جماعت کے افسر مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کو میں جانتا ہوں وہ کسی معتبر اور معتمد علیہ عالم کے شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں اگرچہ ان کی نظر اپنے مطالعہ کی وسعت کے لحاظ سے وسیع ہے تاہم دینی رجحان ضعیف ہے۔ اجتہادی شان نمایاں ہے اور اسی وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علمائے اعلام بلکہ صحابۂ کرامؓ پر بھی اعتراضات ہیں اس لئے مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہیے اور ان سے میل جول، ربط و اتحاد نہ رکھنا چاہیے۔ ان کے مضامین بظاہر دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں وہ باتیں دل میں بیٹھتی چلی جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں اور بزرگانِ اسلام سے بدظن کر دیتی ہیں۔

(مفتی) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ
دہلی

مودودی جماعت اور اُس کے لٹریچر کے متعلق

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم کا

۲۰ سال قبل ۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۶ھ کا خط

(بنام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب ناظم مجلس اشاعۃ الحق کراچی)

مکرم و محترم حکیم صاحب زادت معالیکم

بعد سلام مسنون گرامی نامہ پہنچا جس میں اس ناکارہ کا خیال مودودی جماعت اور اس کے لٹریچر کے متعلق دریافت فرمایا گیا ہے اس سے تعجب ہوا اس ناکارہ کا اختلاف تو ہندوپاکستان میں اظہر من الشمس ہے ۴ اگست ۱۹۵۱ء جو اکابر علمائے جمیعت اور اکابر علمائے دیوبند و مظاہر العلوم کا متفقہ فیصلہ شائع ہوا تھا اس پر ہمارے بھی دستخط ہیں اور وہ مضمون یہ ہے:

مودودی جماعت اور جماعت کے لٹریچر سے عام لوگوں پر یہ اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ ائمہ ہدایت کی اتباع سے آزادی اور بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے جو عوام کے لئے مہلک اور گمراہی کا باعث ہے جو حضرات اس کو معمولی سمجھتے ہیں ان کو غالباً جماعت کے افراد سے اختلاط کی نوبت نہیں آتی جس سے ان کو مضرتوں کا اندازہ نہیں ہوتا بہر حال یہ ناکارہ اس جماعت میں شرکت یا ان کے لٹریچر کے پڑھنے کو مسلمانوں کے لئے انتہائی

معتبر سمجھتا ہے۔

فقط والسلام محمد زکریا مظاہر العلوم سہارنپور
۱۶ر ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ

نوٹ | حضرت شیخ الحدیث کی تفصیلی رائے اور آپ کا عالمانہ محاسبہ " فتنۂ مودودیت " میں ملاحظہ فرمائیے جو آپ کی اس موضوع پر معرکۃ الآراء تصنیف ہے۔ سہارنپور - لاہور، کراچی میں طبع ہو چکی ہے۔

تنبیہ | اصل مکتوب گرامی حضرت شیخ الحدیث صاحب کا مجلس اشاعۃ الحق میں محفوظ ہے۔

اکابر دیوبند کا متفقہ فیصلہ

دفتر جمعیۃ علماء ہند دہلی میں بتاریخ یکم اگست ۱۹۵۱ء علمائے کرام کے ایک اجتماع میں مودودیت کے متعلق حسب ذیل فیصلہ صادر ہوا ،، مودودی صاحب کی جماعت اور جماعت اسلامی کے لٹریچر سے عام لوگوں پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ ائمہ ہدایت کی اتباع سے آزادی اور بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے جو عوام کے لئے مہلک اور گمراہی کا باعث ہے اور دین سے وابستگی رکھنے کے لئے صحابہ کرام اور اسلاف عظام سے جو تعلق رہنا چاہیئے اس میں کمی آجاتی ہے نیز مودودی صاحب کی بہت سی تحقیقات غلط ہیں اور ان امور سے ایک جدید فتنہ بلکہ دین ہی کی ایک محدث اور نئے رنگ کی بنیاد پڑ جاتی ہے جو یقیناً مسلمانوں کے لئے مضر ہے اس لئے ہم ان امور اور ان پر مشتمل تحریک کو غلط اور مسلمانوں کے لئے مضر سمجھتے ہیں اور اس سے بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں ۔

دستخط حضرات شرکائے اجتماع

حضرت[۱] مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ دہلوی شیخ الاسلام حضرت[۲] مولانا السید حسین احمد صاحب مدنیؒ حضرت[۳] مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت[۴] مولانا عبد اللطیف صاحب مہتمم مظاہر العلوم سہارنپور حضرت[۵] مولانا ذکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور حضرت[۶] مولانا احمد سعید صاحبؒ دہلوی حضرت[۷] مولانا سعید احمد صاحبؒ مفتی مظاہر العلوم سہارنپور شیخ الادب[۸] حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحبؒ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب[۹] لدھیانوی

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ مصنف شاندار ماضی

(منقول از ماہنامہ دارالعلوم ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ ص ۴۹

روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۳ اگست ۵۱ء)

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں

اب تک ہم نے مودودی صاحب اور ان کی جماعت نام نہاد جماعت اسلامی کی اصولی غلطیوں کا ذکر کیا ہے جو انتہائی درجہ میں گمراہی ہے۔ اب ان کی قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کی کھلی ہوئی مخالفتوں کا ذکر کرینگے۔ جن سے صاف ظاہر ہوجائیگا کہ مودودی صاحب کا کتاب و سنت کا بار بار ذکر فرمانا ڈھونگ ہے وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔

(مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت ص ۴۹)

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

مودودی صاحب نے ۴۸ء میں جہاد کشمیر کے متعلق جب یہ کہا کہ پاکستانی مسلمانوں کے لئے رضاکارانہ طور پر بھی اس میں حصہ لینا جائز نہیں ہے تو علامہ عثمانی نے ان کو تحریر فرمایا:

بعض احباب نے مجھے ترجمان القرآن کا وہ پرچہ دکھایا جس میں آپ نے کسی شخص کے خط کا جواب دیتے ہوئے جنگ کشمیر کے متعلق اپنے خیالات شرعی حیثیت

سے ظاہر فرمائے ہیں۔ جنگ کشمیر کے اس نازک مرحلے پر آپ کے قلم سے یہ تحریر دیکھ کر مجھے حیرت بھی ہوئی اور شدید قلق بھی ہوا کیونکہ میرے نزدیک اس معاملہ میں جناب سے ایسی مہلک لغزش ہوئی ہے جس سے مسلمانوں کو عظیم نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

روزنامہ احسان لاہور
۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء

ارشاد گرامی مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ حضرت تھانوی مہتمم خیر المدارس ملتان

مودودی اور اس کے متبعین کے بعض مسائل خلاف اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ سلف صالحین کے اتباع کے منکر ہیں۔ لہذا بندہ ان کو ملحد سمجھتا ہے۔

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی سابق وزیر معارف قلات کی رائے گرامی

مودودی صاحب کی تحریرات پر نگاہ ڈالی۔ موصوف کے متعلق احقر کا تاثر یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے اسلام سے مطمئن نہیں۔ اس لئے اس کو اپنے ڈھب پر لانا چاہتے ہیں جس کے لئے اصل اسلام میں ترمیم ناگزیر ہے لیکن اس کا چھپانا بھی ضروری ہے۔ اس لئے وہ اپنی اس ترمیم کے تخریبی عمل کو انشار پردازی اقامت دین کے نعروں، یورپی طرز کے بردپیگنڈا کے پردوں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تخریبی عمل کے محرکات دو ہیں۔ نفسانی تعلّی اور فقدان خشیت اللہ۔ اور عوام میں بھی ان دونوں بیماریوں میں مبتلا افراد کی کمی نہیں۔ یہی باطنی ہم رنگی دائرہ تحریک کی توسیع کا اصلی سامان ہے۔

فرمان عالیشان سوۃ العلما حضرت مولانا نصیر الدین صاحب شیخ الحدیث غور غشتوری ؒ

خلیفہ حضرت مولانا حسین علی صاحب

مودودی خیال اور فعل یعنی گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔

استاذ العلما حضرت مولانا عبد الحق مدظلہم شیخ الحدیث و بانی

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مودودی کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف اور گمراہ کن ہیں
مسلمان اس فتنے سے بچنے کی کوشش کریں۔

رائے عالی حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رح

صدر جمعیت علمائے پاکستان ڈھاکہ

۲۱ رجب ۱۳۷۳ھ بمطابق ۶ ۶ ؁۵۰ء

کراچی سے ایک صاحب نے حسب ذیل استفتار مولانا ظفر احمد عثمانی کے پاس بھیجا یہ بتائے بغیر کہ یہ عبارات کس کی ہیں۔

استفتار کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے عقائد خود اُس کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں۔

۱؎ یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ شارع نے غایت درجہ کی حکمت اور کمال درجہ کے علم سے کام لے کر اپنے احکام کی بجاآوری کے لئے زیادہ تر ایسی ہی صورتیں تجویز کی ہیں جو تمام زمانوں اور تمام مقامات اور تمام حالات میں اس کے مقاصد کو پورا کرتی ہیں لیکن اس کے باوجود بکثرت جزئیات ایسے بھی ہیں جن میں تغیر حالات کے لحاظ سے احکام میں تغیر ہونا ضروری ہے۔ جو حالات عہدِ رسالت کے ہوں اور عہد صحابہؓ میں عرب کے اور دُنیائے اسلام کے تھے لازم نہیں کہ بعینہٖ وہی حالات ہر زمانے اور ہر ملک کے ہوں لہٰذا احکام اسلامی پر عمل کرنے کی جو صورتیں ان حالات میں اختیار کر لی گئی تھیں ان کو ہو بہو تمام زمانوں اور تمام حالات میں قائم رکھنا اور مصالح اور حکم کے لحاظ سے ان کے جزئیات میں کسی قسم کا ردّ و بدل نہ کرنا ایک طرح کی رسم پرستی ہے جس کو روحِ اسلامی سے کوئی علاقہ نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جزئیات میں دلالت النص اور اشارۃ النص تو درکنار صراحۃ النص کی پیروی بھی تفقہ کے بغیر درست نہیں ہوتی اور تفقہ کا اقتضار یہ ہے کہ انسان ہر مسئلہ میں شارع کے مقاصد

اور مصالح پر نظر رکھے اور اسی لحاظ سے جزئیات میں تغیرِ احوال کے ساتھ ایسا تغیر کرتا رہے جو شارع کے اصول تشریع پر مبنی اور اس کے طرز عمل سے اقرب ہو۔

نمبر۲۔ اہلِ روایت نے جو خدمت اپنے ذمے لی تھی وہ دراصل یہ تھی کہ قابلِ اعتماد ذرائع سے نبی کریم کے عہد سے متعلق جتنا مواد ان کو بہم پہنچے اس سب جمع کر دیں۔ چنانچہ یہ خدمت انہوں نے انجام دی اس کے بعد یہ کام اہلِ درایت کا ہے کہ وہ نفسِ مضامین پر غور کر کے ان روایات سے کام کی باتیں اخذ کرے اس لئے یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے کہ بخاری میں جتنے احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو بھی جوں کا توں بلا تنقید قبول کرنا چاہیئے اس سلسلے میں یہ بات بھی جاننے کی ہے کہ کسی روایت کے سنداً صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا نفسِ مضمون بھی ہر لحاظ سے صحیح اور جوں کا توں قابلِ قبول ہو۔

نمبر۳۔ سنت کے متعلق عموماً لوگ سمجھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اپنی زندگی میں کیا ہے وہ سب سنت ہے لیکن یہ بات ایک بڑی حد تک درست ہونے کے باوجود ایک حد تک غلط بھی ہے۔ اور اصل سنت اس طریق عمل کو کہتے ہیں جس کے سکھانے اور جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو مبعوث کیا تھا اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جو نبیؐ کے بحیثیت ایک انسان ہونے کے یا بحیثیت ایک شخص ہونے کے جو انسانی تاریخ کے خاص دور میں پیدا ہوا تھا اختیار کئے۔ جو امور آپ نے عادۃً کئے ہیں انھیں سنت بنا دینا اور تمام دنیا کے انسانوں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ سب ان عادات کو اختیار کریں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا ہرگز یہ منشا نہ تھا۔ یہ تحریف ہے جو دین میں کی جا رہی ہے۔

نمبر۴۔ (دجال کے متعلق تفاصیل جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے)

ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں حضورؐ سے منقول ہیں وہ دراصل آپؐ

کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے۔

سوال ۔ سوال یہ ہے کہ ۱ مذکورہ بالا عقائد رکھنے والا شخص صحیح معنوں میں مسلمان اور متبع سنت کہلائے گا یا منکر احادیث؟ ۲ اگر منکر احادیث کہلائے گا تو اسلام میں اس کا کیا مقام ہے؟ ۳ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج اور ملحد بد دین ہے یا نہیں؟

جواب ۱ بظاہر یہ شخص منکر احادیث ہے ۲ دائرۂ اسلام سے تو خارج نہیں مگر گمراہ اور مبتدع ہے ۳ ایسے شخص سے مسلمانوں کو دور رہنا چاہیئے اور اس کی باتوں پر ہرگز اعتماد نہ کرنا چاہیئے اس کو جاہل اجہل سمجھنا چاہیئے۔

دستخط ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ ۱۱ رجب ۱۳۷۲ھ

عبارات بالا جناب ابو الاعلیٰ مودودی صاحب امیر جماعت اسلامی کی ہیں حوالے حسب ذیل ہیں :-

۱ تفہیمات حصہ دوم صفحہ ۳۲۶ ، ۳۳۶

۲ ترجمان القرآن بابت اکتوبر نومبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۱۳ ، ۱۱۷

۳ رسائل مسائل صفحہ ۳۱۰ ، ۳۱۷

۴ رسائل مسائل خلاصہ ۵۶ ، ۵۷

رائے عالی مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم

مودودیت کی تحریک تاریخ اور سنت کی روشنی میں ـ!

(مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا ایک مکتوب)

مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مولانا عبدالجبار ابوہری کے استفسار کے جواب میں تحریر کیا تھا۔

نحمدہ ونصلی۔ حضرت المحترم السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ گرامی نامہ باعثِ سرفرازی ہوا یادآوری کا ممنون ہوں۔ مودودی صاحب کی جماعت کے بعض ذمہ دار حضرات نے مجھے ان کا لٹریچر بھی محض اس غرض سے عنایت فرمایا کہ میں ان کی تحریک حکومت الٰہیہ کے بارے میں بصیرت سے کوئی خیال ظاہر کرسکوں، ماضی قریب میں ممدوح الصدر کا یاددہانی کا والانامہ بھی آیا جس میں رائے ظاہر کردینے کے بارے میں تذکیر کی گئی تھی قلتِ فرصت اور کثرت مشاغل کے سبب ابھی تک ان کے پاس رائے لکھ کر ارسال نہیں کرسکا ہوں جس کا افسوس ہے موصوف منتظر ہوں گے اسی دَوران میں جناب کا والانامہ صادر ہوا جو مزید تذکیر کا باعث ہوا اس لئے تحریک مذکورہ کے بارے میں یادداشت قلم بند کی جسے ان کی خدمت میں ارسال کررہا ہوں وہی مضمون جناب کی خدمت میں بھی بھیج دیتا ہوں۔ میں نے اس تحریک کے لٹریچر کا بنیادی حصہ اور بعض ٹریکٹ اور پمفلٹ بالاستیعاب دیکھے جہاں تک نفس تحریک حکومت الٰہیہ اور اس کے نصب العین کا تعلق ہے مجھے اس میں کوئی چیز خلاف شریعت محسوس نہیں ہوئی بلکہ تعمیری رنگ میں یہ ایک اچھی اور مفید تحریک ہے۔ اگر اس کے اصلی اور صحیح رنگ میں اسے آگے بڑھایا جائے

مودودی صاحب کی فقہ و تصوف میں کوتاہ علمی

البتہ اس سلسلے میں جہاں تک مودودی صاحب کی فقہ و تصوف میں رائے زنی اور دخل دینے کا تعلق ہے مجھے اس سے شدید اختلاف ہے۔ میں ان کی تحریرات اور طرزِ استدلال نیز نوعیتِ معلومات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نہ انہیں دونوں فنوں سے مناسبت ہے اور نہ وہ ان میں مستند معلوم ہوتے ہیں۔ اس بارے میں ان کی رائے غیر صاحبِ فن اور غیر مبصر کے عقلی استنباط سے زیادہ کوئی درجہ نہیں رکھتی جو ظاہر ہے کہ حُذاقِ فن اور عملی ماہرین کے سامنے کسی درجہ میں قابلِ التفات نہیں ہو سکتی موصوف کے اُصول پر جب کہ مستند علماء ماہرینِ دین حتیٰ کہ سلف صالحین کا اجتہادی استنباط اور فہم نصوص کسی درجہ میں بھی قابلِ اعتبار نہیں تو ان کے اصول پر خود ان کا استنباط یا فہم نصوص دوسروں کے لئے کیسے قابلِ قبول اور لائق اعتنا ہو سکتا ہے۔ نص کے الفاظ میں تو بحث ہے ہی نہیں کلام تو مدلول میں ہے اور مدلول کی تعین میں فہم کا دخل ہے اور وہی حجت نہیں تو خود ان کے فہم یا استدلال سے کسی فہم کو کیسے تسکین ہو سکتی ہے۔ اس لئے فقہ اور تصوف میں جس حد تک ان کے استدلال یا استنباط یا بیانِ مفہوم کا تعلق ہے نہ وہ حجت ہے نہ قابلِ التفات سلف و خلف کے فہم و استنباط کا جب مقابلہ ہوگا تو موصوف تو خلف جیسے قریب العہد افراد کے مفہوم و استدلال کو معتبر کہیں گے اور ہمارے نزدیک قصہ برعکس ہوگا

مودودی صاحب کے فقہی قیاسات غیر معتبر ہیں

اسلئے فقہ اور تصوف کے بارے میں ان کی پیش کردہ آراء و قیاسات فنی حیثیت سے قبولیت کا کوئی مقام نہیں رکھتے بنا بریں اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کی فرعومہ

جزئیات فقہ یا مسائل تصوف وغیرہ پر کوئی تنقید کی جائے اور اس کا حکم معلوم کیا جائے اس مذکورہ بالا معیار سے ان کی ساری جزئیات کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ رہا اصلی فقہ و تصوف سو میں سمجھتا ہوں کہ ان فنون کو ساقط الاعتبار ٹھہرا کر خود اس تحریک حکومت الٰہیہ کو نہ چلایا جا سکتا ہے اور نہ قابل اعتبار ہی باور کرایا جا سکتا ہے کیونکہ اللہ کی حکومت عالم آفاق میں تو اس حد تک ظاہر و شاہد ہے کہ اس کے منوانے کے لئے کسی رسمی تحریک کے اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے

مودودی صاحب اور حکومت الٰہیہ ایک سیاسی نعرہ

تحریک کی اگر ضرورت ہے تو انفس کے لئے ہی ہو سکتی ہے کہ انسانوں کے ظاہر و باطن پر خدائی حکومت کا سکہ مسلط ہو جائے اور اعمال ظاہر و باطن کے لحاظ سے بالارادہ قانون الٰہی کا ظہور کہلائے گی اور ظاہر ہے کہ الٰہی حکومت کے احکام ظاہر کے مجموعہ کا اصطلاحی نام فقہ اور احکام باطن کے مجموعہ کا اصطلاحی نام تصوف ہے۔ جن کی بنیادیں قرآن و حدیث نے قائم کی ہوئی ہیں جب ان دونوں کے انکار یا تحریف سے ظاہر و باطن کھلا کر رہ گئے تو حکومت الٰہیہ کا سدباب تو پہلے ہی ہو گیا پھر حکومت الٰہیہ کے نام سے ان نفوس پر آخر تسلط کس چیز کا ہو گا جس کی تحریک کی جائے۔ ؎ یکے برسر شاخ و بن می برید، اس صورت میں حکومت الٰہیہ کا عنوان نصب العین نہ ہو گا بلکہ محض ایک سیاسی نعرہ رہ جائے گا جو خود اپنے مفہوم کی تکذیب کرتا رہے گا اگر خدانخواستہ یہی صورت رہی تو میرا گمان یہ ہے کہ اس کا انجام انہی تحریکوں جیسا ہو گا جو اپنے اپنے وقت میں کسی نہ کسی اسلامی نعرہ کے ساتھ اٹھی اور انجام کار

کسی نہ کسی غیر اصلاحی مقصد یا اسلامی مقصد کے خلاف پر منتج ہوگئیں۔ خوارج نے سب سے پہلے حکومت الٰہیہ کا اسلامی نعرہ لگایا لیکن اس کے نتیجہ سے فتنۂ عقائد اور فتنۂ صحابہ کے غیر اسلامی مقاصد نکل آئے۔ آج کے دور میں مثلاً سر سید نے تعلیم و ترقی کا نعرہ لگایا مگر اس کے نتیجہ میں انکار خوارق و معجزات اور فتنۂ عقائد نکل آیا۔ مشرقی نے قومی عسکریت اور تنظیم کا نعرہ لگایا اور اس کے نتیجہ سے نکل آیا مولوی کا غلط مذہب۔ غرض ان تمام تحریکوں کا عنوان اور نعرہ اسلامی تھا اور اس کے نتیجہ میں مقاصد غیر اسلامی نتیجہ یہ ہوا کہ نا سمجھ عنوان کی خوشنمائی سے مبتلا ہوئے اور سمجھ دار حقیقت کو سمجھ کر بچے رہے اور اس طرح تفریق ہو کر مسلمانوں کے بہت سے افراد ان سے کٹ بھی گئے اور ان کے مدِ مقابل بھی آکھڑے ہوئے اور فتنۂ تخریب و اختلاف نے امت کو گھیر لیا۔ اگر تحریک حکومت الٰہی کے پاکیزہ عنوان کے نتیجہ سے فقہ و تصوف کا انکار اکابر امت کی تحمیق وغیرہ برآمد ہوتی رہیں تو جس تفریق امت پر مذکورہ تحریکات منتج ہوئیں اسی پر یہ تحریک بھی منتج ہوگی بہرحال میں تو سمجھ رہا ہوں کہ اگر مولانا مودودی ایک سیاسی مفکر کی حیثیت سے اپنی سیاست کو مسلمانوں کے سامنے تعمیری رنگ میں پیش فرماتے رہیں اور غیر دینی سیاستوں کی تنقید کر کے مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھنے کی اور اللہ کی حکومت سے وابستہ رکھنے کی کوشش میں لگے رہیں۔ تو ان کی تحریک مفید اور کامیاب ہو جائے گی لیکن اگر وہ مفتی یا شیخ ناقد کی حیثیت سے مسلمانوں کے سامنے آئیں گے تو مسلمان انہیں قبول نہ کریں گے اور اس کا نتیجہ تحریک میں اضمحلال یا مضر ہونے کی صورت میں برآمد ہوگا اور اس طرح ایک اچھی خاصی اسلامی اسکیم ضائع ہو جائے گی یہ حاصل ہے اس مفہوم کا جو میں مولانا مودودی کے لٹریچر کے مطالعے سے سمجھا ہے۔ رائے اہل الرائے کی ہوتی

ہے۔ اور حضرات علماء ہی کے افادات اس کے بارے میں مفید ومقبول ہونے چاہئیں لیکن جب کہ خصوصیت سے اس بارے میں جناب اور دوسرے حضرات نے مجھے قابل خطاب سمجھا تو جو فہم وخیال میں آیا عرض کر دیا گیا ہے امید ہے کہ مزاج سامی بخیر وعافیت ہوگا۔

والسلام

(محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند)

رائے عالی حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب رح مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ لوگ جماعت اسلامی سے اجتناب اور دوری اختیار کریں اس میں شرکت زہر قاتل ہے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ لوگوں کو اس جماعت میں شرکت سے روکیں تاکہ گمراہ نہ ہوں اور اس جماعت کا ضرر اس کے نفع سے کہیں زیادہ ہے۔ پس تسامح اور سستی اور غفلت جائز نہیں اور ہر وہ شخص جو اس جماعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا یا اس کی تائید کرے گا یا کسی قسم کی اعانت کرے گا گنہگار اور عاصی ہوگا اور معصیت کی طرف دعوت دینے والا شمار ہوگا بجائے اس کے کہ وہ ثواب کا متوقع رہے اور اس جماعت کا کوئی آدمی اگر امامت کرے گا کسی مسجد میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

سید مہدی حسن

رئیس دارالافتا دیوبند

۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۰ھ

بحوالہ رسالہ عربیہ الاستاذ المودودی صفحہ ۵

مصنف محدث کبیر علامۃ العصر مولانا محمد یوسف بنوری

موسس مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی

یہ رسالہ عربوں کے لئے لکھا گیا ہے اب اس کا ترجمہ بھی جلد ہی شائع ہونے والا ہے۔

رائے عالی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم

مفتی اعظم پاکستان۔ صدر دار العلوم کراچی

(سوال)

بگرامی خدمت حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مفتی اعظم پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش آنکہ جیسا کہ حضرت والا کو معلوم ہے کہ احقر کو دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الٰہ یار میں افتا کی خدمت انجام دینی پڑتی ہے طرح طرح کے سوالات میں اکثر یہ سوال بھی آتا ہے کہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت جمہور اہل سنت والجماعت کے طریقہ پر ہے یا نہیں؛ اور مذاہب اربعہ میں سے اُن کا کس مذہب سے تعلق ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؛ اور یہ جو مشہور ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کے رُجحانات سلف صالحین کے خلاف ہیں اس کی کیا حقیقت ہے، بعض لوگ آپ کی کسی سابقہ تحریر کی بنا پر آپ کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ آپ ان کے نظریات سے اتفاق رکھتے ہیں اس کی کیا اصل ہے؟

والسلام

احقر محمد وجیہ، از دار العلوم ٹنڈو الٰہ یار (سندھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

مولاناعہ مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کے بارے میں میرے پاس سالہا سال سے سوالات آتے رہے ہیں جن کا جواب میں اس وقت کے حالات اور ان کے بارے میں اپنی اس وقت کی معلومات کے مطابق لکھتا رہا ہوں، ان میں بعض تحریریں شائع بھی ہوئی ہیں اور بعض نجی مکاتیب کے جواب میں لکھی گئی ہیں، اس وقت ان تمام تحریروں کو سامنے رکھنا ممکن نہیں۔ البتہ اس عرصے میں احقر کو کچھ ان کی مزید تحریرات کے مطالعے کا موقعہ ملا، کچھ ان کی نئی تالیفات سامنے آئیں اور کچھ ان کے لٹریچر عام اثرات اور ان کی جماعت کے حالات کو مزید دیکھنے کا موقعہ ملا، اس مجموعے سے اب ان کے بارے میں جو میری رائے ہے وہ بے کم و کاست ذیل میں لکھ رہا ہوں :۔

میری سابقہ تحریرات اگر اس تازہ تحریر کے موافق ہوں تو فبہا اور اگر سابقہ تحریرات میں کوئی چیز اس کے خلاف محسوس ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے اور اب میری رائے کے حوالے کے لئے صرف ذیل کی تحریر پر اعتماد کیا جائے۔

احقر کے نزدیک مولانا مودودی صاحب کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ عقائد اور احکام میں ذاتی اجتہاد کی پیروی کرتے ہیں، خواہ ان کا اجتہاد جمہور علمائے سلف کے خلاف ہو، حالانکہ احقر کے نزدیک منصب اجتہاد کے شرائط ان میں موجود نہیں اس بنیادی غلطی کی بنا پر ان کے لٹریچر میں بہت سی باتیں غلط اور جمہور علمائے

عہ کاش اس کو حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم صرف مودودی صاحب سے خطاب فرماتے ایسے شخص کے لئے لفظ مولانا تحریر نہ فرماتے جس کے لئے خود تحریر فرمایا ہے کہ اس شخص نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخیاں کی ہیں۔

اہل سنت کے خلاف ہیں

صحابۂ کرامؓ پر مودودی صاحب کی انتہائی غلط تنقیدی روش

اس کے علاوہ انھوں نے اپنی تحریروں میں علمائے سلف یہاں تک کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کا جو انداز اختیار کیا ہے وہ انتہائی غلط ہے خاص طور سے خلافت و ملوکیت - میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جس طرح صرف تنقید ہی نہیں بلکہ ملامت کا بھی ہدف بنایا گیا ہے اور اس پر مختلف حلقوں کی طرف سے توجہ دلانے کے باوجود اصرار کی جو روش اختیار کی گئی ہے وہ جمہور علمائے اہل سنت والجماعت کے طرز کے بالکل خلاف ہے۔

نیز ان کے عام لٹریچر کا مجموعی اثر بھی اس کے پڑھنے والوں پر بکثرت یہ محسوس ہوتا ہے کہ سلف صالحین پر مطلوب اعتماد نہیں رہتا اور ہمارے نزدیک یہ اعتماد ہی دین کی حفاظت کا بڑا انحصار ہے۔ اس سے نکل جانے کے بعد پوری نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ بھی انسان نہایت غلط اور گمراہ کن راستوں پر پڑ سکتا ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ ان کو منکرین حدیث، قادیانیوں یا اباحیت پسند لوگوں کی صف میں کھڑا کرنا بھی میرے لئے درست نہیں جنہوں نے سود، شراب، قمار، ور اسلام کے کھلے محرمات کو حلال کرنے کے لئے قرآن وسنت میں تحریفات کی ہیں، بلکہ ایسے لوگوں کی تردید میں ان کی تحریریں ایک خاص سطح کے نو تعلیم یافتہ حلقوں میں موثر اور مفید بھی ثابت ہوئی ہیں، یہ بات میں ہمیشہ سے کہتا آیا ہوں لیکن اگر کوئی شخص میری اس بات کو بنیاد بنا کر یہ کہے کہ میں مودودی صاحب کے اُن نظریات سے متفق ہوں جو انھوں نے جمہور علماء کے خلاف اختیار کئے ہیں

تو یہ بالکل غلط اور خلافِ واقعہ بات ہے۔

اگرچہ جماعت کے قانون میں مولانا مودودی صاحب اور جماعت اسلامی الگ الگ حیثیت رکھتے ہیں اور اصولاً جو بات مودودی صاحب کے بارے میں درست ہو ضروری نہیں کہ وہ جماعت اسلامی کے بارے میں بھی دُرست ہو لیکن عملی طور سے جماعت اسلامی نے مولانا مودودی صاحب کے لٹریچر کو نہ صرف جماعت کا علمی سرمایہ اور اپنے عمل کا محور بنایا ہوا ہے بلکہ اس کی طرف سے زبانی اور تحریری مدافعت کا عام طرزِ عمل ہر جگہ مشاہدہ میں آتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت کے افراد بھی ان نظریات اور تحریروں سے متفق ہیں۔ البتہ کچھ مستثنیٰ حضرات ایسے ہوں جو مذکورہ بالا امور میں مولانا مودودی سے اختلاف رکھتے ہوں اور جمہور علمائے اہل سنّت کے مسلک کو اس کے مقابلہ میں درست سمجھتے ہوں تو ان پر اس رائے کا اطلاق نہیں ہو گا۔

نماز کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ امام اس شخص کو بنانا چاہیے جو جمہور اہل سنت کے مسلک کا پابند ہو، لہٰذا جو لوگ مودودی صاحب سے مذکورہ بالا اُمور میں متفق ہوں، انھیں باختیارِ خود امام بنانا درست نہیں، البتہ اگر کوئی نماز ان کے پیچھے پڑھ لی گئی تو نماز ہو گئی۔

یہ میری ذاتی رائے ہے جو اپنی حد تک غور و فکر کے بعد فیما بینی و بین اللہ قائم کی ہے، میں کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی اور بے احتیاطی سے بھی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور دین کے معاملہ میں مداہنت سے بھی۔ جن حضرات کو میری اس رائے سے اتفاق نہ ہو وہ اپنے عمل کے مختار ہیں، مجھے ان سے کوئی مباحثہ کرنا نہیں نہ میرے قویٰ اور مصروفیات اس کے متحمل ہیں اور اگر کوئی صاحب اس کو شائع کرنا چاہیں تو ان

سے میری درخواست ہے کہ اس کو پورا شائع کریں۔ ادھورا یا کوئی ٹکڑا شائع کر کے خیانت کے مرتکب نہ ہوں۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

نوٹ: (اس فتویٰ کو حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے اپنی کتاب جواہر الفقہ کا جزء بنا دیا ہے)

رائے عالی حضرت علامۂ عصر محدث کبیر مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم

موسس مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت وصدر وفاق مدارس عربیہ پاکستان

از ماہنامہ بینات جولائی ۱۹۷۶ء بعنوان بصائر و عبر

مقام نبوت کی تشریح

نبوت ایک عطیۂ ربانی ہے جس کی حقیقت تک رسائی غیر نبی کو نہیں ہو سکتی اس کی حقیقت کو یا تو حق تعالیٰ جانتا ہے جو نبوت عطا کرنے والا ہے یا پھر وہ ہستی جو اس عطیہ سے سرفراز ہوئی۔ مخلوق بس اتنا جانتی ہے کہ اس اعلیٰ و ارفع منصب کے لئے جس شخص کا انتخاب کیا گیا وہ:

۱۔ معصوم ہے، یعنی نفس کی ناپسندیدہ خواہشات سے پاک صاف پیدا کیا گیا ہے اور شیطان کی دسترس سے بالاتر۔ عصمت کے یہی معنیٰ ہیں کہ ان سے حق تعالیٰ کی نافرمانی کا صدور ناممکن ہے۔

۲۔ آسمانی وحی سے ان کا رابطہ قائم رہتا ہے اور وحی الہٰی کے ذریعہ ان کو غیب کی خبریں پہنچتی ہیں کبھی جبریل امین کے واسطہ سے، اور کبھی بلا واسطہ، جس کے مختلف طریقے ہیں

۲ - غیب کی وہ خبریں عظیم فائدہ والی ہوتی ہیں اور عقل کے دائرے سے بالاتر ہوتی ہیں، یعنی انبیاء علیہم السلام بذریعہ وحی جو خبریں دیتے ہیں ان کو انسان عقل و فہم کے ذریعہ معلوم کرسکتا ہے نہ مادی آلات وحواس کے ذریعہ ان کا علم ہوسکتا ہے۔

ان تین صفات کی حامل ہستی کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث و مامور کیا جاتا ہے۔ گویا حق تعالیٰ اس منصب کے لئے ایسی شخصیت کا انتخاب فرماتا ہے جو افراد بشر میں اعلیٰ ترین صفات کی حامل ہوتی ہے اس انتخاب کو قرآن کریم کہیں اجتباء سے، کہیں اصطفاء سے اور کبھی لفظ اختیار سے تعبیر فرماتا ہے۔ یہ عام صفات و خصوصیات تو ہر نبی و رسول میں ہوتی ہیں، پھر حق تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرما کر وہ درجات عطا کرتا ہے جن کے تصور سے بھی بشر قاصر ہے گویا نبوت، انسانیت کی وہ معراج کمال ہے جس سے کوئی بالاتر منصب اور کمال عالم امکان میں نہیں۔ ان صفات عالیہ سے متصف ہستی کو ہدایت و اصلاح کے لئے مبعوث کرکے انہیں تمام انسانیت کا مطاع مطلق ٹھہرایا جاتا ہے، ارشاد ہے: وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (النساء: ۶۴) ہم نے ہر رسول کو اسی لئے بھیجا کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے پس حکم خداوندی یہی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ وہ مطاع اور واجب الاطاعت متبوع ہے اور امت اس کی ہدایت کے تابع اور مطیع فرمان۔

جب نبوت اور رسالت کے بارے میں یہ صحیح تصور قائم ہوگیا کہ وہ ایک عطیہ ربانی ہے، کسب و محنت اور مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل نہیں بلکہ حق تعالیٰ اپنے علم محیط، قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے پاک و معصوم و مقدس ہستی کو پیدا فرما کر اس کو وحی آسمانی سے سرفراز فرماتا اور مخلوق کی ہدایت و ارشاد کے منصب پر اسے کھڑا کرتا ہے تو اس سے عقلی طور پر خود بخود بات واضح ہوگئی کہ نبی و رسول کی

شخصیت ہر نقص سے ہر کوتاہی سے اور ہر انسانی کمزوری سے بالاتر ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر خود اس کی شخصیت انسانی کمزوریوں میں ملوث ہو تو وہ ہدایت و اصلاح کی خدمت کیسے انجام دے گا۔ "آنکہ خود گم است کرا رہبری کند"

سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم

چنانچہ سنت اللہ یہی ہے کہ نبی کا حسب و نسب، اخلاق و کردار، صورت و سیرت خلوت و جلوت اور ظاہر و باطن ایسا پاک اور مقدس و مطہرہ ہوتا ہے جس سے ہر شخص کا دل و دماغ مطمئن ہو اور کسی کو انگشت نمائی کا بال برابر بھی موقع نہ مل سکے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص شقاوت ازلی کی وجہ سے اس کی دعوت پر لبیک نہ کہے اور جحود و انکار میں مبتلا ہو کر ہدایت سے محروم رہ جائے لیکن یہ ممکن نہیں کہ بدتر سے بدتر دشمن بھی نبی میں کسی "انسانی کمزوری" کی نشاندہی کر سکے۔

قرآن کریم میں انبیاء کرام اور رسولانِ عظام۔ علیہم الف الف صلوٰۃ وسلام کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے اور ان کے جن جن خصائص و کمالات اور اخلاق و اوصاف کی نشاندہی فرمائی ہے یہ جگہ ان کی تفصیل کے لئے کافی نہیں، یہاں اس سمندر کے چند قطرے پیش کئے جاتے ہیں جو حق تعالیٰ شانہ نے اپنے حبیب حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں۔

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاھدًا و مبشرًا و نذیرا و داعیًا الی اللہ باذنہ وسراجًا منیرًا (الاحزاب: ۴۵-۴۶)

اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔

انا ارسلناك شاهدا و مبشرا و نذيرا لتومنوا بالله و رسوله و تعزروه و توقروه (فتح ۸-۹)

ترجمہ: ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔

یٰسٓ والقرآن الحکیم انك لمن المرسلين على صراط مستقيم (یٰسٓ - ۴)

ترجمہ: یٰسٓ، قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بےشک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں، سیدھے راستے پر ہیں۔

نٓ والقلم وما يسطرون ما انت بنعمة ربك بمجنون و ان لك لاجرا غير ممنون و انك لعلى خلق عظيم (نون)

ترجمہ: نٓ، قسم ہے قلم کی اور ان (فرشتوں) کے لکھنے کی، کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں اور بے شک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں اور بےشک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں

قد جاءكم من الله نور و كتاب مبين (مائدہ - ۱۵)

ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور کتاب واضح (یعنی قرآن مجید)

فالذين امنوا به و عزروه و نصروه و اتبعوا النور الذي انزل معه اولئك هم المفلحون (اعراف - ۱۵۷)

ترجمہ: سو وہ لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

و رفعنا لك ذكرك (الم نشرح)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا۔

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

و ان تطيعوه تهتدوا (النور: ۵۴)

ترجمہ: اور اگر تم نے ان کی اطاعت کر لی تو راہ پر جا لگو گے۔

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللّٰہ و الیوم الآخر وذکر اللّٰہ کثیرًا (الاحزاب: ۲۱)

ترجمہ: تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔

فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیمًا (النساء — ۶۵)

ترجمہ: پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپؐ سے تصفیہ کرا دیں پھر آپ کے تصفیہ سے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کر لیں۔

لقد من اللّٰہ علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (آل عمران ۱۶۴)

ترجمہ: حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں انہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ اس سے قبل صریح غلطی میں تھے۔

وانزل اللّٰہ علیك الکتاب والحکمة وعلمك ما لم تکن تعلم وکان فضل اللّٰہ علیك عظیمًا (النساء - ۱۱۳)

ترجمہ: اور اللہ نے آپ پر کتاب اور فہم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپؐ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

ترجمہ - آیات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات و کمالات کا نقشہ سامنے آگیا ہوگا جس کا حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت الی اللہ کا آفتاب عالم تاب بنایا ہے تاکہ امت ان پر ایمان لائے ان کی توقیر کرے اور ان کی امداد کرے۔ بلاشبہ آپ سراسر صراط مستقیم پر ہیں۔ تاریخ عالم اس کی شہادت دیتی ہے کہ آپ خلق عظیم سے آراستہ ہیں جو ان پر ایمان لائیں اور ان کی توقیر و نصرت کریں اور آسمانی وحی کا نور الٰہی ان کے ساتھ ہے اس کا بھی اتباع کریں آخرت کی فلاح انہی کے لئے ہے۔ ان کی اتباع سے حق تعالیٰ کی محبوبیت کی سعادت عظمیٰ ملتی ہے۔ انہی کی اطاعت سے ہدایت ملتی ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اور آخرت کے امیدوار ہیں وہ انہی کو اپنا مقتدا و پیشوا بنائیں گے جو لوگ اپنے تنازعات و مخاصمات میں بھی ان کے فیصلوں کو بدل و جان تسلیم نہ کریں خدا کی قسم کبھی مومن نہیں ہو سکتے۔ حق تعالیٰ کا امت محمدیہ پر بڑا احسان ہے جن میں ایسی ہستی مبعوث فرمائی کہ حق تعالیٰ کی آسمانی وحی ان کو پڑھ کر سنائیں۔ ہر قسم کے شرک کفر، معصیتوں اور جاہلیت کی رسموں سے ان کا تزکیہ کریں، ان کو کتاب و سنت کی تعلیم دیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑا فضل فرمایا کہ کتاب و حکمت کے وہ تمام علوم ان کو سکھائے جو نہ جانتے تھے۔ چند آیات بینات کا یہ سرسری خاکہ ہے۔ حق تعالیٰ کی اس آسمانی شہادت کے بعد کیا کوئی کمال اب ایسا باقی ہے جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو؟ اسی آسمانی وحی ربانی میں تمام امت کو یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رحمت و درود بھیجتے ہیں، اس لئے تمہیں حکم ہے کہ تم بھی ان پر درود بھیجو پانچوں وقت اذان میں ان کی رفعت و بلندیٔ مقام کا اعلان ہوتا ہے، ہر نماز میں ان پر درود و سلام کا مخصوص انداز میں حکم ہے، گویا کوئی نماز جو حق تعالیٰ شانہ کی مخصوص عبادت ہے اور حق تعالیٰ کے ساتھ خصوصی مناجات ہے آپ کے ذکر خیر اور درود و سلام سے خالی نہیں بلکہ اسی پر نماز کا اختتام ہوتا ہے۔ اس لئے تمام امت اور

آسمانی کتابوں کا بھی فیصلہ ہے ع "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" بہر حال یہ مسلمات میں سے ہے کہ افراد بشر میں جن نفوس قدسیہ کو حق تعالیٰ نے اصلاح نفوس اور ہدایت و ارشاد عالم کے لئے منتخب فرمایا ہے ان سب کے سرتاج سید الانبیاء والمرسلین امام المتقین خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہے۔ اگر ان میں کوئی کوتاہی اور کمی رہ جائے تو پھر سارے انبیاء کرام کوتاہیوں سے مبرا کیسے رہ سکتے ہیں اور امت کی ہدایت کے لئے وہ کیسے اسوۂ و قدوہ بن سکتے ہیں اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جس ذات اقدس نے ہدایت و ارشاد کے لئے ان کی بعثت فرمائی ہے وہ العیاذ باللہ قاصر ہے اور ان کی قدرت سے ایسے افراد کا انتخاب بالاتر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی، پھر نہ تو خدائی رہی نہ نبوت و رسالت، نہ آسمانی وحی نہ دین۔ سارا معاملہ ہی ختم ہوگیا

مودودی صاحب کا تنقیدی عروج

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تنقید سے معاف نہ کیا

ان حقائق کی روشنی میں "ترجمان القرآن" جلد ۸۵ شمارہ اپریل سنہ ۱۹۷۶ء میں بعنوان "اسلام کس چیز کا علمبردار ہے" مودودی صاحب کا مقالہ مطالعہ کیجئے صفحہ ۳۰ پر موصوف یوں رقمطراز ہیں: "وہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نہ فوق البشر ہے، نہ بشری کمزوریوں سے بالاتر ہے"؛ کس جاہل نے کہا ہے کہ وہ فوق البشر ہے ہاں تمام اولین و آخرین اور حق تعالیٰ جو خالق الانبیاء والمرسلین ہیں ان کا فیصلہ ہے کہ وہ اتقی البشر ہیں، سید البشر ہیں، تمام نسل انسانی میں سب سے بڑھ کر متقی اور کامل ترین افراد بشر میں سے ہیں، آفتاب عالمتاب اور بدر منیر کے انوار کو ان کے انوار سے کیا نسبت ہے؟ آسمان ہو یا زمین، چاند ہو

یا سوروح حتیٰ کہ عرش رحمٰن بھی آپ کی منزلت سے قاصر ہے، تمام مخلوقاتِ خداوندی میں افضلیت وکمال کا تاج آپ ہی کے سر باندھا گیا ہے" نہ فوق البشر ہے" یہ جملہ بھی جو غمازی کرتا ہے کہ فوق البشر کہنا بھی ناقابلِ برداشت ہے لیکن "بشری کمزوریوں سے بالاتر ہے" کے فقرے سے جو کچھ دل میں تھا ابھر کر آگیا: جو شخص بشری کمزوریوں میں ملوث ہے وہ بشر کی ہدایت کے لئے کیسے موزوں ہوسکتا ہے؟ اُردو کے عرف میں اور عام تعبیرات کے پیشِ نظر بشری کمزوریوں کا اطلاق ان صفاتِ بشریہ پر ہوتا ہے جو صفات ذمیمہ اور قبیحہ ہیں، لوازم بشریت مراد ہو ہی نہیں ہوسکتے۔ لوازم بشریت کھانا پینا، سونا جاگنا، خوشی وغم، صحت ومرض وفات وغیرہ بلاشبہ یہ لوازم بشریت ہیں خواص بشریت ہیں اور صفات بشریہ ہیں، عرف میں اس کو کوئی بشری کمزوریوں سے تعبیر نہیں کرتا، لوازم بشریت سے تو ملائکۃ اللہ اور حق تبارک وتعالیٰ منزہ ہیں، کہنا یہ ہے کہ یہ جملہ خطرناک حقیقت کی غمازی کر رہا ہے، اسلام کی پوری بنیاد منہدم ہو جاتی ہے، حق تعالےٰ تو ان کو یہ شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے کہ کلمۂ اسلام میں کلمۂ شہادت میں اذان واقامت میں حق تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام آئے، نماز میں درود وسلام بھیجنے کا حکم ہو اور اس انداز سے ہو کہ چونکہ حق تعالیٰ اور ان کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو، بارگاہ قدس سے اتنا اونچا منصب عطا کیا گیا ہو اور مودودی صاحب کی نگاہ میں وہ بشری کمزوریوں سے بالاتر نہیں، جو شخصیت بشری کمزور ہو کیا وہ اس منصب جلیل کی مستحق ہوسکتی ہے؟ بظاہر تو یہ ایک جملہ ہے لیکن اس ایک جملہ سے ان کے تمام کمالات اور منصب نبوت پر پانی پھر جاتا ہے اور ہر ناقد کے لئے تنقید کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔

بشری کمزوری میں جھوٹ بولنا خود غرضی بقا یا جاہلیت کے آثار کا نمایاں ہونا

مصلحت اندیشی کا کارفرما ہونا، بنی عبد مناف اور بنی ہاشم کو بنی امیہ پر ترجیح دینا، قریش و مہاجرین کو وہ مقام عطا کرنا جس سے انصار محروم تھے وغیرہ وغیرہ۔ کون سی کمزوری ہے جو اس اجمال میں نہیں آسکتی؟ کیا اچھا ہوتا کہ مودودی صاحب ان کمزوریوں کی نشان دہی خود فرمادیتے کہ وہ کون سی کمزوریاں ہیں جو آپ کی ذات گرامی میں موجود ہیں۔ اس قسم کے نظریات یا قلمی طغیانی اس شخص کا شیوہ ہے جو نہ اہل اللہ کا صحبت یافتہ ہو، نہ اسے علم دین میں کمال حاصل ہو، عجب و کبر میں مبتلا ہو، اعجاب بالرأی کی وبا عظیم میں ملوث ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت مودودی صاحب کی نگاہ میں

جس ذات گرامی پر ایمان لانے کا حکم ہو حق تعالیٰ پر ایمان کے بعد جس پر ایمان کا مرتبہ ہو، جسے ہدایت امت کے لئے سراج منیرا بنایا گیا ہو، جو دعوت الی اللہ پر مامور ہو، جس کی شخصیت کو امت کے لئے اسوہ بنایا گیا ہو، جس کی صفات و کمالات اور خصائص و اخلاق عظیم کا اعلان کیا گیا ہو مودودی کی نگاہ میں ان کی شخصیت اتنی شدید مجروح ہو کہ بشری کمزوریوں سے بالاتر نہیں۔ اب تک تو ہم یہی سمجھتے تھے کہ مودودی صاحب سلف صالحین کو مجروح کرتے چلے آئے ہیں، صحابہ کرامؓ کی شخصیت کو مجروح کرتے چلے آئے ہیں اور انبیاء کرام کی شخصیت پر بھی کچھ نہ کچھ اشارات جرح کے موجود تھے، یونس علیہ السلام سے فریضۂ نبوت پر تقصیر ہوئی جیسے تفہیم القرآن میں ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ایک حضرت سید المرسلین خاتم النبیین امام المتقین کی ذات گرامی باقی رہ گئی تھی وہ بھی اب مجروح ہو گئی۔ تعجب کا مقام ہے کہ مودودی

نے ہر پیراگراف کو قرآنی حوالہ دے کر بیان کیا اور شاید مقالہ اور اس کی تعلیمات
کو پڑھنے والے کو یہ غلط فہمی ہو کہ یہ جملہ بھی بقیہ قرآنی حوالوں سے معمور ہو گا
لیکن بغیر جوڑ کے قرآنی تعبیرات کے درمیان سطر ۱۲ اشارہ ۳ صفحہ ۳۱ پر یہ دل
کی بات قلم سے نکل گئی۔ قرآن کریم میں جہاں یہ حکم ہوا کہ آپ اعلان کریں کہ میں بشر
ہوں ساتھ ہی یوحیٰ الیّ کا وصف لگایا گیا تاکہ کوئی قاصر الفہم قاصر العقل بشر کے
ساتھ بشری کمزوریوں کا خیال نہ کرے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم
یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد کہف ۶ فصلت ۶ سورہ اسراء میں ہے قل
سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ بشر کے ساتھ رسول کی صفت لگائی
گئی ہے جہاں محض بشریت کا ذکر کیا ہے یا صفات بشریت کا ذکر ہے وہ تمام مشرکین
وکفار کے قول کی نقل ہے قالوا ان انتم الا بشر مثلنا (ابراہیم) ھل ھذا الا بشر
مثلکم (الانبیاء) ما ھذا الا بشر مثلکم (المومنون) ما انتم الا بشر مثلنا (یس)
ما نراک الا بشرا مثلنا (ھود) کفار نے بلاشبہ طعنے کے طور پر کہا کہ یہ ہم جیسے بشر ہیں
بلکہ ان کو اس کی جرأت نہیں ہوئی کہ یہ جرم بھی عائد کر سکیں کہ بشری کمزوریوں سے بالاتر
نہیں اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ انبیاء کرام کی پاکیزگی اخلاق، کرامت وشرافت اتنی
بدیہی اور واضح ہے کہ انکار کی مجال نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ طعنہ دیا کہ کھاتا پیتا ہے
بازاروں میں جاتا ہے، گویا فرشتہ نہیں کہ ان چیزوں سے بالاتر ہو۔ کچھ ایسا محسوس
ہو رہا ہے کہ موصوف کے دل میں اس سے بھی زیادہ کچھ ہے لیکن خوف مانع ہے، پوری
دل کی بات کا اظہار نہ کر سکے وما تخفی صدورھم اکبر اللہ تعالیٰ اور زیغ وضلال سے
بچائے۔ بشری کمزوری دو راستوں سے ہوتی ہے (۱) نفس (۲) شیطان۔ جب نبی و
رسول نفس کی غیر مستحسن اور ناپسندیدہ خواہشات سے مبرا ہے اور پاک ہے تو اس
کے عواطف ورجحانات ناپسندیدہ نہیں ہو سکتے۔ ان کا نفس نفس مطمئنہ ہے، نفس

ملکی ہے، نفس کی صفات رذیلہ سے یکسر بالاتر ہے، ادنیٰ سے ادنیٰ رذیلہ نفسانی کا دہاں گذر نہیں اور نفس کے جتنے صفات کمال ہیں، تقوی و طہارت، شکر و صبر عفت و رأفت و رحمت و جود اور سخاوکرم وغیرہ وغیرہ تمام کے تمام وہاں موجود ہوتے ہیں اور شیطان لعین کے وساوس سے یکسر حفاظت ہوتی ہے، شیطان نبی و رسول کو کبھی بھی غلط کام پر آمادہ ہی نہیں کر سکتا، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا شیطان مجھے خیر ہی کا حکم دیتا ہے۔ بہر حال جب دونوں راستوں سے حفاظت ہو گئی تو بشری کمزوری خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ صحیح مسلم میں عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں تو یہ آیا ہے کہ "کان خلقہ القرآن" آپؐ کے اخلاق کریمہ قرآن کریم کا مرقع ہے، گویا آپؐ کی حیات مقدسہ زندہ قرآن ہے۔ آپؐ کا وجود مقدس زندہ قرآن ہوا اور یہی تمام عالم کا فیصلہ ہے لیکن مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ بشری کمزوریوں سے آپؐ بالاتر نہیں پھر سنت اللہ جاری ہے کہ انبیاء کرام کے عام قوی بشری بھی عام انسانوں سے بالاتر ہوتے ہیں، ان کی جسمانی صلاحیتیں جسمانی قوتیں برتر اور عام افراد بشر سے بالاتر ہوتی ہیں بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چالیس افراد جنت کی قوت عطا فرمائی گئی ہے اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جنت میں ہر فرد بشر کو سو اشخاص کی قوت عنایت کی جاتی ہے بلکہ قاضی عیاض شفاء میں اور سیوطی کے خصائص کبریٰ میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے ایک حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اما علمت ان اجسادنا نبتت علی ارواح اهل الجنة یعنی ہمارے اجساد میں ارواح اہل جنت کی ہیں ان تفصیلات کا یہاں موقع نہیں ہے بہر حال نہ معلوم کہ اتنی صاف اور واضح حقیقت کیوں سمجھ میں نہیں آتی کہ جب کوئی شخص بشری کمزوریوں میں مبتلا ہو وہ کیوں کر ہادی و رہنما بنے گا اور اس کی دعوت و تبلیغ کیونکر کامیاب ہو سکتی ہے؟ قرآن کریم تو صاف

اعلان فرماتا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون (البقرہ) کیا تم لوگوں کو حکم دیتے ہو نیکی کا اور اپنے نفسوں کو بھولتے ہو اور تم کتاب اللہ پڑھتے ہو کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ اس کا کیا اثر ہوگا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ جو کیا اسی کا حکم دیا تاکہ قول وعمل میں کوئی تضاد نہ ہو مقام افسوس ہے کہ مودودی صاحب کے بہت سے قابل شدید اعتراض مباحث ہیں یا تعبیرات ہیں اور ان کی تصنیفات میں بکھری پڑی ہیں یہ جملہ اور مضمون بھی قباحت گوئے سبقت لے گیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں حق تعالیٰ کی تعریف اور مودودی صاحب کا الزام

مودودی صاحب اپنی تفسیر سورۂ آل عمران میں حضرات صحابہؓ کے بارے میں رقم طراز ہیں: "سود خوری جس سوسائٹی میں موجود ہوتی ہے اس کے اندر سود خوری کی وجہ سے دو قسم کے اخلاقی امراض پیدا ہوتے ہیں، سود لینے والے میں حرص وطمع بخل خود غرضی اور سود دینے والے میں نفرت، غصہ اور بغض حسد، احد کی شکست میں ان دونوں قسم کی بیماریوں کا کچھ نہ کچھ حصہ شامل تھا۔" اسی سورۂ آل عمران کے آخر میں ان صحابہ کے بارے میں حق تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:

فالذین هاجروا واخرجوا من دیارهم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنهم سیاٰتهم ولادخلنهم جنت

ترجمہ: "سو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دئے گئے میری راہ میں، اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف

تجری من تحتہا الانھار ثوابا من عند اللہ و اللہ عندہ حسن الثواب ○

کر دوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی یہ عوض ہے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے۔"

حق تعالیٰ نے تو ان کو یہ داد دی ہے اور مودودی صاحب کی نگاہ میں وہ حریص طماع بخیل خود غرض ایک دوسرے سے نفرت کرنے والے، بغض وحسد رکھنے والے اور ان بیماریوں میں مبتلا تھے۔ ان میں جہل وعناد کی بھی انتہا ہو گئی غزوہ احد کے بعد غزوہ بنی النضیر میں جو سورہ حشر نازل ہوئی اس میں حق تعالیٰ شانہٗ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا و ینصرون اللہ و رسولہ اولئک ھم الصادقون والذین تبوء الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون ○

ترجمہ: "ان فقراء مہاجرین کا حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے جدا کر دئے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں اور لوگوں کا حق ہے جو دارالاسلام میں ان مہاجرین کے آنے سے قبل قرار پکڑے ہوئے ہیں اور جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ لوگ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو اور واقعی جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا

جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

حق تعالیٰ تو ان مہاجرین و انصار کو صادقین و مفلحون جیسے شاندار الفاظ میں اس عجیب انداز سے داد دیں اور مودودی صاحب ان کو طامع و حریص ایک دوسرے سے متنفر بتلائیں اس وقت تو بطور مثال ایک سرسری اشارہ کر دیا گیا اور یہ موضوع ابھی بہت کچھ لکھنے کا محتاج ہے۔ اسی مضمون و مقالے کے شروع میں جو تحقیق فرمائی گئی کہ "ہمارے عقیدے کے مطابق اسلام کسی ایسے دین کا نام نہیں جس کو سب سے پہلے صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہو اور اس بنا پر آپ کو بانیٔ اسلام کہنا صحیح ہو۔ انبیاء میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت دراصل یہ ہے کہ (۱) وہ خدا کے آخری نبی ہیں (۲) ان کے ذریعہ خدا نے اسی اصل دین کو پھر تازہ کر دیا جو تمام انبیاء کا لایا ہوا تھا الخ" اس مضمون میں بھی جوان کو ٹھوکر لگی ہے اور غلط موڑ پر پہنچ گئے جو نہایت خطرناک ہے۔ اب دیانت اور دین کی خیر خواہی کا تقاضا یہی ہے کہ ان مضامین پر بے لاگ تبصرہ ایسا کیا جائے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سامنے آجائے جو ایک دو مولوی ان کی ہم نوائی کرتے چلے آئے ہیں ان کے ایمانی امتحان کا وقت بھی آگیا ہے

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام عالی کا کیا کہنا۔ آپ کی صحبت، فیض خدمت اور توجہات مبارکہ سے صحابہ کرام جس مقام پر پہنچ گئے ہیں اس کا ادراک بھی ہم جیسوں کے لئے ناممکن ہے قرآن کریم کی سورۂ فتح میں ارشاد ہے:

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من	ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ

اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (فتح) — کررہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہرے سے نمایاں ہیں۔

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ آج "ترجمان القرآن" بابت ماہ جون ۱۹۶۶ء میں رسائل ومسائل کے عنوان سے اس کے جواب کی کوشش کی گئی، ظاہر بات ہے کہ "بات ناقابل برداشت تھی اور اس میں پوری رسوائی ہو رہی تھی، اس لئے موصوف کے حواریوں میں سے کسی نے موصوف کو متنبہ کیا اور اس کا جواب دیا گیا۔

مودودی صاحب کبھی غلطی کا اعتراف نہیں کرتے

کیا اچھا ہوتا کہ مودودی صاحب اپنی غلطی کا اعتراف کرکے توبہ کرتے اور اعلان کرتے کہ میں نے یہ بات غلط کی ہے لیکن مودودی صاحب کی تاریخ زندگی میں اس بات کا امکان نہیں، یہ تو ہوا کہ جب کسی ہمدرد حواری نے کسی غلطی پر متنبہ کیا تو دوسرے ایڈیشن میں وہ بات نکال دی گئی لیکن اس کی توفیق نہ ہوئی کہ اعتراف کرکے غلطی کا اعلان ہوتا اور غلط بات سے رجوع کرتے تاکہ وہ لوگ جن کے پاس پہلا ایڈیشن ہے وہ گمراہ نہ ہوتے

مودودی صاحب کی خیانت

مثلاً تفسیر تفہیم القرآن کے پہلے ایڈیشن میں

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرائض نبوت میں تقصیر کا مرتکب مانا تھا، لیکن اعتراض کے بعد دوسرے ایڈیشن پر اس عبارت کو حذف کر دیا گیا، کیا یہ دیانت ہے اور کیا یہ حق ہے، اور کتنی مثالیں ہیں، مودودی صاحب کے نزدیک انبیاء

کرام ایسے معصوم نہیں ہیں کہ غلطی نہ ہو سکتی تھی۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ بشریت کے اظہار کے لئے کوئی وقت ایسا ضرور ہے، تو کیا مودودی صاحب معصوم ہیں کہ ان کی عصمت انبیاء کرام سے بھی زیادہ ہے۔ بہر حال جب مذکر کے جواب دیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی بالکل لچر اور بے معنی ہے۔ اردو محاورات میں کوئی بتلا دے کہ لوازم بشریت کو بشری کمزوریوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے؟ امودودی صاحب بشری کمزوریوں سے عیب و نقائص ہی مراد لیتے ہیں۔

مودودی صاحب کا صحابہ رض پر الزام

اسکی واضح دلیل یہ ہے کہ سورۂ آل عمران کی تفسیر میں انہوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ الزام لگایا ہے کہ ان میں سود خوری کی وجہ سے دو قسم کی بیماریاں تھیں، حرص و طمع، بخل و خود غرضی اور حسد نفرت بغض اور غزوہ احد کی شکست میں دونوں کو دخل ہے۔ اس کے ثبوت میں قرآن کے لفظ "بعض ما کسبوا" کا ترجمہ "بعض کمزوریوں" سے کیا گیا جس کی تنقید نہایت عالمانہ و محققانہ انداز سے حضرت مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی فرما چکے ہیں۔ (ملاحظہ ہو "بینات" بابت ماہ جون ۱۹۶۷ء) مودودی صاحب کی اس تفسیر و تشریح سے واضح ہے کہ کمزوریوں سے مراد وہ بیماریاں یقیناً ہیں جو عیوب اور بدترین عیوب ہیں اللہ تعالےٰ رحم فرمائے اور صحیح توبہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَصَائِر وَعِبَر

مودودی صاحب کے متعلق

از حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم

دنیا میں ہر کمال کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ صاحب کمال کی خدمت میں رہ کر وہ کمال کر لیا جائے، معمولی سے معمولی صنائع اور عام سے عام پیشوں کے لئے بھی کسی استاذ و رہنما کی ضرورت مسلّم، بغیر استاد کے نری عقل و ذہانت اور طباعی سے کوئی کمال صحیح طور پر حاصل نہیں ہو سکتا، انجنیری ہو یا ڈاکٹری اور طباعت ہو ہر صنعت و حرفت کے لئے ابتداءً عقل کی رہنمائی کے لئے کسی استاذ کی حاجت یقینی ہے، جب انسانی عقل کے پیدا کردہ فنون و علوم کے حاصل کرنے کے لئے ایک کامل کی صحبت ضروری ہے تو علوم نبوت اور معارف انبیاء اور حقائق شریعت کے لئے استاد و رہنما سے کیسے استغنا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ یہ علوم و معارف تو عقل و ادراک کے دائرے سے بالاتر ہیں اور وحی ربانی کے ذریعہ سے امت کو پہنچے ہیں، آسمانی تربیت اور ربانی ہدایت وارشاد کے ذریعہ سے اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے پھر ان ربانی علوم میں الفاظ سے زیادہ مربی کی توجہات اور اس کی عملی صحبت کو دخل ہوتا ہے اور تعلیم سے زیادہ ذہنی وفکری اور عملی تربیت ضروری ہوتی ہے اس لئے جتنی طویل صحبت ہوگی زیادہ کمال نصیب ہوگا اور مربی و رہنما جتنا باکمال ہوگا اتنا

زیادہ فائدہ ہوگا اور کمال حاصل ہوگا، پھر ان علوم نبوت کی غرض و غایت چونکہ ہدایت وارشاد اور مخلوق خدا کی رہنمائی ہے اس لئے ان کے سمجھنے میں شیطان لعین کی عداوت و اضلال اور گمراہی کا شدید اندیشہ ہوتا ہے جو کمال کہ دنیوی مفاد کے لئے حاصل کرنا ہوتا ہے اس میں شیطان آرام سے بیٹھا رہتا، اس کو دخل کی حاجت ہی نہیں نہ عداوت ظاہر کرنے کی ضرورت ہے، لیکن جہاں آخرت و عقبیٰ اور دین کی بات ہوتی ہے تو شیطان اپنی شرارت کے لئے بے تاب ہوتا ہے مختلف وسائل سے اپنی پوری طاقت صرف کرتا ہے کہ کسی طرح یہ رشد و ہدایت ضلالت میں تبدیل ہو جائے اور چونکہ ابلیس لعین کا سب سے بڑا کارنامہ تلبیس ہے یعنی حق و باطل میں ایسا التباس ہو جائے کہ جو چیز ظاہری صورت کے لحاظ سے خیر ہے حقیقت کے اعتبار سے شر بن جائے، پھر نفسِ انسانی کی کارستانیاں اس پر مستزاد ہیں، انسانی فطرت میں کبر و عُجب ہے، ریاکاری و حُبّ شہرت ہے، حُبّ جاہ کا مرض ہے اور ایسے شدید و قوی امراض ہیں کہ مدتوں کی ریاضتوں اور مجاہدوں سے ان کا ازالہ نہیں ہوتا، اس لئے نفس و شیطان کے اثرات سے بچنے کے لئے مدتوں کسی کامل کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے اور جب فضل الٰہی شامل حال ہو تو اصلاح ہو جاتی ہے ورنہ یوں ہی انسان علم و عقل کے صحراؤں میں بھٹکتا پھرتا ہے،

فتنوں کی ابتداء اور بنیاد کے اسباب

دنیا کی علمی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جتنے فتنے پیدا ہوئے ہیں سب اذکیاء اور طباع حضرات کے ذریعہ سے وجود میں آئے۔ اور علمی دور میں اکثر فتنے علم کے راستے سے آئے ہیں، بلکہ علماء حق میں بھی بہت سے اذکیاء زمانہ اپنی شدت ذکاوت کی وجہ سے جمہور امت سے شذوذ

اختیار کر کے غلط افکار و نظریات کا شکار ہو گئے اور وہاں زیادہ تر یہی حقیقت کار فرما رہی ہے کہ اپنے تبحر و ذکاوت پر اعتماد کر کے علمی کبر اور اعجاب بالرائی کے مرض میں مبتلا ہوئے، زیادہ صحبت نہیں ملی اور کہاں سے کہاں نکل گئے ہمارے اس دور میں بھی اس کے بہت سے نظائر موجود ہیں اور چونکہ علمی ذہانت تو ہوتی ہی ہے اور بسا اوقات بہت عمدہ بات بھی کہہ جاتے اور لکھ جاتے ہیں اس لئے ان کی وہ عمدہ باتیں مزید فتنہ کا باعث بن جاتی ہیں اور جن حضرات کو زیادہ صحبت اور علمی گہرائیاں نصیب نہیں ہیں وہ بہت جلد ان کے معتقد ہو جاتے ہیں اور ان کے امت سے مختلف شواذ اور جدید افکار و نظریات کے بھی حامی ہو جاتے ہیں اور شیطان تو اپنے کام میں لگا ہوا ہے جو شخصیت امت کی ہدایت وارشاد کے کام آ سکتی تھی وہ امت میں زیغ و ضلال کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ہر دور میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ امام غزالیؒ نے مقاصد الفلاسفہ میں لکھا ہے کہ یونانیوں کے علوم حساب ہندسہ عنصریات وغیرہ صحیح علوم کو دیکھ کر لوگ ان کے تمام علوم کے معتقد ہو گئے، طبعیات والٰہیات میں ان کی تحقیقات کے قائل ہو کر گمراہ ہو گئے امام غزالی کی یہ بات بہت عجیب ہے اور بالکل صحیح ہے، شیطان کو اس قسم کے مواقع میں اضلال کا بہت اچھا موقع مل جاتا ہے، بہر حال جب انتہائی علمی قابلیت والے انتہائی ذکاوت والے فتنوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں تو ایسے حضرات کہ جن میں علمی قابلیت بہت کم، لیکن قلمی قابلیت بہت زیادہ ہو صحبتِ ارباب کمال سے یکسر محروم ہوں طباع و ذہین ہوں وہ تو بہت جلد اعجاب بالرائی کی خطرناک بلا میں مبتلا ہو کر تمام امت کی تحقیر اور تمام تحقیقات امت کا استخفاف اور تمام سلف صالحین کے کارناموں کی تضحیک اور اول سے لے کر آخر تک تمام پر تنقید کر کے خطرناک گہرے گڑھے میں گر کر تمام نسل کے

سے گمراہی کا باعث بن جاتے ہیں۔

مودودی صاحب کی زندگی کا پس منظر

اس قسم کے لوگوں میں سے آج کل کی ایک مشہور
شخصیت جناب ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی ہے جو بچپن ہی سے طباع وذہین
مگر معاشی پریشانی میں مبتلا تھے۔ ابتدار میں اخبار مدینہ بجنور میں ملازم ہوئے اور
پھر دہلی میں جمعیت علمار ہند کے اخبار "مسلم" سے وابستہ رہے، پھر چند سالوں
کے بعد اخبار "الجمعیۃ" دہلی میں ملازم ہوئے جو جمعیت علمائے ہند کا ترجمان تھا۔
دہلی سے نکلتا تھا غالباً سہ روزہ تھا، تاریخ کے جواہر پاروں کے عنوان سے ان
کے مضامین بہت آب وتاب سے نکلتے تھے، اس طرح مودودی صاحب کی قلمی
تربیت مولانا احمد سعید صاحب کے ذریعہ ہوتی گئی۔ والد مرحوم کی وفات کی وجہ
سے اپنی تعلیم نہ صرف یہ کہ مکمل نہ کر سکے بلکہ بالکل ابتدائی عربی تعلیم کی کتابوں میں
رہ گئے، نہ جدید تعلیم سے بہرہ ور ہو سکے، پرائیوٹ انگریزی تعلیم حاصل کی اور
انگریزی سے کچھ مناسبت ہو گئی، اس دور کے اچھے لکھنے والوں کی کتابوں اور
تحریرات اور مجلات وجرائد سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا اور قلمی قابلیت روز
افزوں ہوتی گئی۔ بد قسمتی سے نہ کسی دینی درسگاہ سے فیض حاصل کر سکے نہ جدید علوم
کے گریجویٹ بن سکے، نہ کسی پختہ کار عالم دین کی صحبت نصیب ہو سکی۔ اور ایک
مضمون میں خود اس کا اعتراف کیا ہے جو عرصہ ہوا کہ ہندوستان متحدہ میں مولانا
عبدالحق مدنی مرادآبادی کے جواب میں شائع ہوا تھا بلکہ بد قسمتی سے نیاز فتحپوری
جیسے ملحد وزندیق کی صحبت نصیب رہی ان سے دوستی رہی ان کی صحبت در فاقت
سے بہت کچھ غلط رجحانات ومیلانات پیدا ہو گئے۔ حیدرآباد دکن سے ۱۹۳۳ء
میں ماہنامہ ترجمان القرآن جاری کیا، آب وتاب سے مضامین لکھے، بہتر سے بہتر

پیرائے میں کچھ علمی وقلمی چیزیں اُبھرنے لگیں، ان دنوں ملک کی سیاسی فضا مرتعش تھی، تحریک آزادئ ہند فیصلہ کن مراحل میں تھی، ہندوستان کے بہترین دماغ اسی کی طرف متوجہ تھے۔ مودودی صاحب نے سب سے ہٹ کر، اقامت دین" اور حکومت الٰہیہ کا نعرہ لگایا اور تحریک آزادی کی تمام قوتوں پر بھرپور تنقید کی، ان کے بھولے بھالے مدّاح یہ سمجھے کہ شاید دین قیم کا آخری سہارا بس مودودی صاحب کی ذات رہ گئی ہے، چنانچہ بہت جلد مولانا سید سلیمان ندوی مولانا مناظر احسن گیلانی اور عبدالماجد دریابادی کے قلم سے خراج تحسین وصول ہونے لگا، ظاہر ہے کہ اس وقت مودودی صرف ایک شخص کا نام تھا نہ اس وقت اس کی دعوت تھی، نہ جماعت تھی نہ تحریک تھی' ان کی تحریرات اور زوردار بیانات سے بعض اہل حق کو ان سے توقعات وابستہ ہوئیں۔ ان کی آمادگی اور چوہدری محمد نیاز کی حوصلہ افزائی سے پٹھانکوٹ میں" دارالاسلام" کی بنیاد ڈالی گئی لیگ و کانگریس کی رسہ کشی شروع ہوگئی تھی، ان کے قلم سے ایسے مضامین نکلے اور سیاسی کشمکش کے نام سے ایسی کتاب وجود میں آگئی کہ ہم نوا حضرات سے اس کو خراج تحسین حاصل ہوا اور سیاسی مصالح نے اس کو پروان چڑھایا، لاہور میں اجتماع ہوا، اور باقاعدہ امارت کی بنیاد ڈالی گئی اور ان کی ایک لکھی تقریر پڑھی گئی جس میں بتایا گیا کہ امیر وقت کے لئے کیا کیا امور ضروری ہیں، ارباب اجتماع میں مشہور شخصیتیں جناب مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا ابو الحسن علی ندوی، مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا مسعود عالم ندوی بھی تھے۔ بڑے امیر خود منتخب ہوگئے اور چار امراء یہ حضرات امیر ماتحت منتخب ہوگئے۔ جماعت اسلامی باقاعدہ وجود میں آگئی اس کا دستور آگیا، اس کا منشور آیا، لوگوں کی نگاہیں اٹھیں، ہر طرف سے امیدیں وابستہ ہوگئیں

جماعت اسلامی سے توبہ اور استغفار

لیکن چھ ماہ کا عرصہ نہیں گزرا ہوگا کہ مولانا نعمانی، مولانا علی میاں مستعفی ہوگئے اور ان کو ان کی علمی کمزوریاں اور اخلاص کا فقدان نظر آیا، ساتھ نہیں دے سکے لیکن ان حضرات نے پھر بھی پردہ پوشی کی اور امت کے سامنے صاف وصریح وجہ علیحدگی ظاہر نہیں فرمائی۔ میں اس وقت جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تدریسی خدمات انجام دیتا تھا، میں نے ان دو بزرگوں سے جدائی کے وجوہ دریافت کئے، بہت کچھ کہا لیکن کوئی صاف بات نہیں بتلائی، لیکن میں سمجھ گیا، مولانا مسعود عالم مرحوم اور مولانا امین احسن اصلاحی کو بہت کچھ معتقدات وطریقۂ کار میں موافقت تھی،

مودودی صاحب کی شخصیت کے ابھرنے کا اصل راز

اور یہ دونوں بزرگ عرصے تک مودودی صاحب کے دست وبازو بنے رہے۔ مولانا مسعود عالم مرحوم نے عربی ادب کے ذریعہ خدمات انجام دیں اور مودودی صاحب کی تحریرات اور کتابوں کے آب وتاب سے عربی تراجم کئے اور ادبی تربیت کرکے چند شاگردوں کو بھی تیار کردیا۔ مولانا اصلاحی نے اپنے خاص علمی ذوق وانداز سے مودودی صاحب کی تحریک کو پروان چڑھایا، اچھے اچھے رفقاء کار، ارباب قلم اور ارباب فن شامل ہوگئے۔ کمیونزم کے خلاف اور بعض دینی مسائل پر عمدہ عمدہ کتابیں لکھی گئیں۔ سود خوری، شراب نوشی، پردہ وغیرہ پر اچھی کتابیں آگئیں۔ تفہیمات وتنقیحات میں بعض اچھے اچھے مضامین آئے جدید نسل کی اصلاح کے لئے کتابیں تالیف کی گئیں۔

عرب ممالک میں خصوصاً سعودی عرب کو متاثر کرنے کے لئے اور وہاں کے شیوخ کو ہم نوا بنانے کے لئے مختلف انداز سے کام کیا اور کامیاب تدبیریں اختیار کیں اور جو رفقائے کار کے قلم سے معرض اشاعت میں آیا اسے اس انداز سے پیش کیا جاتا رہا کہ یہ سب کچھ مودودی صاحب کی توجہات کا رہین منت ہیں اس سے ان کی شخصیت بننی شروع ہوگئی اور تمام جماعت کے افراد کی تالیفات سے خود جناب کا فائدہ اٹھایا، خود عربی لکھنے سے معذور، انگریزی لکھنے سے معذور ہے نہ عربی لکھ سکتا ہے نہ بول سکتا ہے یہی انگریزی کا حال بھی ہے لیکن جو کتابیں ترجمہ کی گئیں ان کے سرورق پر بھی لکھا گیا "تالیفات المودودی" کہیں یہ نہ لکھا کہ یہ ترجمہ مسعود عالم کا ہے یا عاصم حدّاد کا ہے۔ لوگ یہ سمجھے کہ اردو کا یہ ادیب کیا ٹھکانہ عربی ادب کا بھی امام ہے لیکن چند دن گزرے تھے کہ مولانا گیلانی مرحوم اور حضرت سید سلیمان مرحوم متنبہ ہو گئے کہ یہ تحریرات جدید فتنہ انگیزی کا سامان مہیا کر رہی ہیں جو کچھ خطابات تھے اور متکلم اسلام وغیرہ القاب تھے اس کو روک دیا۔ اور مولانا گیلانی نے "صدق جدید" میں "خارجیت جدیدہ کے عنوان سے تنقیدی مضمون لکھا۔ علمائے کرام کے زمرے میں شاید حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے اپنے مکاتیب میں اس فتنے کی نشاندہی فرمائی۔ رفتہ رفتہ علماء امت کچھ نہ کچھ لکھتے رہے حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے اس وقت جو مطبوعہ ذخیرہ تھا سب کو مطالعہ فرما کر ایک مبسوط رسالہ مرتب فرمایا لیکن افسوس کہ طبع نہ ہو سکا اور اس سلسلے میں ایک مدرس مظاہر العلوم مولانا محمد زکریا قدوسی صاحب مودودی صاحب کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ ان کی اصلاح کے پیش نظر ایک مکتوب لکھا جو "فتنہ مودودیت" کے نام سے ایک رسالہ کی شکل شائع ہو گیا ہے'!

مودودی صاحب کی بہت سی چیزیں پسند بھی آئیں اور بہت سی ناپسند بھی، لیکن عرصہ دراز تک جی نہ چاہا کہ ان کو مجروح کیا جائے اور ان کے جدید انداز بیان سے جی چاہتا تھا کہ جدید نسل فائدہ اٹھائے۔ اگرچہ بعض اوقات ان کی تحریرات میں ناقابل برداشت باتیں بھی آئیں لیکن دینی مصلحت کے پیش نظر برداشت کرتا رہا اور خاموش رہا لیکن اتنا اندازہ نہ تھا کہ یہ فتنہ عالمگیر صورت اختیار کرے گا اور اکثر عرب ممالک میں یہ فتنہ بڑی صورت اختیار کرے گا اور دن بدن ان کے شاہکار قلم سے نئے نئے شگوفے پھوٹتے رہیں گے۔ صحابہ کرامؓ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال ہوں گے آخر "تفہیم القرآن" اور "خلافت و ملوکیت" اور "ترجمان القرآن" میں روز بروز ایسی چیزیں نظر آئیں کہ اب معلوم ہوا کہ بلاشبہ ان کی تحریرات و تالیفات عہدِ حاضر کا سب سے بڑا فتنہ اگرچہ چند مفید ابحاث بھی آگئی ہیں "واثمهما اکبر من نفعهما" والی بات ہے اب حالت یہاں پہنچ گئی ہے کہ سکوت جرم عظیم معلوم ہوتا ہے اور چالیس سال جو مجرمانہ سکوت کیا اس پر بھی افسوس ہوا اور اب وقت آگیا ہے کہ بلاخوف لومۃ لائم الف سے یا تک ان کی تالیفات و تحریرات کو مطالعہ کرکے جو حق و انصاف و دین کی حفاظت کا تقاضا ہو وہ پورا کیا جائے۔ واللہ سبحانہ ولی التوفیق۔

(محمد یوسف بنوری عفی عنہ)

رائے عالی حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب بنام مولانا مسعود عالم ندوی

(از مکاتیب سلیمان ص ۱۶۵ مطبوعہ لاہور)

چند سطور جماعت اسلامی کے ظاہری چند اصولوں کی تعریف[1] کے بعد علامہ سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے جو اختلاف ہے اور جو چند خطرات ہیں ان کو ظاہر کرتا ہوں۔

۱۔ ادّعائی لوگوں سے میں چوکنا رہتا ہوں۔ ابوالکلام کے ساتھ میرا یہی معاملہ رہا اور مرزا قادیانی کے باب میں علماء سے شروع ہی میں یہی غلطی سالہا سال تک ہوتی رہی جس کا خمیازہ آج تک بھگتا جا رہا ہے۔

۲۔ دوسری چیز طرزِ تعبیر ہے مسائل اسلامیہ کی تشریح عصری اصطلاحات تعبیر سے نسبتاً آسان ہو جاتی ہے اس لئے یہ راستہ آسان ہوتا ہے لیکن اس راستہ سے قلب حقائق کا بڑا اندیشہ رہتا ہے اس لئے بڑی احتیاط کی راہ ہے

۳۔ دین کو تمام تر سیاسیات و نظام سیاست و عمران بنانے سے یہ ڈر لگتا ہے کہ اس کو اہمیت اس قدر نہ دی جائے یا متاثرہ حلقہ پہ یہ اثر نہ پڑ جائے کہ دین کے وہ اجزا جن کا تعلق دین کے ماورائے مادی حقائق اور عبادات سے

---

[1] اس وقت جماعت اسلامی کا ابتدائی دور تھا خلافت ملوکیت اور تفہیم القرآن اور ترجمان اگر علامہؒ دیکھتے تو ان کا انداز قلم اور ہی کچھ ہوتا تاہم اپنے آخری ایام زندگی میں جماعت اسلامی سے سخت متنفر ہو گئے تھے اور مولانا مسعود عالم ندوی بھی تائب ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے وطوبیٰ لمن وجد فی صحیفتہ استغفارا کثیرا۔

ہے وہ یکسر بے کار اور تہی مایہ معلوم ہونے لگیں اس اندیشہ کی تھوڑی سی تصدیق آپ کی جماعت کے ایک وکیل* صاحب سے ہوئی جو الہ آباد کی حالیہ مجلس مشورہ میں شرکت کے لئے جا رہے تھے انہوں نے ازراہ عنایت ندوہ آکر مجھ سے ملاقات کی اور گفتگو کا آغاز اس انداز میں فرمایا جس سے یہ مقصود تھا کہ یہ ظاہری اُلٹی سیدھی نماز اور روزہ اصل قیام نظام دینی کے بغیر بے کار ہیں۔ میں سمجھا کہ بے چارہ ابھی شدہ ہوا ہے جوش میں اس کو ایسا نظر آیا ہے بہرحال میرے اندیشے تھے اور ہیں۔ سلیمان ندوی۔

رائے عالی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری

برادران اسلام! مودودی صاحب کی تحریک کو بنظر غور دیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مودودی صاحب ایک "نیا اسلام" مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور لوگ "نیا اسلام" تب ہی قبول کریں گے جب پرانے اسلام کے در و دیوار منہدم کر کے دکھا دئیے جائیں اور مسلمانوں کو اس امر کا یقین ہو جائے کہ ساڑھے تیرہ سو سال کا اسلام جو تم لئے پھرتے ہو وہ ناقابل قبول ہے۔ ورنہ ناقابل عمل ہو گیا ہے۔ اس لئے نئے اسلام کو مانو اور اس پر عمل کرو جو مودودی صاحب پیش فرما رہے ہیں۔

اے اللہ! میرے دل کی دعا قبول فرما، مودودی صاحب کو ہدایت فرما اور ان کے متبعین کو بھی اس "جدید اسلام" سے توبہ کی توفیق عطا فرما اور انہیں پھر محمدی اسلام پھر نصیب فرما۔" آمین یا الہ العالمین"

---

*غالباً وہ وکیل صاحب میاں طفیل تھے جو نئے نئے قیم جماعت ہوئے تھے (حاشیہ کتاب مکاتیب سلیمان)

(بحوالہ "حق پرست علماء کی مودودی صاحب سے ناراضگی کے اسباب" ص۶۳)

رائے عالی حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی دامت برکاتہم

صدر مفتی دار العلوم دیوبند — (بحوالہ "فتنۂ مودودیت" ص۱۸ مطبوعہ کراچی)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد رسالہ مبارکہ فتنۂ مودودیت حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی تالیف ایک خصوصی اور مختصر خط ہونے کے باوجود اہل علم واہل دین کے لئے مشعل راہ ہے جس کی روشنی میں اس تحریک کی ضلالت اپنے خدوخال کے ساتھ بے نقاب ہو کر سامنے آجاتی ہے اور پھر اس کا سدپہلا اور سنہرا رنگ کسی مخلص مومن کے قلب ونظر کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔ جن حضرات کے پاس اس تحریک کے زہریلے اثرات سے واقف ہونے کے لئے طویل مطالعہ کا وقت نہیں یا وہ اس کو اصول اسلام پر جانچنے کی استعداد نہیں رکھتے یا ان کی نظر اس کی گمراہ کن بنیادوں کے ادراک سے قاصر ہے ان کو اس رسالے کے ذریعے انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کا راستہ بسہولت مل جائے گا۔

والتوفیق بید اللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

احقر محمود دار العلوم دیوبند سہارنپور

رائے عالی حضرت مولانا منظور نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ

ایک طویل عرصہ تک جماعت اسلامی کے بارے میں میرا موقف:

عہ بحوالہ "جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک" مصنفہ مولانا منظور نعمانی ناشر مولانا قمر الدین صاحب کانپور۔

یں اس کے کام اور اس کے نتائج میں خیر کا پہلو غالب سمجھتا تھا لیکن میرے ایک صاحب علم اور صاحب صلاح دوست جن کا جماعت اسلامی کے بارے میں بالکل وہی خیال اور موقف تھا جو اس عاجز کا تھا، ایک دن لکھنؤ تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ جماعت اسلامی کے بارے میں آپ کی جو رائے تھی کیا اب بھی وہی ہے یا اس میں اب کچھ تبدیلی ہوئی ہے؟ میں نے ان کو بتایا کہ میں تو اپنی اسی جگہ ہوں، انہوں نے کہا کہ اب تک تو میرا خیال بھی وہی رہا لیکن اب جیسے جیسے وقت آگے بڑھتا ہے یہ محسوس ہوتا جاتا ہے کہ شر اور مضرت کا پہلو اتنا ہلکا اور مغلوب نہیں ہے جتنا ہم سمجھتے رہے ہیں، اس لئے میرے لئے تو یہ کہنا اب مشکل ہے کہ اس میں خیر غالب ہے، میں نے ان سے اس کی تفصیل چاہی تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں جماعت اسلامی کی دعوت سے متاثر جو حلقہ ہے جو مجھ سے بھی زیادہ بعید نہیں ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ رفتہ رفتہ ان سب کا ذہن یہ بنتا جا رہا ہے کہ دین کو اور دین کے تقاضوں کو اگلوں نے صحیح نہیں سمجھا، اب بس مودودی صاحب نے صحیح سمجھا ہے اور جو جماعت سے جتنا زیادہ متاثر ہوتا ہے وہ اس خیال میں اتنا ہی راسخ اور پکا ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ فہم دین کے بارے میں سلف سے بے اعتمادی ساری گمراہیوں اور سارے فتنوں کی جڑ ہے۔

میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر بات ایسی ہی ہے جیسی آپ فرما رہے ہیں اور یہ ذہنیت جماعت سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں اب عام ہو رہی ہے تو پھر اس میں شبہ نہیں کہ یہ بہت بڑا شر ہے اور ایسا شر ہے کہ اس کے مقابلے میں اس خیر میں کوئی وزن باقی نہیں رہتا جس کی ہم اب تک قدر کرتے رہے ہیں جماعت میں اس خیال کا عام ہونا تو بڑی خطرناک چیز ہے۔

اس کے بعد میں نے اپنے ذرائع سے یہ جاننے کی کوشش کی کہ کیا واقعی یہ ذہنیت جماعت سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں اب عام ہو رہی ہے تو پھر جو بھی معلومات مجھے حاصل ہوئیں وہ ان صاحب کی تائید ہی کرتی تھیں۔

اس علم و اندازہ کے بعد سے میں نے جماعت کے بارے میں خیر کے پہلو کو غالب کہنا چھوڑ دیا، ممکن ہے بعض لوگ اس ذہنیت کی خطرناکی کو پوری طرح نہ سمجھتے ہوں اور اس لئے وہ اسے معمولی سی اور ہلکی بات سمجھیں لیکن جس کے سامنے اس امت کے گمراہ فرقوں اور گمراہ افراد کی تاریخ ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ فہم دین کے بارے میں سلف سے اعتماد اٹھ جانے کے بعد کوئی حصار باقی نہیں رہتا پھر آدمی پرویز بھی بن سکتا ہے، برق بھی بن سکتا ہے اور اس سے آگے بھی جا سکتا ہے۔ ہر گمراہی کی پہلی بنیاد یہی ہوتی ہے کہ آدمی کا اعتماد دین کے فہم کے بارے میں سلف سے اٹھ جائے، بہرحال اس واقعہ کو قریباً ڈھائی تین برس ہوئے ہوں گے اس وقت سے جماعت اسلامی کے بارے میں میری رائے میں یہ تبدیلی آئی اور جماعت اسلامی کی طرف سے مدافعت کا جو رویہ تھا وہ ختم ہو گیا اور ذہن نے دوسری طرح سوچنا شروع کر دیا۔

"داستان عبرت"

جماعت اسلامی سے بیزاری اور علیحدگی

مولانا منظور نعمانی (مدیر الفرقان لکھنؤ و مصنف معارف الحدیث) کا خود نوشت مقالہ

(جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک)

مطبوعہ کان پور

مولانا منظور نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ کاش ہم لوگوں کی یہ غلطی اور وقت کا

ضیاع دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ جماعت سے الگ ہونے والے حضرات میں غازی عبدالجبار صاحب اور حکیم عبدالرحیم اشرف میرے اُن پرانے دوستوں میں ہیں جن کو میں نے ہمیشہ بہت صالح باخدا اور مخلص جانا ہے۔ اگر سیرتِ مصطفوی اور صفات محمدیؐ کے رنگ و بو سے کسی کی زندگی خالی ہو تو اس کی اچھی اچھی باتیں سُنکر اس کے ساتھ جُڑنے والوں کا آخر کار غیر مطمئن ہوکر اس کو چھوڑنا بالکل قدرتی بات ہے۔

اللہ کی شان ہے کہ جماعت اسلامی کے ابتدائی دَور میں مولانا مودودی نے اس وقت کے اپنے معترضین مولانا عبدالماجد صاحب وغیرہ کو جواب دیتے ہوئے اپنے جن جن ساتھیوں کا نام لے کر کہا تھا کہ اگر مجھ میں کوئی زیغ ہوتا اور میں فتنہ کی طرف جانے والا ہوتا تو یہ فلاں فلاں جیسے اللہ کے بندے میرے ساتھ کیوں ہوتے۔ ان سب ہی نے ایک ایک کر کے ان کا ساتھ چھوڑا۔

اس داستان میں خود میرے لئے اور ہر غور کرنے والے کے لئے بڑے بڑے سبق ہیں لیکن سب سے بڑا سبق میرے نزدیک یہ ہے۔

جماعت اسلامی سے میری علیحدگی میں سب سے بڑا سبق

میرے نزدیک یہ ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی ذہین ہو اور زبان و قلم کی خواہ کتنی ہی طاقت اس کو ملی ہو اور اپنے حسن بیان اور زورِ قلم سے داد و تحسین کا کتنا ہی خراج وہ اہل زمانہ سے حاصل کر سکتا ہو اور خواہ کتنے ہی ناواقف سادہ لوحوں سے وہ اپنے کو امام و مجدد و عارف و صوفی منوا سکتا ہو لیکن اگر اس میں اخلاص للہ اور تقویٰ نہیں ہے اور اس کی سیرت اور اس کے ظاہر و باطن میں محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ و بو کا اگر اتنا حصہ بھی نہیں ہے کہ علم و بصیرت رکھنے والے اہل ایمان کے لئے اس کی شخصیت میں کشش اور دلوں کو اطمینان کا سامان ہو اور جو صاحب ایمان اس کے قریب جائے وہ قریب تر ہوتا چلا جائے تو اپنی کاغذ کی ناؤ چلانے میں خواہ وہ کتنا ہی کامیاب ہو۔ کوئی بڑا دینی کام ہونا تو درکنار وہ کام کے آدمیوں کو بھی اپنے ساتھ جوڑ نہ سکے گا اور اس کی اچھی اچھی باتوں سے متاثر ہو کر جو اس سے جڑیں گے بھی وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا رنگ و بو نہ پا کر جلدی یا بدیر ساتھ چھوڑنے پر مجبور ہوں گے بشرطیکہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ و بو سے آشنا اور اللہ تعالےٰ کی رضا طلبی میں صادق و مخلص بھی ہوں اس عاجز نے اللہ کی توفیق سے اس کے ایسے بہت سے بندوں کو پایا ہے جن کو نہ تو بہت اچھی اچھی باتیں کرنی آتی ہیں اور نہ وہ صاحب قلم ہی ہیں لیکن جو شخص صدق طلب کے ساتھ ان سے قریب جاتا ہے وہ اس اطمینان سے ان سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے کہ یہ اللہ کے مخلص اور صادق بندے ہیں اور ان کی سیرت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ و بو ہے۔

مولانا منظور نعمانی صاحب کا جماعت اسلامی میں شرکت کا سبب

(از مولانا قمر الدین مدیر ماہنامہ نظام و ناشر مکتبہ نظام کانپور کا دیباچہ جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک)

یہ ایک دردناک کہانی اور داستان عبرت ہے اس عظیم شخصیت کی۔ جو

میدان مناظرہ کا شہسوار رہ چکا ہو جس کے معرکۃ الآرا مضامین علمی دنیا میں مقبولیت حاصل کر چکے ہوں اور جس کی تقریروں نے خواب غفلت میں پڑے ہوئے بہت سے لوگوں کو بیدار کر دیا ہو لیکن یہی عظیم شخصیت جب اپنے اکابر و اسلاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑتی ہے اور خود رائی پر آمادہ ہو کر ایک ایسے شخص بیعت امارت کے لئے ہاتھ بڑھا دیتی ہے جس نے کبھی چھوٹا بن کر اپنے نفس کی اصلاح و تزکیہ باطن کی ضرورت نہیں محسوس کی تو اسے شہادت زور اور گمراہی کے کن کن تاریک وادیوں میں بھٹکنا پڑتا ہے۔

اسی وجہ سے مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے فرمایا کہ اس داستان میں خود میرے لئے اور ہر غور کرنے والے کے لئے بڑے بڑے سبق ہیں اور سب سے بڑا سبق جو مولانا نے حاصل کیا (وہ مفصل اس سے قبل موصوف ہی کی تحریر میں درج ہو چکا ہے اور جس کو آپ پڑھ چکے ہیں)۔

مولانا منظور نعمانی کی گفتگو مولانا مسعود عالم ندوی سے

(جس زمانے میں کہ دونوں جماعت کے سرگرم رکن تھے)

میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اس کو توجہ سے سنیں۔

دنیا میں کسی انقلاب کے دو ہی ذریعے ہو سکتے ہیں ایک ظاہری اسباب و وسائل اور دوسرے اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت یہ تو ظاہر ہے اسباب و وسائل کے لحاظ سے ـــــ ہم آپ خالی ہاتھ ہیں۔ اس کے لئے اگر کچھ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت ہی سے ہو سکتا ہے اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ "نصرت خداوندی" ایسی ارزاں نہیں ہے اس کی مستحق وہی امت و جماعت ہو سکتی ہے جس کا اللہ سے خاص قسم کا تعلق ہو۔ میرا علم و اندازہ یہ ہے کہ اس چیز کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے اور بس ذہنی و فکری اصلاح اور زندگی کے کچھ ظاہری پہلوؤں کی اصلاح ہی کو سامنے رکھ لیا گیا ہے

موصوف میری اس گفتگو پر آبدیدہ ہو گئے اور انھوں نے بڑے گہرے تاثر کے ساتھ کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ اس کمی کو ہم خود اتنا محسوس کرتے ہیں کہ میں اور غازی عبدالجبار صاحب تنہائیوں میں اس موضوع پر باتیں کر کے بار ہا روئے ہیں اس کے بعد موصوف نے اظہار فرمایا کہ اس سلسلے میں ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ جماعت میں سب سے زیادہ موثر مقبول و محبوب شخصیت مولانا مودودی کی ہے اور ان ہی کی ذات جماعت میں معیار اور نمونہ بن گئی ہے اور ان کو اس طرف بالکل توجہ نہیں ہے۔

(از جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک)

رائے عالی جناب علامہ سید ابوالحسن علی ندوی (ندوۃ لکھنؤ)

(حاشیہ کتاب منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین ص۳۰۰)
ابوالحسن علی ندوی مطبوعہ کراچی

مودودی صاحب کی عبارت (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص۸)

لیکن بعد کی صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب الفاظ کے وہ اصلی معنیٰ جو نزول قرآن کے وقت سمجھے جاتے تھے بدلتے چلے گئے یہاں تک کہ ہر ایک اپنی پوری وسعتوں سے ہٹ کر نہایت محدود بلکہ مبہم مفہومات کے لئے خاص ہو گیا۔ پھر اس کے وجوہ و اسباب بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کے اصل مدعا کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا۔

تبصرہ مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی مودودی صاحب کی عبارت مذکورہ پر تبصرہ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس طویل مدت میں یہ کتاب غفلت اور جہالت کی نذر رہی۔ اس کے

حقائق کو سمجھا نہیں جاسکا اور نزول کے تھوڑے ہی مدت کے بعد اس سے استفادہ کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ یہ تصویر قرآن کی آیت مبارکہ انا نحن نزلنا وانا لہ لحافظون ۰ (ترجمہ) ہم نے اتاری ہے یہ نصیحت یعنی قرآن اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ کے خلاف ہے کیونکہ فضل و احسان کے موقع پر حفاظت کا وعدہ میں اس کے مطالب کا فہم۔ اُن کی تشریح۔ اس کی تعلیمات پر عمل اور زندگی میں ان کا انطباق بھی شامل ہوتا ہے اور ایسی کتاب کی کیا قدر و منزلت ہوسکتی ہے جو طویل مدت تک معطل پڑی رہے۔ نہ سمجھی جائے نہ اس پر عمل کیا جائے۔ نیز اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ۰ فَاِذَا قَرَاْنَاہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ۰ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ ۰

ترجمہ: اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے جب ہم وحی پڑھا کریں تو تم اس کو سنا کرو اور پھر اسی طرح پڑھا کرو پھر اس کے معانی کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔

غور و فکر کا یہ انداز جسے دورِ حاضر کے بعض مفکرین انشا پرداز اختیار کر رہے ہیں اس ابدی انقلاب آفریں صلاحیتوں اور کارناموں سے بھرپور امت پر ایک طویل المیعاد فکری قحط اور ذہنی و عملی تعطل کا الزام عائد کرتا ہے جو درخت اپنی زندگی کی بہترین مدت میں برگ و بار نہ لائے اور بے حاصل اور بے ثمر پڑا رہے اس کی افادیت اور فکری صلاحیت مستقل طور پر مشکوک ہو جاتی ہے اور مستقبل میں بھی بھلائی کی امید کرنی مشکل ہے۔ نتیجہ اگرچہ بادی النظر میں کچھ زیادہ اہم اور سنگین نہ معلوم ہو لیکن اس کے اثرات ذہن و دماغ اور طرزِ فکر پر بڑے گہرے اور دُور رس ہیں اس لئے کہ یہ اس امت کی صلاحیت ہی میں شک و شبہ پیدا کر دیتا ہے جو نہ صرف دین و پیغام کی حامل ہے بلکہ

اس کو دُنیا میں پھیلانے اس کی تشریح کرنے اور اس کی حفاظت کی ذمہ دار ہے اور اس سے اس امت کی گذشتہ تاریخ اس کے مجددین مصلحین اور مجتہدین کے علمی و عملی کارنامے بھی مشکوک اور کم قیمت ہو جاتے ہیں اور آئندہ کے لئے بھی یہ بات بڑی مشتبہ ہو جاتی ہے کہ جو کچھ کہا گیا اور سمجھا گیا وہ صحیح ہے اور جو کچھ کہا جائے گا اور سمجھا جائے گا وہ شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اس سے ظاہر و باطن مغز و پوست کے اس فلسفہ اور دینی حقائق کو ایک نہایت عسیر الفہم معمہ اور چیستاں قرار دینے کی سعی کوشش ملتی ہے جس سے باطنیوں کے مختلف فرقوں نے مختلف زمانوں میں فائدہ اٹھایا۔

یہ اس علمی حقیقت اور عقیدے کے بھی خلاف ہے کہ یہ دین اس نسل کو صرف کتابی شکل ہی میں نہیں ملا بلکہ ایک نسل نے دوسری نسل تک اس کے الفاظ و مفاہیم بلکہ طریق عمل تک کو منتقل کیا ہے اور توارث کا یہ سلسلہ لفظ و معنیٰ دونوں میں جاری رہا نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جا بجا الکتاب المبین اور عربی المبین کے الفاظ سے یاد کیا اور ایک جگہ اس کی آیات کے محکم اور مفصل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہ صفات اور تعریفیں بھی اس خیال کے منافی ہیں کہ قرآن مجید کے بنیادی حقائق طویل عرصہ تک پردۂ خفا میں رہے۔

رائے عالی مولانا عبدالباریؒ صاحب ندوی (لکھنؤ)

مولانا منظور نعمانی صاحب اپنی خودنوشت غلطی اور توبہ میں (جس کو آپ ملاحظہ کر چکے ہیں) لکھتے ہیں کہ مجھے یاد آتا ہے کہ جماعت اسلامی کے ابتدائی دور میں جب یہ عاجز پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ اس میں شریک بلکہ اس کا داعی تھا۔ مولانا عبدالباری صاحب ندوی نے (جب کہ میرا اُن سے

کوئی تعلق و رابطہ بلکہ تعارف بھی نہ تھا محض للّٰہی خیر خواہی سے) مجھے ایک خط لکھا جس کا حاصل اب یہ یاد رہ گیا ہے کہ کم از کم تمہیں اس حقیقت سے ناواقف نہ ہونا چاہیئے کہ جس شخص نے کبھی صغیر بن کر اپنی اصلاح کا سبق نہ لیا ہو اس کا اصلاح کامل کے اتنے اونچے دعوؤں کے ساتھ کبیر بن کر کھڑا ہو جانا خیر و صلاح کا باعث کہاں تک ہو سکتا ہے؟

مولانا عبدالباری ندویؒ کا دوسرا بیان بلاشبہ جماعت کے بانی اور بہت سے اساطین خود علمی و عملی تربیت و صحبت سے محروم اور نرے کتابی علم و ذہانت کے زور میں کہیں سے نکل گئے اور بہت سی مہلک بے اعتدالیوں کا شکار ہو کر اپنے اور دوسروں کے لئے نیم ملّا خطرۂ ایمان بن گئے ہیں ؎

صورتِ مذہب کہ می سازند تحسین می کنم
معنیٔ دیں را کہ می سوزند خلق آگاہ نیست

(بحوالہ جماعت اسلامی سے مخالفت کیوں؟ ص۲۲)

رائے عالی حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

مہتمم اشرف المدارس ناظم آباد و سابق شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی
از کتاب مودودی اور ایک ہزار علمائے امت ص۳۵
(مطبوعہ ملتان)

سوال۔ آجکل جماعت اسلامی بظاہر بہت کام کر رہی ہے مگر اس کے باوجو علماء کرام مولانا مودودی صاحب اور ان کی جماعت پر سخت تنقید کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب منہ الصدق والصواب مودودی صاحب اور ان کی جماعت

سے متعلق چند امور مختصر طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ خود فیصلہ کرلیں کہ ان کے ساتھ تعلق جائز ہے یا نہیں ؟

(۱) اس جماعت سے جو بھی وابستہ ہو خواہ ابتداءً وہ سیاسی حد تک وابستہ ہوا ہو۔ وہ چند روز میں امام ابو حنیفہؒ کی تقلید سے نکل کر مودودی صاحب کا مُقلِّد ہو جاتا ہے اور خود مودودی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ مقتدار کے خیالات سے الگ رہنا مشکل ہے۔

(۲) مودودی صاحب نے (رسائل و مسائل جلد اول میں) لکھا ہے کہ اہل علم کے لئے تقلید کرنا گناہ بلکہ گناہ سے بھی شدید تر ہے تو گناہ سے بڑھ کر تو کفر ہی ہوتا ہے سو اگر مودودی صاحب کا یہی مطلب ہے تو مسلمانوں کا سوادِ اعظم جس میں بڑے بڑے جلیل القدر محدثینؒ۔ فقہاءؒ۔ صوفیاءؒ اور اولیاءؒ گذرے ہیں اور اب بھی ہیں (جس میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ شاہ شہیدؒ، مجدد الف ثانیؒ حضرت نانوتویؒ۔ حضرت گنگوہیؒ۔ حضرت تھانویؒ۔ حضرت مدنیؒ۔ حضرت عثمانیؒ۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ۔ حضرت رائے پوریؒ۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ بھی شامل ہیں) مودودی صاحب کے یہاں سب کے سب کافر ہیں۔ العیاذ باللہ (کیونکہ یہ سب مقلد ہیں) اور اگر رد تقلید کا جوش ہوش پر غالب آجانے سے یہ جملہ بے معنیٰ نکل گیا تو بھی مودودی صاحب کے یہاں سب مقلدین گناہ کبیرہ اور حرام کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ضرور ہوئے تو محدثین فقہاء اور صوفیا بلکہ سوادِ اعظم کی تقلید کرنے والا کیوں فاسق نہ ہوگا۔

(۳) مودودی صاحب کے اعتراضات سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی محفوظ نہیں ہیں۔ اسلاف کی شان میں ان کا لٹریچر

بھلا بُرا کہا۔ ایسی حالت میں علمائے کرام مودودی پر اعتراض کرتے ہیں تو یہ قبیح کیوں ہے ؟

علما کے اعتراضات سے بچنا تو مودودی صاحب کے اختیار میں ہے وہ اسلاف کے حق میں گستاخیوں سے باز آجائیں اور جو لکھ چکے ہیں اس سے توبہ کا اعلان کردیں تو علما کے اعتراضات خود ہی ختم ہو جائیں گے۔

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وہ تو اکابر دین پر اعتراضات کی اشاعت میں سرگرم رہیں اور ان پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ کوئی شخص کسی بھری مجلس میں جا کر اہلِ مجلس کے آباء و اجداد کو گالیاں دینا شروع کرے اور پھر ان لوگوں سے اپنے اعزاز و احترام کی امید رکھے اس سے بڑی حماقت کیا ہو گی ؟

(۴) مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ نبی کے سوا تنقید سے کسی کو بالاتر نہ سمجھئے لیکن خود جماعت کے افراد مودودی صاحب کو تنقید سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ مودودی صاحب کے کسی مسئلہ کو (حتیٰ کہ صحابۂ کرامؓ پر طعن و اعتراض کو) غلط کہنے کے لئے تیار نہیں گویا وہ ان کی عصمت کے قائل ہیں ؟

(۵) مودودی صاحب کا اہل حق سے اصولی اختلاف ہے۔ مودودی صاحب کے ہاں قرآن مجید و حدیث کا مفہوم سمجھنے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی کوئی احتیاج نہیں حالانکہ صراطِ مستقیم کی تفسیر میں صراطُ اللہ یا صراطِ رسول یا صراطِ قرآن کی بجائے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فرمایا گیا ہے یعنی صراطِ مستقیم کا تعین کرنیوالی منعم علیہم کی ایک جماعت ہے۔

(۶) مودودی صاحب نے خلافت و ملوکیت لکھ کر اپنے اندرونی بغض صحابہؓ کا زہر اگل دیا ہے۔ اس کتاب کو دیکھنے کے بعد بھی مودودی صاحب کے بغض صحابہؓ پر جس کو یقین نہ آئے تو یہ دلیل ہے کہ خود اس شخص کے اندر بھی بغض صحابہؓ ہے۔

مودودی صاحب اور تخریب اسلام

از حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم مہتمم
اشرف المدارس ناظم آباد ۴ کراچی - (سابق شیخ الحدیث دار العلوم کراچی)

سوال ۱ مودودی صاحب اور ان کی جماعت شفاخانوں اور دوسرے رفاہی کاموں اور منظم تحریک کے ذریعہ عوام میں جاذبیت پیدا کر رہی ہے اور اکثر نو تعلیم یافتہ لوگ صرف انہی خوبیوں کو دیکھ کر اسے صحیح اسلامی جماعت سمجھتے ہیں اور ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں لہذا مفصل بیان فرما کر امت مسلمہ کی رہبری فرمائیں کہ کیا جماعت اسلامی واقعۃً وہی اسلام پیش کرتی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا اور کیا صرف مذکورہ بالا خوبیوں کو حقانیت کی دلیل قرار دیا جا سکتا ہے ؟

اگر یہ جماعت صحیح راستہ پر نہیں تو اس سے متعلق مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں -

(۱) کیا ان کا شمار اہل سنت میں ہے ؟
(۲) ان کے ساتھ تعاون جائز ہے ؟
(۳) ان میں رشتہ کرنا جائز ہے ؟
(۴) ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے ؟

بینوا توجروا

الجواب بسم ملہم الصواب

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین۔

آج کل لوگوں نے حسن نظم، حسن اخلاق، ایثار و ہمدردی، اہتمام اعمال اور جرأت وہمت کو معیارِ حق سمجھ لیا ہے چنانچہ جن افراد یا جن جماعتوں میں یہ صفات پائی جائیں لوگ ان کو اہلِ حق سمجھ کر ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا خوب سمجھ لیں کہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی معیارِ حق نہیں بن سکتی۔ یہ امر اگرچہ ایسا بدیہی ہے کہ ہر انسان کی عقل اس کا فیصلہ کر سکتی ہے مع ہٰذا مختصراً عرض کرتا ہوں۔

معیارِ حق کی تعیین میں مغالطہ:

اگر حسنِ نظم کو معیارِ حق قرار دیا جائے تو برطانیہ اور امریکہ وغیرہ کے لوگ سب سے زیادہ اہلِ حق ہوں گے اسی طرح عیسائی مشنریاں اور قادیانی جماعت جس حُسنِ نظم سے کام کر رہی ہے کوئی مُسلم جماعت ایسی مُنتظم نہیں۔ اسی طرح حُسنِ اخلاق اور ایثار و ہمدردی جس حد تک عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں میں ہے کسی مسلم جماعت میں نہیں، عیسائی مشنریاں شفاخانوں اور گھی اور دودھ کے ڈبوں اور مختلف چیزوں کی تقسیم، روپے اور ملازمت کے لالچ میں لوگوں کو عیسائی بنا رہی ہیں۔ اسی لئے اچھوت قومیں عیسائی مذہب اختیار کر چکی ہیں، یہی طریقہ عیسائیوں سے قادیانیوں نے سیکھا۔ بہت سے قادیانی ڈاکٹروں نے اپنی خدمات وقف کر رکھی ہیں، دکانوں پر بورڈ لگے ہوئے ہیں کہ مریض کے گھر پر جا کر بلا فیس معائنہ کیا جاتا ہے۔ تقسیم کے ایام

میں بعض قادیانیوں کو دیکھا کہ منوں کے مقدار میں روزانہ مہاجرین میں تازہ دودھ تقسیم کرتے تھے۔ یہ ایک دو دن کا واقعہ نہیں بلکہ کئی مہینوں تک ان کا یہ معمول دیکھا گیا۔ عیسائی مشنریاں ڈبے کا دودھ تقسیم کرتی ہیں مگر قادیانی اس سے بھی بڑھ کر تازہ دودھ تقسیم کرتے رہے تو کیا یہ عیسائی اور قادیانی اہل حق ہو سکتے ہیں؟ انہی عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں کے طریقہ تبلیغ کی تقلید بعض مسلم جماعتیں بھی کرنے لگیں۔ یہ لوگ شفاخانوں اور مختلف مواقع پر امدادی فنڈوں اور تعاون کے ذریعہ لوگوں کو متاثر کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ شرعی نظر سے نہ صرف یہ کہ یہ چیز معیار حق نہیں بلکہ سرے سے یہ طریقہ تبلیغ غلط ہے۔ آپ نے کوئی احسان یا طمع دلا کر کسی کو اپنی طرف مائل کر لیا تو ایسے شخص کا کیا اعتبار؟ کل کوئی دوسری جماعت اسے کوئی بڑی طمع دے کر اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ ایسے ہی اہتمام اعمال بھی معیار حق نہیں خوارج کے بارے میں حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی جس کی صداقت کو دنیا نے دیکھا فرمایا کہ یہ لوگ ایسے عابد و زاہد ہوں گے کہ تم ان کی عبادت کے سامنے اپنی عبادت کو حقیر سمجھنے لگو گے اور فرمایا کہ یہ لوگ بر وقت تلاوت قرآن سے رطب اللسان رہیں گے مگر لا یجاوز حناجرھم یعنی قرآن کا اثر ان کے قلوب کی طرف تجاوز نہ کرے گا۔ یا یہ کہ ان کی تلاوت سماء قبول کی طرف بلند نہ ہوگی۔ ان کے منہ ہی میں رہے گی۔ جار اللہ زمخشری کو جار اللہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ کے لئے دنیا و مافیہا سے الگ ہو کر بیت اللہ میں معتکف ہو گئے تھے تو کیا معتزلہ و خوارج کے اہتمام اعمال کی وجہ سے ان کو کوئی اہل حق کہہ سکتا ہے؟ یوں ہی جرأت و ہمت سے متعلق غور فرمائیے کہ کفار ہمیشہ کس جرأت و ہمت کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ بیویوں۔ بہنوں اور بیٹیوں کا لونڈیاں بننا گوارا کیا، بچوں کو غلام بنایا؛ اور خود غلامی کا طوق پہنا۔ سلطنتیں قربان

گئیں۔ املاک چھوڑیں اور اپنی جانیں دیں کوئی بڑی سی بڑی آفت ان کو ان کے نظریہ سے نہ ہٹا سکی۔ ابو طالب کی جرأت دیکھئے مرتے وقت بھی یوں کہتے ہیں کہ اِخْتَرْتُ النَّارَ عَلَی الْعَارِ" میں آبائی دین چھوڑنے کی عار پر نارِ جہنم کو ترجیح دیتا ہوں" غور کیجئے کہ کتنی بڑی جرأت ہے۔ معلوم ہوا کہ جرأت و ہمت اور استقلال کو معیارِ حق قرار دینا غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایثار و ہمدردی۔ خدمتِ خلق۔ حسنِ اخلاق۔ حسنِ نظم اور ہمت و جرأت، اہلِ حق کی صفات ہیں جن کو غیر اہلِ حق نے اختیار کر لیا جیسے کہ غیر اہلِ حق کی کئی صفات کو اہلِ حق اختیار کئے ہوئے ہیں تو صفاتِ مذکورہ بلاشبہ صفاتِ محمودہ ہیں اور اہلِ حق کی صفات ہیں مگر حق کا معیار نہیں کہ جس میں بھی یہ صفات ہوں اسے اہلِ حق سمجھ لیا جائے۔ کچھ لوگ اس لئے بھی ایسی جماعتوں کے ساتھ وابستہ ہو جاتے ہیں کہ ان کے ہاں دین بہت سستا ہے، جب کہ مولوی کا دین مشکل ہے غیر شرعی لباس اور وضع قطع اور تشبہ بالنصاریٰ کے ہوتے ہوئے اور سینما بینی جیسے جرائم میں مبتلا ہوتے ہوئے مولوی کسی کو دیندار نہیں کہہ سکتا مگر بعض جماعتوں نے دین اتنا سہل کر دیا ہے کہ آپ داڑھی کٹاتے ہوں، سر پر انگریزی بال ہوں انگریزی لباس پہنتے ہوں۔ پائجامہ ٹخنے سے نیچے رہتا ہو، سینما بھی دیکھتے ہوں، یہ سب کچھ کرتے ہوئے بھی آپ دیندار مسلمان بلکہ پوری دنیا کے صالح ترین اور متقی مسلمان بن سکتے ہیں ؎

حج کعبہ بھی کیا اور گنگا کا اشنان بھی ۔۔۔ راضی رہے رحمان بھی اور خوش رہے شیطان بھی

جب تک کہ کوئی شخص زکوٰۃ اور چرمِ قربانی و صدقۃ الفطر صحیح مصرف پر نہ لگائے اس وقت تک وہ مولوی کی نظر میں دیندار نہیں مگر اس جماعت

کا نظریہ یہ ہے کہ آپ جماعت کو زکوٰۃ دے دیں آگے جماعت خواہ اس سے مکانات تعمیر کرے یا ڈاکٹروں کو تنخواہ دے، شفاخانے چلائے یا الیکشن لڑے۔ دیکھیئے کتنا آسان دین ہے کہ آپ کی زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی اور الیکشن وغیرہ کی ضروریات بھی پوری ہوگئیں۔

کہاں بھٹکے جا رہے ہو

صاحبو! ہوش میں آؤ! کہاں بھٹکے جا رہے ہو اگر آسانی اور سہولت ہی آپ کے ہاں معیارِ حق ہے تو آپ اسلام ہی کیوں نہیں چھوڑ دیتے تاکہ ہر قید سے آزاد ہو جاؤ اور اگر اسلام کا نام باقی رکھتے ہوئے آزاد ہونا ہے تو پرویزی مذہب میں بھی بہت آسانی اور سہولت ہے نہ وہاں نماز روزہ کی پابندی اور نہ محرمات سے بچنے کی قید۔ (اعاذنا اللہ منہ)۔

معیارِ حق

آیاتِ بینات

اب سنئے کہ حقیقت میں معیارِ حق کیا چیز ہے۔ ارشاد ہے:

(۱) اھدنا الصراط المستقیم ٥ صراط الذین انعمت علیھم ٥ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ٥ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی تفسیر صراط القرآن یا صراط اللہ یا صراط الرسول صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں فرمائی اس لئے کہ لوگ اس کی تعیین میں اختلاف کرتے لہٰذا فرماتے ہیں "صراط الذین انعمت علیھم" کہ یہ منعم علیہم جماعت کا راستہ ہے، یہ جماعت صراط مستقیم کی تعیین کرے گی بلکہ عربیت کا قاعدہ ہے کہ بدل مقصود بالنسبۃ ہوا در مبدل منہ کو صرف اسم اشہر ہونے کی وجہ سے ذکر کر دیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ طلب ہدایت میں اصل مقصود منعم علیہم جماعت کا راستہ ہے صراط مستقیم اسی کا دوسرا نام ہے تو ثابت ہوا کہ کتاب اللہ اپنی تفہیم میں جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محتاج

ہے اسی طرح کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی تفہیم میں رجال اللہ (منعم علیہم جماعت) کی محتاج ہے۔ ہم اس جماعت سے مستغنی ہو کر قرآن وحدیث سمجھنے کے مجاز نہیں، غرضکہ جماعت صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کا اسوۂ حسنہ صراط مستقیم ہے، پھر ان سے بلاواسطہ اس طریق کو سمجھنے والی جماعت تابعین، پھر ان سے نقل کرنے والی جماعت، اسی طرح ایک دوسرے سے قیامت تک بالمشافہ صحیح طریق کو حاصل کرنے والی رجال اللہ کی جماعت کا طریق صراط مستقیم ہوگا اور اس کے خلاف جملہ طرق ضلالت اور گمراہی کے راستے ہوں گے رجال اللہ کی جماعت قرآن وحدیث کی زندہ تصویر اور چلتی پھرتی تفسیر ہو گی۔

(۲) بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ○ (سورۃ العنکبوت ع ۵) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے قرآن کے صحائف کافی نہیں بلکہ اس کا مطلب اور اس کی تفسیر جو رجال اللہ کے صدور میں ہے وہ واجب القبول ہے۔

(۳) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○ (سورۃ النساء ع ۱۷)۔

"یشاقق الرسول" پر "یتبع غیر سبیل المؤمنین" کا عطف تفسیری ہے، یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سبیل کی تعیین مومنین کی ایک جماعت اپنے قول وعمل سے کرے گی۔ ان کے راستے سے انحراف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستے سے انحراف ہوگا اور موجب جہنم ہو گا (اعاذنا اللہ منہا)

(۴) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ (آل عمران ع ۱۲) اس آیت میں
" اخرجت للناس " فرما کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتباع کو واجب
اور ان کے طریق کو لوگوں کے لئے حجت قرار دیدیا۔

(۵) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ
(سورۃ البقرۃ ع ۱۷) اس میں بھی یہ امر مصرح ہے کہ منعم علیہم جماعت کا
راستہ معیارِ حق ہے۔

(۶) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ (سورۃ البقرۃ ع ۲)

(۷) فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ (البقرۃ ع ۱۶)

ان دونوں آیتوں میں اس کی تصریح ہے کہ ایمان وہ معتبر ہوگا جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان جیسا ہو یعنی ایمان صحیح کی کسوٹی اور معیار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے، اس سے ہٹ کر کوئی شخص براہ راست قرآن یا حدیث پر ایمان لانے کا دعویٰ کرے تو یہ ایمان قبول نہ ہوگا۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے بہت سے فرقے ہو جائیں گے ان میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی سب جہنمی ہوں گے۔ عرض کیا گیا وہ کون سی جماعت ہوگی ؟ فرمایا "ما انا علیہ و اصحابی " بظاہر " ما انا علیہ " فرمادینا کافی تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا کہ آگے چل کر کچھ لوگ میرے اصحاب سے مستغنی ہو کر میرا راستہ تلاش کریں گے مگر مجھ سے بھی مستغنی ہو کر صراط قرآن کی تعیین کریں گے اس لئے "ما انا علیہ" کے بعد " واصحابی " کا اضافہ فرما

کر اپنے طریق کی تفسیر فرمادی کہ میرا طریق وہی ہو گا جو کہ میرے اصحاب بیان فرمائیں گے، "ما ورد بہ القرآن یا ما انزل اللہ" کی بجائے "ما انا علیہ واصحابی" فرمانا اور پھر صرف "ما انا علیہ" کو کافی نہ سمجھنا صریح دلیل ہے کہ ہمیں قرآن و حدیث کو براہ راست سمجھنے کی اجازت نہیں۔

(۲) علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین، تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ، اس حدیث میں "سنتی" کے بعد "وسنۃ الخلفاء" کا عطف تفسیری لاکر وضاحت فرمادی کہ میری سنت صرف وہ ہوگی جس کی تعیین خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کریں گے۔

(۳) "یحمل ہذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین و انتحال المبطلین وتاویل الجاہلین (مشکوٰۃ ص۳۶) یعنی امت میں سلف سے خلف علم صحیح کے حامل رہیں گے اور بلا واسطہ ایک دوسرے سے صحیح طریق کی تعلیم پانے والی جماعت ہر زمانے میں موجود ہوگی، جو رجال اللہ سے مستغنی ہو کر براہ راست قرآن و حدیث سے استنباط و اجتہاد کے شائقین، و اجتہاد کی من مانی تاویلات و تحریفات کا قلع قمع کرتی رہے گی۔

(۴) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی ما ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وزاد الحافظ ابو نصر القصار فانہما حبل اللہ الممدود فمن تمسک بہما تمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا (رواہ الترمذی وحسنہ، وقال وفی الباب عن ابن مسعود والطبرانی عن ابی الدرداء ومنہ، واحمد وابن ماجۃ وصححہ، ابن حبان والحاکم) آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد قرآن و حدیث کے اتباع کی بجائے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کو فرض قرار دے کر

ان کے معیارِ حق ہونے پر مہر ثبت فرمادی نیاتی حدیث لجعۂ یو منون ٥ (۵) اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم (کنوز الحقائق علے ہامش الجامع الصغیر ج ۱ صفہ ۳۰) اس میں بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتدار کا حکم فرمایا ہے۔

عقلِ سلیم

عقلی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو یہ امر ظاہر ہے کہ حق کا معیار ایک جماعت ہونی چاہیئے جو ہر زمانے میں بلاواسطہ ایک دوسرے سے استفادہ وافادہ کرتی ہوئی آرہی ہو اس لئے کہ افہام وتفہیم میں چند امور کا ہونا ضروری ہے۔

افہام وتفہیم کیلئے ضروری امور

(۱) مخاطب ومتکلم ہم زبان ہوں، غیر اہل لسان کتنی ہی مہارت کیوں نہ پیدا کرے مگر اہل لسان جس حد تک کلام کا مفہوم سمجھتا ہے غیر نہیں سمجھ سکتا۔

(۲) متکلم کے لہجہ کو سننا، چنانچہ استفہام واخبار میں فرق صرف لہجے ہی کے اعتبار سے ہو سکتا ہے الفاظ دونوں کے یکساں ہوتے ہیں۔

(۳) متکلم کے چہرے، اس کی رنگت، ہیئت، آثار، ہاتھوں اور آنکھوں کے اشارات کو دیکھنا امر استغنا یا تہدید کے لئے ہے، یا کہ طلب مامور بہ کے لئے اور کلام غضب پر مبنی ہے یا حقیقت پر، یہ جملہ امور متکلم کے لہجہ اور اس کی رویت پر موقوف ہوتے ہیں، ایک مرتبہ حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حالتِ غضب میں فرمایا، "سلونی ماشئتم" لوگوں نے فضول سوالات شروع کر دیئے، کسی نے سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی نے پوچھا کہ میری اونٹنی گم ہوگئی وہ کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا تو غضب سے سُرخ ہو رہا تھا۔ میں نے گھٹنوں کے بَل بیٹھ کر عرض کیا اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ تب جاکر آپ کا غصّہ فرد ہوا۔

(۴) کلام کے محل وقوع کا مشاہدہ، حقیقت لغویہ، اصطلاحیہ، مجاز یا استعارہ، کنایہ یا توریہ، مفہوم کا عموم وخصوص وغیرہ کلام کے محل ورود ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔

(۵) قرب ظاہری وباطنی (قرب باطنی سے مراد تعلق ومحبّت) اور خیالات ونظریات میں اتحاد ویکجہتی، چنانچہ ہر شخص اپنے احباب اور ہم مجلس وہم مشرب کی بات بہ نسبت دوسروں کے زیادہ سمجھتا ہے۔

انہی معقول ومسلم اصول کی بنا پر جب کوئی صحابی کسی روایت کو بہ تاکید بیان کرنا چاہتے ہیں تو فرماتے ہیں الصبرتہ عینای وسمعتہ اذنانی ووعاہ قلبی۔ یعنی جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کلام فرمارہے تھے اس وقت میری دونوں آنکھیں آپؐ کے چہرۂ انور اور اس کے الوان وآثار وتغیرات اور چشم وابرو کے اشارات اور ہاتھوں کی تعبیر کو دیکھ رہی تھیں اور کلام کے محل ورود کا مشاہدہ کررہی تھیں اور میرے دونوں کان آپؐ کے لہجے اور آواز کے نشیب وفراز کو سُن رہے تھے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا اور اپنے کانوں سے سُن رہا تھا بلکہ فرماتے ہیں کہ میں خود آنکھیں اور کان بن رہا تھا پھر ایک آنکھ اور کان نہیں بلکہ میں ہمہ تن دونوں آنکھیں اور دونوں کان بن کر متوجہ تھا، اس کے ساتھ ہی چونکہ اہل لسان ہوتے اور قرب ظاہری وباطنی کا شرف بھی حاصل تھا ان سب خصوصیات کی بدولت آپ کے ارشادات کو میرے قلب نے خوب سمجھا اور الفاظ ومعانی کو

تغیر و تبدل سے خوب محفوظ کر لیا۔

اب غور فرمایئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب اہل لسان بھی تھے براہ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لہجہ کو سننے والے، بوقت تکلم کیفیات اور ارشادات کا مشاہدہ کرنے والے، آیاتِ قرآنیہ کے شان نزول اور احادیث کے مواقع ورود کو خوب جاننے والے تھے۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب ظاہری و باطنی کے اعلیٰ مقامات پر تھے کہ ان کے درجۂ قرب تک کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ مقربین بارگاہ الہٰی ہونے کی وجہ سے درباری اشارات سمجھنے کی پوری استعداد رکھتے تھے لہٰذا اس جماعت نے جو کچھ صراطِ مستقیم کی تعیین فرمائی اس سے ہٹ کر صراطِ مستقیم کی ہدایت کا کوئی امکان نہیں۔ اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بلا واسطہ استفادہ کرنے والی جماعت تابعین رحمہم اللہ کی ہے انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول و فعل کو بلا واسطہ سنا اور دیکھا اور مشافہتہً صراطِ مستقیم کی ہدایت حاصل کی اُن کے بعد تبع تابعین نے علیٰ ہذا القیاس بالمشافہ تعلیم و تعلم کے ذریعہ صراط مستقیم کی حفاظت کرنے والی جماعت چلی آئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گی۔ یہ سلسلہ کبھی بھی کسی زمانے میں بھی منقطع نہیں ہوا۔

اہلِ حق کی جماعت

اسلام میں ایسا وقت آ ہی نہیں سکتا کہ قرآن و حدیث صرف صحائف کی شکل میں رہ جائیں اور ان کے الفاظ و معانی کی حامل کوئی جماعت نہ ہو۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی اور دین قویم اور صراط مستقیم کی حفاظت

گرتی رہے گی۔

تو معلوم ہوا کہ معیارِ حق پر رجال اللہ کی جماعت ہے۔ جو لوگ ان کے ساتھ وابستہ ہوں گے وہ اہل حق ہوں گے اور جن فرد یا جماعت نے ان کا دامن چھوڑا وہ خواہ کتنے ہی دعوے اتباع قرآن و حدیث کے کرتے رہیں اہلِ حق ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اہلِ حق کا لقب اہل سنّت والجماعت اس لئے پڑا کہ یہ لوگ قرآن کو سنّت سے اور قرآن و سنّت دونوں رجال اللہ کی جماعت سے سمجھتے ہیں۔

جماعت اسلامی کا دجل و فریب

اب ان لوگوں کو ذرا حق و باطل کی اس کسوٹی پر لائیے جن کے حُسنِ نظم وغیرہ سے متاثر ہو کر آپ ان کو اہلِ حق سمجھنے لگے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کی تمام تر مساعی سے مقصد ہی ان رجال اللہ کی جماعت سے انحراف اور ان کے متعین کردہ صراط مستقیم کی مکمل تخریب اور اس کے بعد اپنے جدید اسلام کی تعمیر ہے اور یہ میں ان کے اقوال اور طرز عمل سے صرف استنباط کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ اس پر ان کی صریح عبارات موجود ہیں کہ ہم مکمل طور پر تخریب کے بعد جدید تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ حوالہ جات انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئیں گے۔

تخریبی کارروائی

اب تخریبی کارروائی سنئے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق نہیں۔ قرآن و حدیث کو براہِ راست سمجھنا ضروری ہے۔ قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لئے نہ صرف یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ضرورت

نہیں بلکہ (معاذ اللہ) اس کا جواز ہی نہیں۔ ہم قرآن و حدیث کو تو براہ راست اپنے علم و فہم سے سمجھیں گے۔ اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی سوانح کا مطالعہ کیا تو اس کو قرآن و حدیث کے مطابق پایا۔ غور فرمایئے کہ قرآن و حدیث کی نصوص مذکورہ بالا اور دلائل عقلیہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ تم اپنے علم اور نظریات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق کی کسوٹی پر پرکھو مگر یہ لوگ اس کے بالکل برعکس یوں کہتے ہیں کہ ہم صراطِ مستقیم کی تعیین تو خود براہ راست قرآن و حدیث سے اپنے علم و فہم کے ذریعہ سے کریں گے پھر ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی اور اسلوب کی صحت و سقم کو اپنے نظریہ کی کسوٹی پر پرکھیں گے۔ ہم اپنے نظریے کا امتحان لیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مطابق ہے یا نہیں؟ اس کی بجائے ہم صراطِ مستقیم کی تعیین خود کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان لیں گے کہ وہ اس پر تھے یا نہیں (اعاذنا اللہ منہ) پھر اس امتحان میں صحابہ رضی اللہ عنہم (معاذ اللہ) مودودی صاحب کے علم و فہم کی کسوٹی اور نظرِ نقاد کے معیار پر پورے نہ اتر سکے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"بسا اوقات صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔" (تفہیمات طبع چہارم صفحہ ۲۹۴)

اس کے بعد چند واقعات لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ایک دوسرے کو جھوٹا کہا کرتے تھے۔ اس میں لفظ بسا اوقات قابل توجہ ہے۔ یعنی کوئی شاذ و نادر نہیں بلکہ (معاذ اللہ) اکثر و بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔

اولاً تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بشری کمزوریاں ثابت کرنے کے لئے ایک غیر معتبر کتاب کی بے سند روایات پیش کر رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ صحیح بخاری کی صحیح

وصریح حدیث کا تو سرے سے انکار کرتے ہیں اور جن احادیث صحیحہ کو تسلیم بھی کرتے ان سے متعلق بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان سے زیادہ سے زیادہ گمانِ صحت حاصل ہو سکتا تھا نہ کہ علم یقین (اس کا حوالہ ان شاء اللہ عنقریب آئے گا) مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین اور ان کی بشری کمزوریوں کو اچھالنے کے لئے قرآن و حدیث کی نصوصِ صریحہ اور تمام اُمّت کے اجتماعی عقیدہ کے خلاف بے سند روایات کا سہارا لے رہے ہیں۔ قرآن کا فیصلہ ہے (وکلاً وعد اللہ الحسنیٰ) (سورۃ الحدید ع ۱) دوسری جگہ فرماتے ہیں والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود الخ (سورۃ الفتح ع ۴)

معلوم ہوا کہ کتب سابقہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب مذکور ہیں۔ تعدیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق نصوص اس قدر کثرت کے ساتھ ہیں کہ سب کا احصار مشکل ہے۔ امت کا اجماعی عقیدہ ہے "الصحابۃ کلھم عدول" مگر ان سب کے مقابلے میں بے سند روایات لاکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کمزوریاں محض تخریبی کارروائی کی غرض سے بیان کی جارہی ہیں۔ ثانیاً یہ کہ لفظ کذب عربی زبان میں اور احادیث میں کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ جھوٹ کے علاوہ خطاء اور کسی کام سے تخلف کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کسی صحابیؓ نے اگر کہیں دوسرے صحابیؓ کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا ہے تو اس کے معنی خطاء اجتہادی کے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ وہ جو کام کرنا چاہتے تھے اس پر قدرت نہ پانے کی وجہ سے متخلف رہے مگر ان کی تخریب مکمل نہیں ہوتی۔ جب تک کذب بمعنی جھوٹ کی نسبت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف نہیں کرتے۔

(بندہ کی اس تحریر کے بعد مودودی صاحب نے کتاب "خلافت و ملوکیت" لکھی ہے جسکے بعد بھی مودودی صاحب کے بعض صحابہ رضؓ پر یقین نہیں آتا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ خود انکے دل میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض اور عداوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب سے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت مٹانے اور اس مقدس جماعت سے متعلق دلوں میں شکوک و شبہات اور بغض و نفرت پیدا کرنے کا جو کارنامہ تنہا مودودی صاحب نے انجام دیا ہے، شیعہ کی پوری جماعت اپنی پوری مدۃ العمر میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکی۔

مودودی صاحب سے قبل کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہیں آتا جو کسی صحابی سے بغض رکھتا ہو مگر آج مودودی صاحب نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اس مہلک زہر سے مکمل طور پر مسموم کر دیا ہے۔ (مترجم)

انبیاء علیہم السلام کی توہین

اس سے بھی بڑھ کر ان کی تخریبی کارروائی انبیاء کرام علیہم السلام سے شروع ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:

"عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لوازم ذات سے نہیں۔ اور ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبیؑ سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں"

(تفہیمات ص۵۰ ج۲ طبع ششم پاکستان)

کیا کوئی نبی کا حکم یا فیصلہ قابل اعتماد ہو سکتا ہے جب کہ ہر امر و نہی کے وقت یہ احتمال موجود ہو کہ شاید اس وقت عصمت اٹھالی گئی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بعض اجتہادی خطائیں ہوئیں جن پر بعد

میں مطلع کر دیا گیا اور خطاء اجتہادی پر بھی ثواب ملتا ہے۔ کوئی گناہ نہیں کہ عصمت کے منافی ہو۔ مودودی صاحب کی عصمتِ انبیاء علیہم السلام پر دست درازی سے جب مسلمانوں میں ہیجان بپا ہوا تو اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے اس خاک بدہنش نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے گناہوں کی ایک فہرست مرتب کر دی، مجھے تو اسمیں سے کوئی گستاخی نقل کرنے کی بھی ہمت نہیں، کوئی صاحب بطور نمونہ دیکھنا چاہیں تو تفہیم القرآن میں حضرت آدم، حضرت داؤد، حضرت یونس، حضرت یوسف علیہم السلام کی شان میں اور ترجمان القرآن ج ۲۹ عدد ۴ صے اور رسائل و مسائل ج ا ملہ ۳ طبع دوم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں دریدہ دہنی ملاحظہ فرمالیں مگر مودودی کی اس عیاری سے ہشیار رہیں۔ وہ ہر جیہ اندیشن سے ایسی گستاخی کو چھپکے سے اڑا دیتا ہے جو مسلمانوں کے لئے ناقابل تحمل ہو مگر اس سے توبہ کا اعلان نہیں کرتا۔

مودودی صاحب کا عقیدۂ تحریفِ قرآن

تحریفِ قرآن سے متعلق شیعوں کی روایات مختلف ہیں۔ پورے کا پورا قرآن غائب، ۲/۱ غائب، ۳/۴ غائب، شیعوں کے لئے یہ زہر مسلمانوں کے حلق میں اتارنا بہت مشکل تھا مگر دیکھیے مودودی صاحب قرآن ۳/۴ سے زیادہ بلکہ پورا غائب ہونیکے عقیدہ کو کس چابکدستی اور دجل، عیاری و تلبیس کے ذریعہ شوگر کوٹیڈ بنا کر مسلمانوں کی ایک جماعت کو نگلوانے میں کتنی آسانی سے کامیاب ہو گئے۔ فرماتے ہیں:

"بعد میں صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب الفاظ (الٰہ، رب، دین، عبادت) کے وہ اصلی معنی جو نزولِ قرآن کے وقت سمجھے جاتے تھے بدلتے چلے گئے یہاں تک کہ ہر ایک اپنی پوری وسعتوں سے ہٹ کر نہایت محدود بلکہ مبہم مفہومات کے لئے خاص ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کے اصل مدعا کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا۔ پس یہ حقیقت ہے کہ محض ان چار بنیادی اصطلاحوں کے مفہوم پر پردہ پڑ جانے کی بدولت قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ اس کی حقیقی روح نگاہوں سے مستور ہو گئی ہے۔"

(قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص۱۰ تا ص۱۶)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے الفاظ اور مفہوم دونوں کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ ارشاد ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون، دوسری جگہ فرمایا، ان علینا جمعہ و

قرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ، ان نصوص صریحہ کے خلاف مودودی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ روح تو پورے ہی قرآن کی غائب ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ تحریر مذکور پڑھنے والوں پر کیا اثر ہوگا؟ وہ اس سے کیا نتائج اخذ کریں گے؟ اور قرآن و اسلام سے متعلق ان کے قلوب میں کیا کیا شکوک و شبہات پیدا ہونگے؟ کیا اس تحریر کو دیکھنے والا امور ذیل پر غور کرنے کے لئے مجبور نہیں ہوگا؟

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظتِ قرآن کا وعدہ غلط اور جھوٹ ہے، نعوذ باللہ من ذلک

(۲) جب قرآن کی صحیح تعلیم اور حقیقی روح صدیوں سے غائب ہے تو اب چودہ سو سال کے بعد مودودی صاحب کو قرآن کا صحیح علم اور اسکی روح کہاں سے مل گئی؟ جب چودہ سو سال تک کے بڑے بڑے مشہور مفسرین، محدثین اور ائمۂ دین نے قرآن کو نہیں سمجھا، تو آج مودودی یا کسی اور کی قرآن دانی پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ نتیجہ یہ کہ قرآن اور اسلام کی صحیح ترجمانی میں کسی کی رائے بھی قابلِ اعتماد نہیں، لہٰذا ایسے قرآن اور اسلام ہی کو سلام۔ نعوذ باللہ من ذلک

(۳) جب آج تک پوری امتِ مسلمہ مفہومِ قرآنی کی حفاظت سے مجرمانہ غفلت میں مبتلا رہی یا عمداً مفہوم قرآن کی تحریف میں مصروف رہی تو ایسے مجرم، بددیانت اور دشمنانِ قرآن کے ذریعہ سے پہنچے ہوئے الفاظِ قرآن کی صحت کیسے قابلِ اعتماد ہوسکتی ہے؟ پس مفہومِ قرآن سے متعلق مودودی صاحب کے عقیدہ عدمِ حفاظت پر لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ قرآن کے الفاظ بھی محفوظ نہیں، اسی طرح انہی وسائط سے پہنچنے والی احادیث اور پورا اسلام مشکوک اور ناقابلِ اعتماد ٹھیریگا۔

اللہ تعالیٰ شوقِ اجتہاد کے فتنوں سے امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائیں۔ آمین

ضمیمہ کتاب مودودی صاحب اور تخریب اسلام

از شیخ الحدیث حضرت مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

مودودی صاحب نے کسی اُستاذ سے علم دین حاصل نہیں کیا

مودودی صاحب فرماتے ہیں ——— "میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرآن اور سُنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اسلئے میں کبھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مومن سے کیا چاہتا ہے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول نے کیا کہا۔"

(روئیداد جماعت اسلامی حصہ سوم ص۳۴)

غور فرمائیں کہ جس شخص نے کسی دینی ادارہ سے علم حاصل نہیں کیا، کسی معروف اُستاد سے کوئی سبق نہیں پڑھا، جس کو دوسرے علوم تو کجا صرف عربی زبان سے بھی پوری واقفیت نہ ہو اور اپنی تصنیف کے عربی ترجمے دوسروں سے کرانے پر مجبور ہو، وہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ دین کو سمجھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور انکے بعد ان سے بلاواسطہ استفادہ کرنے والے بڑے بڑے ائمۂ دین اور جلیل القدر محدثین و فقہاء اور مستند دینی اداروں میں مشہور ماہرینِ فن سے باقاعدہ علمِ دین حاصل کرنے والے اور خدمتِ دین میں اپنی عمریں صرف کر دینے والے علماء کے مقابلہ میں کتنی جرأت کے ساتھ اپنی رائے اور قرآن دانی کو ترجیح دے رہا ہے۔

کوئی فن بھی بدون اُستاد کے حاصل نہیں ہوسکتا:

دُنیا میں کوئی فن بھی کسی ماہر اُستاد کی تربیت کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی شخص دُنیا بھر کی طبِّ قدیم و جدید کی تمام کتابوں کا مطالعہ کر لے مگر جب تک وہ ماہرینِ فن سے تربیت حاصل نہ کرے اسے علاج کی اجازت نہیں دی جاتی، گھر بیٹھے وکالت کا نصاب پڑھ لینے سے کوئی وکیل نہیں بن سکتا۔ صرف کتابوں کے مطالعہ سے کبھی کوئی انجینئر نہیں بنا۔ نہ ہی کوئی خوانِ نعمت پڑھ کر باورچی یا حلوائی بن سکا۔ ہر علم و فن کے لئے ماہر اُستاد کی ضرورت ہے۔ اسی طرح قرآن و حدیث کو براہِ راست سمجھنا تو درکنار اس کے

لئے علماءِ اُمت کی کتابوں کا مطالعہ بھی کافی نہیں بلکہ ان سے بالمشافہہ باقاعدہ تعلیم حاصل کئے بغیر قرآن و حدیث کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ علم حاصل کیا پھر ان سے تابعین نے بالمشافہہ تعلیم پائی اور ان سے تبع تابعین نے۔ اسی طرح بالمشافہہ تعلیم و تعلّم کا یہ سلسلہ چلا آرہا ہے، کسی ماہر اُستاذ سے تعلیم پائے بغیر قرآن و حدیث سمجھنے کا دعویٰ بالکل باطل ہے اگر کتاب سمجھنے کے لئے معلّم کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں کو سمجھانے کیلئے رسولوں کو معلّم کیوں بنایا؟ ویسے ہی کتاب نازل کر دی جاتی لوگ خود ہی اسے سمجھ کر اس پر عمل کرتے رہتے۔

طریقِ تحصیلِ علم سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی:

تحصیلِ علم کا اُصول مذکور ایسا بدیہی اور دُنیا بھر کا مسلّم، متفق علیہ و مشاہد ہے کہ اسکے اثبات کے لئے کسی شرعی دلیل کی حاجت نہیں، ہم نے اوپر اس اصول کا ثبوت قرآن کریم سے پیش کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمِ قرآن کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلّم بنا کر مبعوث فرمایا اب اس مسلّم اور بدیہی اُصول سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ملاحظہ ہو۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ علم کسی سے سیکھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وانما العلم بالتعلم (صحیح بخاری باب العلم قبل القول والعمل) قال الحافظ رحمہ اللہ تعالیٰ ھو حدیث مرفوع ایضا اوردہ ابن ابی عاصم والطبرانی من حدیث معاویۃ ایضا بلفظ یا ایھا الناس تعلموا انما العلم بالتعلم والفقہ بالتفقہ ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین اسنادہ حسن لان فیہ مبھما اعتضد بمجیئہ من وجہ اٰخر وروی البزار نحوہ من حدیث ابن مسعود موقوفا ورواہ ابو نعیم الاصبھانی مرفوعا وفی الباب عن ابی الدرداء وغیرہ فلا یغتر بقول من جعلہ من کلام البخاری والمعنی لیس العلم المعتبر الا الماخوذ من الانبیاء وورثتھم علی سبیل التعلم (فتح الباری ص ۱۴۷ ج ۱)

مودودی صاحب شیعہ رہنماؤں کی نظر میں:

اس سے متعلق ہم اوپر عنوان "غور طلب" کے تحت دو حوالے تحریر کر چکے ہیں۔

(۱) طہران میں شیعہ مطابع مودودی صاحب کی کتابوں کے فارسی ترجمے شائع کر رہے ہیں۔

(۲) شیعہ لائبریری واقع ناظم آباد ۲ کے نائب ناظم کی شہادت۔

یہاں مزید چند حوالے پیش کیے جاتے ہیں۔

(۳) شیعہ ماہنامہ پیامِ عمل لاہور دسمبر ۱۹۶۳ء میں عنوان "کیا صحابہ معیارِ حق ہیں" کے تحت دستور جماعتِ اسلامی کی وہ دفعہ جس میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معیارِ حق نہ ہونے کا بیان ہے پیش کر کے لکھا ہے:

"یہی تو ہم بھی کہتے ہیں اور یہی ہمارا سب سے بڑا جرم ہے" (پیامِ عمل ص ۱۱)

(۴) پھر عنوان "صحابہ مرجع نہیں" کے تحت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق مودودی صاحب کی ایک عبارت ترجمان القرآن نومبر ۱۹۶۳ء سے نقل کر کے لکھا ہے۔

"پھر شیعہ کیوں قابلِ گردن زدنی سمجھے جاتے ہیں" (پیامِ عمل ص ۱۱)

(۵) اس کے بعد حدیث "اصحابی کالنجوم الخ" سے متعلق مودودی صاحب کی تحقیق مندرجہ ترجمان القرآن نومبر ۱۹۶۳ء نقل کر کے اس پر یوں تبصرہ کیا ہے۔

"یاد ش بخیر جناب حافظ علی بہادر خان صاحب مدیر دورِ جدید دہلی کی لاجواب تحقیقی پیشکش "صحابیت" کے بعد مذکورہ تحریر نے اصحابی کالنجوم کی قلعی کھول دی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ دونوں حضرات غیر شیعہ ہیں۔ اگر یہی بات کسی شیعہ کے قلم سے لکھی جاتی تو نہ جانے کیا ہوتا۔ جوں جوں زمانے میں روشنی بڑھتی جائیگی آلِ محمد علیہم السلام کے پاکیزہ اصول اپنا لوہا منواتے چلے جائیں گے" (پیامِ عمل ص ۱۲)

مودودی صاحب اور اعتزال:

اہلِ سنت کے تمام مسالک اس پر متفق ہیں کہ ایمان اور کفر کے درمیان کوئی درجہ نہیں، ہر انسان یا مسلمان ہوگا یا کافر، اہلِ سنت کے خلاف صرف معتزلہ اسکے قائل ہیں کہ انسان ایمان اور کفر کے درمیان معلق بھی ہو سکتا ہے۔ بعینہٖ یہی عقیدہ مودودی صاحب کا ہے، چنانچہ آپ نے لاہوری مرزائیوں کو بھی ایمان اور کفر کے درمیان لٹکا رکھا ہے جبکہ تمام اہلِ سنت کے علاوہ اہلِ بدعت اور شیعہ تک بھی ان کے کفر پر متفق ہیں۔

مودودی صاحب کی تحریر کا عکس آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مودودی صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر پڑھ کر فیصلہ کیجئے کہ یہ اہل سنت ہیں یا معتزلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۲۵۰۰۷

جماعت اسلامی پاکستان

۵۔اے ذیلدار پارک، اچھرہ لاہور

حوالہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تاریخ ۹۔۱۔۶۸

محترمی و مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے۔ یہ نہ ایک مدعی نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اُس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جا سکے، نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار ہی کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جا سکے۔

خاکسار

غلام علی

معاون خصوصی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

یہ جواب میری ہدایات کے مطابق لکھا گیا ہے

ابوالاعلیٰ

(عکس کی اصل عبارت)

آپ کا خط ملا۔ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے یہ نہ ایک مدعی نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اسکے افراد کو مسلمان قرار دیا جا سکے نہ اسکی نبوت کا صاف اقرار ہی کرتی ہے کہ اسکی تکفیر کی جا سکے

خاکسار غلام علی

معاون خصوصی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے

ابوالاعلیٰ

حدیث بکواس ہے

اب حدیث کی تخریب ذرا کلیجہ تھام کر سنیئے۔ فرماتے ہیں :

"اصول روایت کو تو چھوڑیئے کہ اس دورِ تجدید میں اگلے وقتوں کی بکواس کون سنتا ہے (ترجمان القرآن جلد ۱۴ عدد ۲ ص۱۱۱)"

اور سنیئے "آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسولؐ جان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے لحاظ سے صحیح قرار دیں لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں"

اور آگے فرماتے ہیں :-

دین کا فہم جو ہمیں حاصل ہوا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے اور حدیث کی وہ مخصوص روایت جس معاملے سے متعلق ہے اس معاملے میں قوی تر ذرائع سے جو سنت سے ثابت ہو ہم کو معلوم ہو اس پر بھی نظر ڈالی جائے علاوہ بریں اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا لحاظ کئے بغیر ہم کسی حدیث کی نسبت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دینا درست نہیں سمجھتے" (رسائل و مسائل ج ۱ ص۲۹۰)"

ذرا جذبۂ تخریب کا اندازہ لگایئے کہ جلیل القدر محدثین اور ائمۂ حدیث جنھوں نے حدیث کی تنقیح و تنقید، صحیح و سقیم کی تمیز میں عمریں صرف کیں جن کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ گھوڑوں تک کے نسب نامے یاد تھے۔ ہر راوی کی ولادت سے لے کر وفات تک کے مفصل حالات نہ صرف ان کے پاس محفوظ تھے بلکہ زبانی یاد تھے۔ انہوں نے اصول روایت اور رواۃ حدیث پر بے شمار ضخیم کتابیں لکھیں اور ایک مستقل فن مدون کیا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے

ایک نومولود بچے کو دیکھا اور سالہا سال کے بعد اس کی جوانی یا بڑھاپے کے ایام میں صرف اس کے پاؤں دیکھ کر پہچان لیا۔ امام ترمذیؒ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ اونٹ پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے ہیں۔ راستہ میں ایک جگہ پر سر جھکا دیا۔ خادم نے سر جھکانے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ یہاں ایک ایسا درخت ہے جس کی شاخیں جھکی ہوئی ہیں اور اونٹ سوار کے سر پر لگتی ہیں عرض کیا کہ یہاں تو کوئی ایسا درخت نہیں، فرمایا کہ اونٹ یہیں روک دو اور قرب و جوار سے تحقیق کرو۔ اگر کبھی ایسا درخت یہاں نہیں تھا تو ثابت ہوگا کہ میرا حافظہ کمزور ہو گیا ہے لہذا میں آیندہ حدیث بیان کرنا چھوڑ دوں گا چنانچہ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعۃً کسی زمانے میں یہاں ایسا درخت تھا، تب آگے چلے۔ ان حضرات کے حافظہ کے محیر العقول واقعات کا احصار متعذر ہے۔ پھر حدیث کی معرفت میں ایک اہم امر یعنی فراستِ ایمانی و قربِ بارگاہِ الٰہی ان میں کس درجہ تھا؟ یہ حضرات تدین و تقویٰ کے مجسمے تھے۔ اُن کی عبادت ملائکہ کے لئے باعثِ رشک تھی۔ ان کی تمام تر مساعی اور جانفشانیوں کی ایک جنبشِ قلم سے تخریب کر دی اور ان کے مقابلے میں اپنے نفس کو لا کھڑا کیا۔ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک محدثین کی تصحیح کو قبول کرنا ضروری نہیں بلکہ اسکول میں پڑھ کر ہم نے جو دین کا فہم حاصل کیا ہے وہ حدیث کی صحت و سقم کا معیار ہوگا اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا اظہار بر وقت کریں گے یعنی جس حدیث کی زد ان کے نظریات پر پڑے گی اُسے رد کرنے کے لئے فوراً کوئی اصول وضع کر لیا جائے گا۔ آپ فرمائیے کہ ان میں اور منکرینِ حدیث میں کیا فرق رہا؟ منکرینِ حدیث بھی ہر حدیث کا انکار نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے خود ساختہ اُصولوں سے حدیث کو جانچتے ہیں اس کے مطابق ہو تو قبول کرتے ہیں ورنہ

نہیں۔ مودودی صاحب کی نظر میں جو حدیثیں صحیح ہیں ذرا ان کا مقام بھی سن لیں۔

بخن رجال وہم رجال

فرماتے ہیں:۔ "احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی آئی ہوئی ہیں جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے نہ کہ علم یقین"۔ (ترجمان القرآن جلد ۲۶ عدد ۳ ص ۲۶۷)

مطلب یہ کہ اولاً تو حدیث سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی حد سے حد اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو کچھ گمان صحت ہو سکتا ہے یعنی کچھ خیال ہونے لگتا ہے کہ شاید یہ حدیث صحیح ہو وہ بھی جب کہ حدیث سے کچھ ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کی جائے الفاظ " حد سے حد " قابل توجہ ہیں البتہ اگر کسی بے سند روایت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نصوص صریحہ اور اجماع امت کے خلاف الزام لگائے گئے ہوں اور ان کی توہین کی گئی ہو تو یہ روایت ضرور واجب القبول اور واجب التشہیر ہے۔

ذرا آگے چلئے۔ صحیح بخاری کی ایک صحیح مرفوع متصل حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"یہ مہمل افسانہ ہے" (رسائل و مسائل ج ۲ ص ۳۶ طبع سوم)

حالانکہ امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری، امام بخاریؒ کی قوت حافظہ، تدوین و تقوی اور فن حدیث میں مہارت کی تفصیل بیان کرنے کا نہ موقع ہے نہ ضرورت، اس لئے کہ اسے پوری دنیا جانتی

ےہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت سارہ کو بہن کہنا اور جس کا پورا قصہ ۔ ۱۲ منہ

ہے کہ آپ نے قبول روایت کے لئے بہت سخت شرائط لگائی ہیں۔ راوی کا مروی عنہ سے جب تک لقاء و سماع ان کے ہاں ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک روایت قبول نہیں فرماتے اگرچہ دونوں کا زمانہ ایک ہو اور لقا و سماع کا امکان بھی ہو۔ امام مسلمؒ جیسے امام بخاریؒ پر اس لئے ناراض ہیں کہ انھوں نے قبول روایت میں اتنی شدید قیود کیوں لگائیں؟ پھر قوتِ ضبط اور عدالت کے اعلیٰ مقام اور تنقید و تنقیح کے اعلیٰ معیار کے ساتھ یہ معمول تھا کہ ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل فرما کر دو رکعت نمازِ استخارہ ادا فرماتے تھے۔ بہر کیف یہ تو امام بخاریؒ ہیں مودودی صاحب کی تخریبی منجنیق نے تو حضرات انبیاء علیہم السلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تک کو نہ بخشا۔

جماعت اسلامی کے سوا سب طریقے غلط ہیں

ایک جگہ پوری اُمت کی تخریب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"ہمارا ایمان ہے کہ اس ایک دعوت اور طریقِ کار کے علاوہ دوسری تمام دعوتیں اور طریقہ ہائے کار سراسر باطل ہیں" (ترجمان القرآن جلد ۲۶ عدد ۳ صلا)۔

یعنی جماعت اسلامی کے طریق کے سوا باقی سب طریقہائے کار باطل اور غلط ہیں۔

جماعتِ اسلامی کیا چاہتی ہے؟ تخریب ہی تخریب!

اپنے طریقِ کار کی خود وضاحت فرماتے ہیں :۔

"تخریبی تنقید کے بغیر وہ اُلفت و شیفتگی دُور نہیں کی جا سکتی جو لوگوں کو رائج الوقت تخیلات اور طریقہ ہائے عمل سے طبعی طور پر ہوا کرتی ہے۔ لہذا تخریب کے بغیر یا ناکافی تخریب کے ساتھ

نئی تعبیر کا نقشہ پیش کر دینا سراسر نادانی ہے"۔ (ترجمان القرآن جلد ۳۱ عدد ۲ ص۱۳۴)۔

کیا اتنی واضح اور صریح عبارت کے بعد کسی کو اس میں کوئی شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ جماعت اسلامی کیا چاہتی ہے؟ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان کی تمام تر مساعی اور تگ و دو کا مطلب صرف یہ ہے کہ پوری امت کی تخریب کے بعد اپنے جدید اسلام کی نئی تعبیر کریں۔

مذہب مودودی

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "میں نہ مسلکِ اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں"۔ (رسائل و مسائل جلد ۱، ص۲۳۵)

اب قابلِ دریافت یہ امر ہے کہ پھر آپ کیا ہیں؟ تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتیبِ فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہبِ اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اس زمانے سے لے کر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔ مگر اب چودہ سو سال کے بعد یہ جدید حق معرضِ وجود میں آیا جو اُن پانچوں میں کسی کے ساتھ وابستہ نہیں بلکہ ان پانچوں کی تخریب کرتا ہے۔ اپنے سوا تمام تر نظریات اور مسلمانوں کی جملہ جماعتوں کے خیالات اور طریقہائے کار کو باطل بتاتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اس جدید اسلام کے اصول و فروع، قواعد و ضوابط، آئین اور دستور، کتاب و مصنفین، تعلیم و تعلم کے مدارس و مکاتیب اور اس اسلام کے حامل و محافظ رجال چودہ سو سال تک کہاں تھے؟ اس سے قبل دنیا میں مکاتب و

مدارس، تصانیف اور اصول وضوابط اور پورا نظام اسلام تو ان لوگوں کے ہاتھ میں رہا ہو (معاذ اللہ) سراسر غلطی پر تھے تو ایسے اسلام پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ جس کا چودہ سو سال تک کوئی صحیح محافظ پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور اس کے اصول وضوابط، مدارس و مکاتیب، تصانیف و علما وجود ہی میں نہیں آئے۔ اب جدید اسلام کی تدوین کے صرف دو ہی راستے ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ جدید اسلام حقیقت میں تجدید ہے۔ اس قدیم اسلام کی جو چودہ سو سال قبل اس دنیا میں آیا تھا تو اس پر یہ اشکال ہوگا کہ مودودی صاحب کو چودہ سو سال قبل کے اسلام کا علم کیسے ہوا؟ جب کہ اس کو سمجھنے والا کوئی دنیا میں گذرا ہی نہیں۔ دوسرا راستہ یہ ہو سکتا ہے کہ بالکل ہی جدید اسلام مدون کیا جائے جو پہلے کبھی وجود میں نہ آیا ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں مگر یاد رہے کہ ایسے جدید اسلام کی کتنی عالی شان تعمیرات کو اسلام قدیم کے معمار نے کھنڈروں میں تبدیل کر دیا ہے ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

تقلید گناہ سے بھی بدتر ہے

تخریبی فتویٰ سنیئے "میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لئے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے" (رسائل و مسائل جلد ۱ صفحہ ۲۴۴)

اس سے قبل صفحہ ۲۴۳ پر وضاحت کی ہے کہ اہلِ حدیث بھی مقلد ہیں - غور فرمائیے کہ پوری امت کے محدثین، ائمہ دین، مصنفین، فقہاء، علماء صوفیاء اور بزرگانِ دین جن میں اہلِ حدیث بھی داخل ہیں یہ سب کے سب گناہ سے بھی شدید تر چیز میں مبتلا رہے ہیں۔ بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی

امیر کی رائے واجب القبول ہے"۔ خیال فرمائیے کہ کسی صحابی یا امام کی تقلید تو گناہ کبیرہ بلکہ کفر ہے اور امیر جماعت اسلامی کی تقلید فرض ہے۔ ان کے دستور میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ "سوائے حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کو تنقید سے بالا نہ سمجھے اور کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو" اولاً تو توہین کی غرض سے تقلید کو ذہنی غلامی سے تعبیر کر رہے ہیں، حالانکہ غلامی اور تقلید میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

تقلید اور غلامی میں فرق

غلامی میں اطاعت کا تعلق مالک کی ذات کے ساتھ متعلق ہوتا ہے خواہ اس میں کوئی بھی صفت کمال نہ ہو، بہرحال اس کا ہر حکم غلام کے لئے واجب العمل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس تقلید کمال علم وفضل کی بنا پر ہوتی ہے۔ نیز غلامی میں امر ونہی کا صدور مالک کی طرف سے سمجھا جاتا ہے بخلاف تقلید کے کہ اس میں حکم کا صدور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور اس کا ظہور مجتہدین سے ہوتا ہے یعنی مجتہد خود حکم نہیں دے رہا ہے بلکہ حکم شریعت کا ناقل ہے۔

ثانیاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تنقید سے بلند سمجھنا اور ان کی تقلید کرنا جائز نہیں مگر امیر جماعت پر تنقید کی اجازت نہیں، اس کی اطاعت ضروری، تقلید فرض اور نافرمانی گناہ ہے۔ اس کا جواب اور جواب الجواب اس تحریر کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

حکمت عملی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو کسی مصلحت کی بنا پر محض اپنی رائے سے حکم خداوندی کے بدلنے کے مجاز نہیں مگر امیر صاحب حکمت عملی کے عنوان سے

کے اتنے بڑے انبار نظر آئے کہ ہر ایک میں سے بطور نمونہ بھی کچھ تھوڑا سا حصہ نقل کیا جائے تو اس کے لئے کئی ضخیم جلدوں کی ضرورت پڑے گی۔ اس لئے آگے دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

رشید احمد عفا اللہ عنہ وعافاہ
۱۷ ررجب ۹۶ ہجری

دین میں مستقل باب کا اضافہ کر کے قرآن و حدیث کے جس حکم کو چاہیں بدل سکتے ہیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر سکتے ہیں. چنانچہ کسی مقدس شخصیت، یا مقدس مکان سے ملابست کی وجہ سے کسی چیز کو مقدس سمجھنا ان کے ہاں شرک ہے مگر پاکستان میں بننے والا غلافِ کعبہ جسے ابھی ملابست کا شرف حاصل ہی نہیں ہوا تھا اسے حکمت عملی کے تحت جماعت اسلامی کے ذمہ داروں کی نگرانی میں لوگوں نے سجدے کئے۔ حکمت عملی نے شرک جیسے جرم کو بھی جائز بنا دیا۔ اس کی پاداش بھی دُنیا ہی میں مل گئی کہ وہ غلاف ملابستِ کعبہ سے محروم ہی رہا۔ حکومتِ سعودیہ کو دین کے ساتھ استہزار کا علم ہوا تو خانہ کعبہ پر یہ غلاف چڑھانے سے روک دیا اور مودودی صاحب کی ساری کوششوں پر پانی پھر گیا اور فرح و سرور رنج و غم سے بدل گیا۔ اسی طرح مودودی "انتخابی جدوجہد" صـ۳۲ پر فرماتے ہیں:

"صدرِ مملکت مرد ہونا چاہیئے چونکہ قرآن کہتا ہے الرجال قوامون علی النساء"۔

اور ترجمان القرآن میں فرماتے ہیں:

"از رُوئے احادیث نبویؐ، سیاست اور ملک داری عورت کے دائرہ عمل سے خارج ہے" (ترجمان القرآن صـ۱۱ بابت ستمبر ۱۹۵۲ء)

مودودی صاحب نے عورت کے صدرِ مملکت نہ ہو سکنے سے متعلق قرآن اور احادیث کی خود صراحت نقل کر کے ۱۹۶۵ء کے صدارتی انتخابات میں فاطمہ جناح کی حمایت کی اور حکمت عملی کے خانہ ساز قانون کے تحت قرآن و حدیث کے صریح قانون کی مخالفت کی۔

اُوپر ہم پوری اُمت کی تخریب کے عزائم سے متعلق صریح عبارات پیش کر چکے ہیں۔ اب اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) مودودی صاحب اور ارکانِ اسلام پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ عبادات دین میں اصل مقصود ہیں اور حکومت اسلامیہ اس مقصود کی تحصیل کا ذریعہ ہے۔ مگر مودودی صاحب اس اجماعی عقیدہ کے بالکل برعکس اس کے قائل ہیں کہ دین کا اصل مقصد حکومت اسلامی قائم کرنا ہے اور عبادات سب کی سب اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں (خطبات ص۲۲۷) اس انوکھی تحقیق کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اسلامی حکومت قائم ہوجانے کے بعد نماز، روزہ وغیرہ عبادات کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب مقصد پورا ہو گیا تو ذرائع کی کیا حاجت ؟

(۲) مودودی صاحب اور داڑھی داڑھی سے متعلق حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ "بڑھاؤ" اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ داڑھی ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے مگر مودودی صاحب نے داڑھی کٹوانے کے جواز کا فتویٰ دیکر پوری امت کی تخریب کی۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ فرمانے کی جرأت کر رہے ہیں کہ حدیث میں صرف داڑھی رکھنے کا حکم ہے۔ جتنی بھی رکھ لی جائے حدیث پر عمل ہو جائے گا۔ یہ دیدہ و دانستہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کھلا ہوا بہتان ہے۔ کسی حدیث میں یہ نہیں کہ داڑھی رکھو جتنی بھی ہو بلکہ احادیث میں "داڑھی بڑھاؤ، چھوڑو، زیادہ کرو جیسے الفاظ ہیں۔ کتنی جرأت ہے کہ من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار" جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے" کی بھی پرواہ نہ کی۔

۳۔ مودودی صاحب اور زکوٰۃ

زکوٰۃ اور صدقات کے بارے میں قرآن مجید کا حکم ہے کہ فقراء اور مساکین

ے رسائل و مسائل حصہ اول ص۱۸۵، ۱۸۶

کو مالک بناؤ اور اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے کہ بغیر تملیک فقیہ کے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ ادا نہیں ہوں گے مگر مودودی صاحب پوری اُمت کے خلاف فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ صدقۂ فطر اور چرم قربانی کی رقم ہمارے قبضہ میں آجانا کافی ہے۔ آگے خواہ اس سے ہم شفاخانے چلائیں یا ڈاکٹروں کو تنخواہ دیں یا گاڑیاں خریدیں یا تعمیرات پر صرف کریں یا الیکشن لڑیں مگر واضح رہے کہ اس طرح نہ صدقۂ فطر ادا ہوگا، نہ کسی کی زکوٰۃ ادا ہوگی نہ چرم قربانی کی رقم کا تصدقِ واجب ادا ہوگا۔

۴۔ مودودی صاحب اور جمع بین الاختین

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی حُرمت قرآن کریم میں مصرح ہے اور اس منصوص قرآنی پر پوری امت کا اجماع ہے مگر مودودی صاحب اور ان کے مقلدین جو تخریبِ اُمت کے بہانے تلاش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں ان کو اس مسئلہ میں کوئی بہانہ ہاتھ نہ آیا تو ایک مفروضہ خود گھڑ کر بصورتِ استفتار پیش کیا کہ بھاولپور میں دو لڑکیاں جڑواں ہیں ان کے نکاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اس کے جواب میں مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ حرمتِ جمع بین الاختین کی علت قطع رحم ہے۔ صورت مسئولہ میں چونکہ یہ اطمینان ہے کہ جڑواں بہنیں آپس میں اتفاق و محبت سے رہیں گی اس لئے دونوں کا نکاح ایک مرد سے کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ بھاولپور میں ایسی لڑکیاں نہیں ہیں۔

۵۔ مودودی صاحب اور متعہ

متعہ کی حرمت پر قرآن حکیم کی نصوص صریحہ موجود ہیں اور امت کا اجماع ہے بلکہ محققین کا نظریہ تو یہ ہے کہ اسلام میں متعہ مروجہ ایک آن کے لئے بھی

حلال نہیں ہوا۔ مکہ میں نازل شدہ صریح آیات کے خلاف مدینہ پہنچ کر اجازت کیسے مل گئی؟ جن احادیث سے عارضی طور پر چند ایام کے لئے جواز مفہوم ہوتا ہے ان سے متعہ مروجہ مراد نہیں بلکہ نکاح بمہر قلیل باضمار نیت فرقت مراد ہے۔ یہ اجازت بھی بعد میں منسوخ ہو گئی۔ بہر کیف حقیقت کچھ بھی ہو اس پر امت کا اجماع ہے کہ متعہ قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا ہے مگر پوری امت اور نصوص قرآنیہ کے خلاف مودودی صاحب نے ترجمان القرآن بابت اگست ۱۹۵۵ء میں بوقت ضرورت جواز متعہ کا فتویٰ شائع فرما دیا پھر جب اس پر چاروں طرف سے لے دے شروع ہوئی تو فرماتے ہیں کہ میں نے تو شیعہ کو یہ مشورہ دیا تھا، حالانکہ ہر شخص مودودی صاحب کا پہلا مضمون دیکھ کر یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ انہوں نے یہ مضمون اہل سنت اور شیعہ کے درمیان محاکمہ کے طور پر تحریر کیا ہے۔ راقم الحروف کے علم میں جماعت کے ایسے لوگ ہیں جو مودودی صاحب کے پینترا بدلنے سے قبل جوازِ متعہ پر دھواں دار تقریریں فرماتے تھے۔

۶۔ مودودی صاحب اور دجال

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے قبل خروجِ دجال کی پیشگوئی فرمائی ہے اس پیشگوئی کے صدق پر پوری امت کا اجماع ہے۔ کسی مسلمان کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صدق میں شبہ تو کیا وہ اس کا وسوسہ لانے کو بھی کفر سمجھتا ہے مگر مودودی صاحب کی شوق تخریب میں دیدہ دہنی ملاحظہ فرمائیں۔

رسائل و مسائل ص۵۵ تا ص۵۷ میں مزاحیہ انداز میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی تکذیب کی ہے، ذرا اس مجدد اسلام کی قوت استدلال کا بھی اندازہ لگائیں۔ رسائل و مسائل طبع سوم میں فرماتے ہیں کہ ساڑھے

تیرہ سو سال گذرنے پر بھی دجال ظاہر نہیں ہوا اس سے اس کی حقیقت واضح ہو گئی۔ سبحان اللہ کیسی دلیل ہے، اگر شیطان نے یہی دلیل انکارِ قیامت سے متعلق بھی القاء کر دی تو مودودی صاحب فرمانے لگیں گے دیکھا چودہ سو سال گزرنے پر بھی قیامت نہیں آئی تو اس سے ثابت ہوا کہ قیامت کا خیال محض افسانہ ہے اور آیت "اقتربت الساعۃ" انہی افسانہ نویسوں کا اختراع ہے۔

۷- مودودی صاحب اور تقیہ

مودودی صاحب نے تقیہ میں حیرت انگیز کردار ادا کیا کہ لفظ تقیہ میں بھی تقیہ سے کام لے کر اس کے لئے "حکمت عملی" کی جدید اصطلاح وضع کی پھر جواز تقیہ پر استدلال کے لئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر افتراء باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ ترجمان القرآن بابت دسمبر ۱۹۵۶ء میں حکمتِ عملی (تقیہ) کا ثبوت یوں پیش کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکمتِ عملی (تقیہ) کے تحت قرآنی مساوات کے خلاف "الائمۃ من القریش" کا فیصلہ فرمایا۔

۸- مودودی صاحب اور مرکز اسلام

مودودی صاحب کعبۃ اللہ کے خدام کو بنارس اور ہردوار کے پنڈت سمجھتے ہیں (خطبات مودودی صہ ۳۰۲)

غور طلب

مندرجہ ذیل عقائد مذہب شیعہ کا شعار اور مابہ الامتیاز ہیں۔

(۱) تحریف قرآن (۲) بغض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۳) سلف صالحین کو گمراہ قرار دینا اور ان کو ہدف ملامت بنانا (۴) متعہ (۵) تقیہ۔

مودودی صاحب ان پانچوں عقائد میں شیعہ سے متفق ہیں۔ مودودی صاحب کی عبارت سے ان کا عقیدہ تحریف قرآن معنوی صراحۃً اور تحریف لفظی لزوماً ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں، مسئلہ متعہ پر چاروں طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی تو تقیۃً اسے گول کر دیا اور تقیہ میں بھی یوں تقیہ کیا کہ اس کا نام بدل کر حکمت عملی رکھ دیا۔ شیعہ مذہب میں تقیہ اسلام کا اتنا ضروری رکن ہے کہ بدون تقیہ اسلام قبول نہیں۔ اسی لئے مسلمان امام کے پیچھے صف اول میں شیعہ کا نماز پڑھنا ثواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کے برابر ہے۔ جب اس قسم کے پکے تقیہ باز شیعہ ۳۱۳ ہو جائیں گے تو امام مہدی غار سے نکلیں گے (حوالہ جات حسن الفتاوٰی میں ملاحظہ فرمائیں)۔

مودودی صاحب کے عقاید بالا کو دیکھ کر یہ شبہ ہوتا ہے کہ کہیں آپ بھی ان ۳۱۳ میں سے تو نہیں۔ اس شبہ کو مزید تقویت اس سے ملتی ہے کہ طہران میں شیعہ لوگ مودودی صاحب کی کتابوں کا فارسی ترجمہ کر کے شائع کر رہے ہیں۔ **علاوہ ازیں** میں نے ایک مولوی صاحب کو کچھ حوالہ جات دیکھنے کی غرض سے ناظم آباد ۲ میں واقع شیعہ لائبریری مکتب العلوم میں بھیجا، انہوں نے لائبریری کے نائب ناظم جعفری صاحب سے دریافت کیا کہ شیعہ مفسرین میں سے آپ کے ہاں کس کس کی تفسیر موجود ہیں تو جعفری صاحب نے سب سے پہلے مودودی صاحب کا نام لیا پھر کہا کہ عنقریب مودودی صاحب کی تفسیر بھی آ جائے گی۔ **تیسری شہادت** بعض قابل اعتماد ذرائع سے انکشاف ہوا ہے کہ مودودی صاحب کی کتاب خلافت و ملوکیت مشہور شیعہ مطاہر علی کی عربی کتاب "منہاج الکرامۃ و معرفۃ الامامۃ" کا ترجمہ ہے۔

تحقیق طلب | مجھے متعدد ذرائع سے یہ روایت پہنچی ہے کہ مودودی صاحب کے آباؤ اجداد شیعہ تھے اور بعض صحابہؓ ان کا موروثی ورثہ ہے یہ بھی سنا ہے

کر محمود احمد صاحب عباسی نے اپنی کتاب "ہفوات مودودی" میں اسے ثابت کیا ہے اگر کسی صاحب کے پاس یہ کتاب ہو یا اس سے متعلق کچھ تحقیق ہو تو مجھے مطلع کریں اور اگر خود مودودی صاحب اس کی وضاحت کردیں تو کیا ہی بہتر ہوگا۔

مودودی صاحب سے صرف دو سوال

ہم آخر میں مودودی صاحب سے صرف دو سوالوں کا جواب چاہتے ہیں۔

ا۔ آپ کا طریق فکر، اصول روایت اور جدید اسلام کے قواعد و ضوابط اور اس طریق فکر کے محافظ و حامل رجال کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی نشاندہی فرمائیں کہ کون کون سی کتب علماء مدارس اور کون سی فقہ آپ کے خیالات کی ترجمانی کر رہی ہے؟ اگر یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے یہ نظریات کتابوں سے لئے ہیں تو اصول مشاہدہ و مسلم اور متفق علیہ ہے کہ دنیا کا کوئی فن بھی ماہرین فن کی صحبت اور تربیت کے بغیر صرف مطالعہ کتب سے حاصل نہیں ہو سکتا تو دین کی فہم اس اصول سے کیوں مستثنیٰ ہے؟

اور اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو جس اسلام کے قواعد و ضوابط کی تدوین چودہ سو سال کے عرصہ تک نہ ہو سکی وہ کیسے قابلِ اعتماد ہو سکتا ہے؟

۲۔ جب کسی صحابی کی تقلید بھی جائز نہیں بلکہ گناہ سے شدید تر ہے۔ تو آپ اپنی اطاعت اور تقلید کیوں واجب قرار دے رہے ہیں؟

ممکن ہے کہ کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ صرف اُمور انتظامیہ میں امیر کی اطاعت لازم ہے اس لئے کہ اس کے سوا نظم چل ہی نہیں سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ

یہی علت تقلید میں موجود ہے۔

اس ہوا پرستی کے دور میں ہر مدعی علم کو اگر اجتہاد کی اجازت دے دی جائے تو سارا دین منہدم ہو جائے گا۔

اب نمبر وار سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

(۱) جماعت اسلامی اہل سنت سے خارج ہے اور اپنے مخصوص عقائد کی وجہ سے عام مسلمانوں سے الگ ایک مستقل فرقہ ہے۔

(۲) ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون جائز نہیں۔

(۳) انہیں رشتہ کرنا جائز نہیں۔

(۴) ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔

اگر کسی مسجد میں اس عقیدہ کا امام ہو تو با اثر حضرات پر اسے علیحدہ کرنے کی کوشش کرنا فرض ہے۔

اگر مسجد کی منتظمہ امام بدلنے پر طیار نہ ہو تو اہل محلہ پر فرض ہے کہ ایسی منتظمہ کو برطرف کر کے دوسری صحیح العقیدہ منتظمہ منتخب کریں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم رکھیں اور ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھیں۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین

معذرت

میں نے اس مضمون پر نظر ثانی کے وقت چاہا کہ مودودی صاحب کی تصنیف کو کچھ مزید دیکھ لیا جائے مگر جیسے دیکھنا شروع کیا تو خرافات

کم علم والے حضرات زیادہ علم والوں کی تقلید کیا کرتے تھے تو ان کے نزدیک (معاذ اللہ) وہ بھی مسلمان نہیں گناہ سے شدید تر تو صرف کفر ہی ہو سکتا ہے تعجب ہے کہ یہاں صراحتاً کفر کا فتویٰ لگانے کی جرأت کیوں نہ ہوئی، جب کہ کئی دوسرے مواضع میں اس کی تصریح کر رہے ہیں کہ ان کے سوا دُنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔

جدید اسلام کی تعمیر

پوری اُمت مسلمہ کی تخریب کے بعد اب جدید اسلام کی تعمیر ملاحظہ ہو۔

"اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں"

(جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع صہ ۱۴)

لہذا جب تک آپ جماعت اسلامی میں داخل نہیں ہو جاتے مسلمان نہیں ہو سکتے، اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں، تیسرا مقدمہ محذوف منوی ہے جسے بیرونی لوگوں کی بہ نسبت ارکان جماعت جانتے ہیں اب آگے امیر کا مقام سنئے:۔

امیر کا مقام

فرماتے ہیں: "بعض مقامی جماعتوں کے ارکان مقامی امیر کو صدر انجمن سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں دیتے، ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ جب انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو اہل تر سمجھ کر صاحب امر منتخب کیا ہے تو ان پر واجب ہے کہ معروف میں اس کی اطاعت کریں اور اس کی نافرمانی کو گناہ جانیں۔" (ترجمان جلد ۲۶ عدد ۳ صہ ۱۲۵)

جماعت اسلامی کے دستور میں بھی یہ دفعہ موجود ہے کہ "امورِ شرعیہ میں

کتاب خلافت وملوکیت سے معلوم ہوا کہ مودودی صاحب فتنۂ سبائیت کے مجدد ہیں اور باطناً شیعہ ہیں اور تبرا کو ماڈرنائیزڈ کر کے اپٹوڈیٹ طرز پر سُنّیوں کو شیعہ بنانے میں خاصہ کمال دکھایا ہے۔

مجدد سبائیت

شیخ الحدیث کی چند سطروں میں

حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سابق شیخ الحدیث

ندوۃ العلماء لکھنؤ

(استاد حدیث مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن۔ کراچی)

راقمطراز ہیں (عادلانہ دفاع ج ۲ ص ۱۷۱)

(ابن سبا) ایک یہودی تھا جس کے سینے میں اسلام کی دشمنی اور عداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے از راہ نفاق اس نے مسلمان ہونے کا اظہار کیا اور مسلمان بن کر ایک مذہب ...... کی بنیاد ڈالی جس کی خشت اول صحابۂ کرامؓ سے دشمنی اور عداوت تھی عبداللہ بن ابی نے جو پودا لگایا تھا اور جس کی آبیاری عبداللہ بن سبا نے کی اس میں بہت سی شاخیں پھوٹیں مگر رفض سب میں مشترک رہا اور سچ یہ ہے کہ اسلام میں

جتنے فتنے آج تک پیدا ہوئے ہیں سب کی اصل یہی فتنۂ سبائیت ہی ہے اور اس نے جس قدر نقصان مسلمانوں کو دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے پہنچایا ہے اس کا عشر عشیر بھی غیر مسلموں سے نہیں پہنچ سکا۔

موجودہ دور میں بھی ایسے اشخاص موجود ہیں جنہیں فتنۂ سبائیت کا مجدد کہا جا سکتا ہے...... اردو میں لکھنے والوں میں بھی اس قسم کے مصنفین موجود ہیں جن میں نمایاں اور مشہور شخصیت سید ابو الاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان کی ہے۔ موصوف کی تازہ تالیف خلافت و ملوکیت نے نقاب تقیہ کو بالکل ہی پارہ پارہ کر کے موصوف کی سبائیت کو الم نشرح کر دیا ہے بلکہ کتاب میں جس خوبصورتی اور سلیقہ کے ساتھ سبائیت کے تلخ زہر کو شیریں بنا کر ناواقفوں کے حلق سے اتارنے کی کوشش کی گئی ہے اس کی داد نہ دینا ناانصافی ہو گی۔ اور اسے دیکھ کر اس کا قائل ہونا پڑتا ہے موصوف بلا شبہ سبائیت کے مجدد کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ اس کتاب کو دیکھ کر ایک ناواقف کے قلب میں صحابۂ کرام رضؓ کے متعلق جو نفرت و حقارت کا جذبہ پیدا ہو گا وہ تاریخ طبری و ابن اثیر وغیرہ کے پورے دفاتر پڑھ کر بھی نہیں پیدا ہو سکتا اسلاف خصوصاً صحابۂ کرام رضؓ کی تحقیر اور ان پر بے اعتمادی خود ضلال ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی گمراہیوں کا دروازہ بھی ہے جو شخص موصوف سے بالکل واقف نہ ہو وہ اگر اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اور عقل و فہم سے کام لے گا تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ خلافت و ملوکیت کسی شیعہ کی کتاب ہے جس نے نہایت ہوشیاری سے اپ ٹو ڈیٹ طرز پر اپنے مذہب کا نقش اہل سنت پر بٹھلانے کی

کوشش کی ہے۔ موصوف صحابۂ کرامؓ کو مجروح قرار دے کر انھیں مہذب طریقوں سے سب و شتم کر کے ماڈرنائزڈ تبرا کر کے مسلک اہل سنت والجماعت کو خیرباد کہہ کر معتدل ذہن و دماغ رکھتے ہیں۔

مودودی صاحب باطناً شیعہ ہیں لیکن ظاہری سنیت کی وجہ سے صاف صاف اس عقیدے کا اظہار نہیں کر سکتے۔ مودودی صاحب نے بیس اکیس سال کی محنت سے خاصی تعداد ایسے ذہنوں کی پیدا کر دی ہے جن کے دلوں میں صحابۂ کرامؓ کی وقعت ماوشماسے کچھ کم ہی ہے اور جن میں ان پر تنقید ہی نہیں بلکہ افترا پردازی اور بہتان طرازی میں بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں محسوس ہوتی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ جماعت اسلامی کے سب افراد بلا استثنا اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں لیکن اس توہین صحابہ کو برداشت کر کے جماعت سے وابستہ رہنا اور ایک گمراہ شخص کو اپنا مقتدا بنانا ہمارے خیال میں قیامت کے دن بازپرس کا سبب ہو سکتا ہے یہ بھی عرض کر دوں کہ مودودی صاحب اور ان کے بعض رفقاء نے سبائیت اور رفض کے جو جراثیم پھیلائے ہیں ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی بھی ان سے متاثر ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے جو انکی جماعت سے وابستہ نہیں ہے لیکن ان سے حسن ظن رکھتی ہے مودودی صاحب کی ذہانت و طباعی نے تاڑ لیا تھا کہ اب سبائیت کے اسلحہ فرسودہ ہو چکے ہیں شیعہ سنی کا فرق اب وہ لوگ بھی سمجھنے لگے ہیں جو کسی زمانہ میں حنفی شافعی اختلاف سے زیادہ وقعت نہ دیتے تھے ان کی فکر رسا نے سبائیت کے لئے ایک ایسا رنگ پیش کیا جسے بہت سے ناواقف اہل سنت بھی اسی طرح قبول کر لیں کہ سُنّیوں میں شامل رہتے

ہوئے بھی شیعہ ہوں اور اس میں شک نہیں کہ کتاب (خلافت و ملوکیت)
میں مودودی صاحب نے سبائیت کو جدید لباس پہنانے میں خاصا کمال
دکھایا ہے۔
(ترجمان الاسلام)
۱۴ ر شعبان - بحوالہ نظام کانپور

عظمت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

از حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

"مع چند تنبیہات"

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں زند (رومی)

ترجمہ: جب حق تعالیٰ کسی کی پردہ دری کرنا چاہتے ہیں تو رسوائی سے قبل اسکے اندر پاک اور مقبول بندوں پر اعتراض کا میلان پیدا ہوتا ہے۔

ایک صحابی سے بھی ہو گر سوئے ظن
ہے وہ بے شک لائق گردن زدن

مختصر انتخاب از کتاب مقام صحابہؓ

مصنفہ: حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرف سے امام مالک کا قول

اپنے مکتوبات میں نقل فرمایا ہے کہ جو شخص صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو بھی خواہ وہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ ہوں یا معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ

تعالیٰ عنہم اجمعین برا کہے تو اگر کفر و فسق کا الزام لگائے تو اس کو قتل کیا جاوے گا اور اس کے علاوہ اگر گالیوں میں سے کوئی گالی دے تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول

جو شخص کسی صحابی پر عیب یا نقص کا الزام لگائے تو اس پر شرعی سزا واجب ہے ایسے شخص کے اسلام کو مشکوک سمجھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ایسے شخص کو دین اسلام پر تم ایک تہمت سمجھو۔

امام مسلمؒ کے استاد امام ابو زرعہ عراقیؒ کا قول

جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی صحابی کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ یہ شخص زندیق ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن حق ہے اور رسول حق ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے وہ حق ہے اور ہم تک یہ سب حضرات صحابہؓ ہی کے واسطے سے پہنچا ہے۔ پس جس نے صحابہ کرامؓ کو مجروح کیا اور عیب دار قرار دیا بے شک یہ شخص کتاب اور سنت کو باطل کرنا چاہتا ہے پس اس نالائق ہی کو ہمیں زندیق اور گمراہ کہنا زیادہ اقوم اور احق ہے۔

علامہ حافظ ابن تیمیہؒ کا قول

اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

علامہ موصوف اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں

فرماتے ہیں کہ رضاءِ الٰہی اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے اسی سے اپنی رضا کا اعلان فرمائیں گے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ وہ آخری عمر تک موجبات رضا کو پورا کرے گا اور جس سے اللہ راضی ہو جائے پھر کبھی اس سے ناراض نہیں ہوتا پس حضرات صحابہؓ سے قلب و زبان کو صاف رکھنا واجب ہے۔

نوٹ۔ مگر مودودی صاحب بعض صحابہ کرامؓ سے بہت ناراض ہیں اور اسی ناراضگی سے مغلوب ہو کر اپنے قلم گستاخ کو بے لگام کئے ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ امت کو اس کے فتنے سے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمادیں آمین

حضرت امام مالکؒ کا قول

جو شخص کسی صحابی کو بُرا کہتا ہے وہ حق تعالیٰ کے اس ارشاد کی گرفت میں آجاتا ہے لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّار

تاکہ کفار کو غیظ و غضب میں مبتلا کرے۔ پس صحابی سے غیظ کفار کی علامت قرار دی گئی۔ اور پھر حضرت امام مالکؒ نے پورا رکوع سورہ محمد سے والذین معہ اشداء کا تلاوت کیا۔

علامہ حافظ ابن کثیرؒ کا قول

علامہ موصوف اپنی تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں کہ ہلاکت ہو اس شخص پر جو حضرات صحابہ کرامؓ کے ساتھ یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض رکھے یا ان کو برا کہے ایسے لوگوں کا کس طرح سے قرآن پر ایمان ہے کہ یہ لوگ ایسے محترم حضرات کو برا کہتے ہیں جن سے اللہ تعالےٰ

راضی ہو چکا اور قرآن میں اس رضا کا اعلان فرما چکا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (الایۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین امنوا الخ

ان آیات قرآنیہ کے پیش نظر جملہ حضرات صحابہؓ کے لئے استغفار کرنا سب مسلمانوں کے لئے حکم الٰہی ہے (اور ان سے کینہ نہ پیدا ہونے کی دعا کا حکم صاف یہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے آنے والے فتنوں کا علاج اپنے بندوں کو ۱۴ سو برس پہلے بتا دیا۔ ۱۲)

علماء فرماتے ہیں کہ ان آیات کے پیش نظر اس شخص کا اسلام میں کوئی مقام نہیں جو صحابۂ کرامؓ سے محبت نہ رکھے یا ان کے لئے دُعا نہ کرے اور ان سے کینہ پیدا ہونے سے پناہ نہ مانگتا رہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا مسلک

حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کسی کو اپنے ہاتھ سے کوڑے نہیں مارے سوائے اس مجرم کے جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ بُرائی کی تھی اس نالائق کو خود اپنے ہاتھ سے کوڑے مارے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کا ذکر ہمیشہ

خیر ہی سے کرنا چاہیئے۔ ورنہ زبان کو ذکر صحابہ رضؓ سے روک ہی رکھے یعنی برائی سے نہ کرے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کو برا سمجھنے والا شیعہ ہے: تو جو برملا باطل پر کہتا ہو اس کے سبائی اور رافضی ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے (جیساکہ مودودی صاحب ہیں) (عادلانہ دفاع ج ۲)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی گئی کہ فلاں شخص حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتا ہے تو آپ نے غیظ و غضب کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو میں اس نالائق کی زبان کاٹوں گا تاکہ آئندہ یہ نالائق اس قابل ہی نہ رہ جائے کہ کسی صحابی کو برا کہے۔

علامہ حافظ ابن عبدالبرؒ کا قول

فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ رضؓ سے بڑھ کر کون عادل ہو سکتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور صحبت کے لئے چن لیا ہو۔

چند احادیث مبارکہ

جن سے حضرات صحابہؓ کا مقام و احترام اور قلب و زبان کو ان کی برائی سے بچانے کا حکم ثابت ہوتا ہے

حدیث نمبر ۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہمارے اصحابؓ کو برا کہتے ہیں تو تم کہو لعنت ہو تمہارے اس شر پر (ترمذی شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ کو برا کہنے والا مستحق لعنت ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۲ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ڈرو اللہ سے ڈرو اللہ سے میرے اصحاب کے بارے میں خبردار میرے بعد ان کو نشانہ ملامت نہ بنانا جس نے ان سے محبت کی تو وہ میری ہی محبت کے سبب ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کے سبب ان سے بغض رکھا۔ جس شخص نے میرے اصحاب کو تکلیف دی اس نے مجھے دکھ دیا اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی عنقریب وہ عذاب میں پکڑ لیا جاوے گا۔

حدیث ۳۲ حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مت بُرا کہو میرے اصحاب کو۔ اگر تم لوگوں میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرے تو ہمارے صحابہ رضؓ میں سے کسی ایک کے نہ تو ایک مُد کے برابر صدقے کو پہنچ سکتا ہے نہ نصف مد کو

علامہ حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ مُد برابر ہے ایک سیر کے اور سبّ کا مفہوم عام ہے لعن طعن اور ہر بُرائی کو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ علماء کا اس طرح کا اختلاف تو پُرانا چلا آرہا ہے لہٰذا ہم کو مودودی صاحب کے بارے میں علماء اور اکابر امت کا اختلاف ایک پرانی بات سے زیادہ نظر نہیں آتا۔

جواب: جب سے دنیا قائم ہوئی ہے ایک مثال بھی کسی حق پرست اور مقبول خدا اور متقی عالم کی نہیں ہے جس کو اس وقت کے تمام معاصر علماء نے ایک زبان ہوکر ملحد زندیق اور گمراہ کہا ہو۔ برعکس ہندوپاک کے تمام اکابر علماء نے مودودی صاحب کے لٹریچر کو امت کے لئے گمراہ کن قرار دیا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ چند اہل علم مولانا علی میاں اور مولانا منظور نعمانی اور مولانا مسعود عالم ندوی کچھ دن کے لئے جماعت اسلامی میں کیوں شامل ہوگئے تھے تو دراصل ایڈیٹرانہ قلم کی چاشنی اور ظاہری خوشنمائی نے انھیں دھوکہ دیدیا تھا چنانچہ جب قریب سے دیکھا تو توبہ توبہ کرکے راہ فرار اختیار کیا۔ اس شمول اور خروج کی وجہ پر یہ شعر لکھنا ضروری معلوم

ہوتا ہے ؎

اے بسا خوش قامت کہ زیر چادر باشد
چوں باز کنی مادرِ مادر باشد (سعدیؒ)

عبرت | ایک طرف ہند و پاک کے اکابر علماء، اور ایک طرف تنہا مودودی صاحب اے خدا! تو ہی اس فتنۂ عظیم سے اُمت کو خلاصی عطا فرما۔ آمین

گستاخانہ قلم کا ایک نمونہ

مودودی صاحب کے گستاخانہ قلم کا صرف ایک نمونہ جو احقر نے خود اصل کتاب سے اخذ کیا ہے تاکہ ناظرین اندازہ لگا سکیں کہ ان کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد ایمان بھی محفوظ رہ سکے گا؟

از تفہیمات صفحہ ۱۲۲ حصہ دوم - ایڈیشن نمبر ۵ سنہ ۱۹۷۰ء

(سیدنا یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا)
زمین مصر کے تمام وسائل و ذرائع میرے اختیار میں دے۔ یہ محض وزیر مالیات کا منصب کا مطالبہ نہیں تھا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ ڈکٹیٹر شپ کا مطالبہ تھا اور اس کے نتیجہ میں سیدنا یوسف علیہ السلام کو جو پوزیشن حاصل ہوئی وہ قریب قریب وہی پوزیشن تھی جو اس وقت اٹلی میں مسولینی کو حاصل ہے۔

اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے صرف

شعبۂ مالیات کا اختیار طلب فرمایا تھا لیکن عزیز مصر نے اعتماد کے سبب پوری سلطنت کا مختار کل بنا دیا تھا۔

نوٹ:۔ اس انداز تحریر سے ایک پیغمبر کے بارے میں مودودی صاحب کس قسم کا ذہن تیار کرنا چاہتے ہیں پیغمبرانہ قدر و منزلت کو کس درجہ انحطاط کی منزل پر لے جانا چاہتے ہیں۔ اس دور میں ڈکٹیٹر کا لفظ ایک معمولی ادارہ کا سکریٹری بھی اپنے لئے سننا گوارا نہیں کرتا حتیٰ کہ اگر مودودی صاحب کو ڈکٹیٹر کوئی لکھے تو خود اُن کو اور ان کے تلامذہ کو ناگوار ہوگا۔

اصلاح معاشرت کا مسنون طریقہ

اصلاح قیادت اور اصلاح حکومت کا نعرہ بدون اصلاح افراد محض دھوکہ اور فریب ہے کیونکہ معاشرہ بنتا ہے افراد کے اجتماعی کردار سے یعنی اصلاح افراد سے اصلاح معاشرہ خود بخود ہو جاتا ہے دونوں لازم و ملزوم ہیں معاشرہ اور کسی چڑیا کا نام نہیں آجکل سوسائٹی اور معاشرہ کا لفظ اصلاح اعمال کی فکر کو مفلوج اور بے حس کرنے کے لئے اہل زیغ کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور اصلاح خود کی گلو خلاصی کے لئے معاشرہ جیسی شے بے جان کو ذی انسان کیلئے مہیب اور خوفناک جانور کا ہوا دکھاتے ہیں لہٰذا ہر شخص آج لفظ معاشرہ استعمال کر کے ہر برائی کا جواز ثابت کرتا ہے۔ مکی زندگی میں اسلام کی ابتداء اصلاح افراد سے شروع ہوئی جب ایک ایک فرد صالح بنتا گیا انہیں صالح افراد کے مجموعہ سے صالح معاشرہ بنتا گیا۔ آج کل افراد تو اپنی اصلاح کے لئے اختیار اور قدرۃ ذاتی کو استعمال نہ کریں

بس معاشرہ معاشرہ کی صدائے بے سود لگاتے رہیں تو کس طرح صالح معاشرہ بن سکتا ہے؟ طاقت اور حکومت سے اصلاح معاشرہ کا خیال محض ہوس حکومت ہے اور حب جاہ کے کچھ نہیں ورنہ مکی زندگی میں ہر صحابی اپنی ذاتی اصلاح اور اعمال صالحہ کو اختیار کرنے کے بجائے ۱۳ سال تک اعمال صالحہ سے مفلوج اور معطل ہو کر حکومت کا انتظار کرتا حالانکہ ایسا نہیں۔ اعمال صالحہ کی توفیق قلب کی درستی پر ہے یعنی ایمان اور یقین کامل پر ہے اور قلب کی درستی اہل اللہ کی صحبت پر موقوف ہے۔ حکومت اور طاقت سے دل درست نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ملک میں جرائم کا انسداد نہیں ہو رہا ہے حالانکہ ان کو جیل کی سزائیں مالی جرمانے جسمانی اذیتیں بھی دی جا رہی ہیں۔ افراد کی صالحیت سے حکومت خود بخود صالح ہو جاوے گی کیونکہ صالحین کی اکثریت صالح حکمراں کی ضامن ہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ۔ تمہارے اعمال ہی تمہارے حکمراں ہیں فاسقانہ اعمال کے ساتھ صالح قیادت کا خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

مودودی صاحب کی اصحابِ رسولؐ سے کھلی عداوت

مودودی صاحب کی "صحابہ دشمنی" کا ایک منظر۔

ملاحظہ ہو:۔ (از کتاب عادلانہ دفاع جلد دوم)

دشمن صحابہؓ لکھتا ہے:۔

"یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے قاضی ابو بکر ابن العربی کی العواصم من القواصم، امام ابن تیمیہؒ کی منہاج السنۃ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی تحفۂ اثنا عشریہ پر انحصار کیوں نہ کیا، میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدتمند ہوں اور یہ بات میرے حاشیۂ خیال میں بھی کبھی نہیں آئی کہ یہ لوگ اپنی دیانت و امانت اور صحتِ تحقیق کے لحاظ سے قابلِ اعتماد نہیں۔ لیکن جس وجہ سے اس مسئلہ میں میں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہِ راست اصل ماخذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا۔ وہ یہ ہے کہ ان تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیانِ واقعات کے لئے نہیں بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور ان کی افراط و تفریط کے رد میں لکھی ہیں جن کی وجہ سے عملاً اُن کی حیثیت وکیل صفائی کی سی ہو گئی ہے۔ اور وکالت، خواہ وہ الزام کی ہو یا صفائی کی، اس کی عین فطرت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی اسی مواد کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہو اور اس مواد کو نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اُس کا مقدمہ کمزور ہو جائے" (خلافت و ملوکیت ص۳۲۰)

مودودی صاحب — سُنّی یا رافضی؟

کیا مودودی صاحب کے اس واضح بیان کے بعد بھی ان کی اصحابؓ رسولؐ سے دشمنی و عداوت میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟ صحابہ کرامؓ اور دشمنانِ صحابہؓ کے مقدمہ میں حضرت قاضی ابن العربیؒ، امام ابن تیمیہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہم اللہ صحابہؓ کرام کی طرف سے وکیل صفائی ہیں۔ مودودی صاحب۔ ان بزرگوں کے صرف عقیدتمند ہی نہیں نہایت عقیدتمند ہیں اور ان کے نزدیک یہ بزرگ اپنی دیانت و امانت اور تحقیق کے لحاظ سے قابلِ اعتماد نہیں۔ مگر یہ حضرات

چونکہ صحابہ کرامؓ کے وکیل صفائی ہیں۔ اس لئے مودودی صاحب نے ان کی تحقیقات کو تو نظر انداز کر دیا ہے اور واقدی، سیف بن عمر، ابن الکلبی اور جعفر بن سلیمان ایسے مردود و متروک کذاب و وضاع، و رافضی اور رافضی مثل الحمار راویوں کی روایات، بلکہ خرافات کو صحیح تاریخ قرار دینے پر مصر ہیں۔ محض اس لئے کہ ان خرافات سے صحابہ کرامؓ کے مطاعن و مثالب ثابت ہوتے ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی مودودی صاحب کے خود رافضی اور دشمن صحابہؓ ہونے میں کسی صحیح الدماغ انسان کو شبہ ہو سکتا ہے؟

جو شخص ائمہ اعلام اسلام کی صحیح تحقیقات سے خوشہ چینی کو تو اپنی شان تحقیق کے خلاف سمجھے اور ساڑھے تین سو صفحے کی کتاب میں ان حضرات سے ایک لفظ بھی نقل نہ کرے محض اس لئے کہ وہ حضرات صحابہؓ کے وکیل صفائی ہیں۔ اور جلے بھنے رافضی راویوں کے چبائے اور اگلے ہوئے "نوالوں" سے اپنا اور اپنی کتاب کا پیٹ بھرے اس کے رافضی ہونے میں اور اُسے رافضی کہنے میں کسی کو کیا تامل ہو سکتا ہے؟

مودودی صاحب بحیثیت وکیلِ استغاثہ

بات یہ ہے کہ مودودی صاحب حضرات صحابہؓ کے خلاف مدعی ہی نہیں، وکیل استغاثہ بھی ہیں۔ اس لئے آپ نے آئمہ دین کی تحقیقات کو اس کی صحت اقرار و اعتراف کرنے کے باوجود نظر انداز کر دیا۔ کیونکہ اس سے آپ کا مقدمہ کمزور ہوتا تھا۔ حالانکہ وہ تحقیقات کتاب و سنت کی روشنی میں تھیں۔ اور مردود و متروک رافضی راویوں کی خرافات کو سر آنکھوں پر رکھا۔ کیونکہ اس سے صحابہ کرامؓ کے خلاف مودودی صاحب کا مقدمہ مضبوط ہوتا تھا۔ اور آدمی اسی مواد کی طرف

رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہو" (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۰)

مودودی صاحب! کچھ حشر کا فکر کریں

اگر مودودی صاحب کا دل صحابہؓ دشمنی میں بالکل سیاہ نہیں ہوگیا اور اس میں کچھ بھی خوفِ خدا اور فکرِ آخرت باقی ہے تو وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں۔ قیامت کے دن ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ کے وکلاء صفائی اصحابِ رسولؐ کے ساتھ ہوں گے۔ اور اصحابِ رسولؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ! دوسری طرف دشمنانِ صحابہؓ ہوں گے، ابن سبا ملعون، اس کی سبائی پارٹی اور روافض اور انکے ساتھ اُن کے وکلاء ہوں گے۔ مودودی صاحب اس دن رسولؐ و اصحابِ رسولؐ اور وکلائے اصحابِ رسولؐ کے ساتھ اپنا حشر چاہتے ہیں یا ابن سبا ملعون اس کی مردود جماعت اور روافض کے ساتھ؟ اگر وہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں اپنی عاقبت کا خیال ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لواء حمد کے نیچے کھڑا ہونا چاہتے ہیں تو انہیں اپنی موجودہ ضد و جحود کی روش ترک کر دینی چاہیئے۔ اور توبہ و استغفار کرکے عداوتِ صحابہؓ سے باز آجانا چاہیئے

آیئے! اب اصل بحث کی طرف رجوع کریں۔

صرف نقال اور مولف خطرناک دھوکہ شرمناک فریب

مودودی فرقہ کے متعصب لوگ کہتے ہیں کہ "مودودی صاحب تو مؤلف ہیں۔ مصنف نہیں انہوں نے جو کچھ لکھا ہے، اسلامی تاریخ کی مشہور و معتبر کتابوں سے نقل کرکے لکھا ہے اسلامی تاریخ کی مشہور و معتبر کتابوں سے

نقل کر کے لکھا ہے، اپنی طرف سے تھوڑا ہی لکھا ہے۔

جاہل اور اندھے متعصبین کی اس گمراہ کن منطق سے بے خبر لوگوں کو یہ تصور دینا منظور ہوتا ہے کہ مودودی صاحب تو صرف ناقل ہیں ورنہ یہ ساری باتیں کتابوں میں موجود ہیں۔ اُن کا "قصور" صرف یہ ہے کہ انہوں نے کتابوں سے ان حقائق کو برآمد کر کے عوام کے سامنے رکھ دیا ہے۔

چیلنج! اس قسم کی "جگالی" کرنے والوں کو میں چیلنج کروں گا کہ اگر واقعی مودودی صاحب صرف نقال اور مؤلف ہیں اور انہوں نے بغض و عداوتِ صحابہؓ سے مجبور و مغلوب ہو کر از خود کچھ نہیں لکھا تو وہ دنیا کی کسی تاریخ سے یہ الفاظ ثابت کر دیں کہ ــــ "مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں حضرت معاویہؓ نے کتاب و سنت کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی"

دعویٰ! میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ بات نہ صرف تاریخ اسلام کی مستند ترین کتابوں سے قطعاً ماخوذ نہیں بلکہ دنیا کی کسی تاریخ سے اس ہفوات کا سراغ نہیں ملتا۔ یہ صرف مودودی صاحب کے بغض و عناد عن الصحابہؓ کا کرشمہ ہے۔

منہ مانگا انعام اگر مودودی صاحب ہمارا چیلنج قبول فرما کر ایک واقعہ ایسا ثابت کر دیں کہ مال غنیمت میں سے سونا چاندی ان کے لئے نکال لیا گیا ہو اور حضرت معاویہؓ کا حکم مندرجہ مبینہ ثابت کر دیں تو جو وہ انعام فرمائیں ہم پیش کر دیں گے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار ۔۔۔۔

بد قسمتی کی انتہا ملت کی بد قسمتی کی انتہا ہے کہ اس درجہ جھوٹے انسان کو نہ صرف منہ لگایا جاتا ہے بلکہ بین الاقوامی

شخصیت قرار دیکر بانس پر چڑھایا جاتا ہے۔

عبدحافظ کی بین الاقوامی علمی شخصیت کا کمال ملاحظہ ہو (یعنی مودودی صاحب کا)

اجلّ علماء کے اجماع کے خلاف زیاد کی بات پر ایمان لے آکر اپنی جہالت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں مودودی صاحب جیسا دی کی روایت کا سہارا لیکر ایک صحابی کاتب وحی کو مطعون کرتے ہیں اس کا نام زیاد ہے اور اہل علم کا اجماع ہے کہ یہ راوی جھوٹا ناقابل اعتبار ہے۔ (مگر مودودی صاحب کو اپنا باطنی بغض نکالنے کے لئے سبائی رافضی کسی کی روایت بھی کافی ہے جس سے صحابۂ کرامؓ کی اہانت کا ثبوت ہو جائے) حالانکہ اس ساقط الاعتبار روایت میں ان کے لئے سونا چاندی جدا کرنے کے الفاظ سے مراد حضرت معاویہؓ کی ذات نہیں بلکہ بیت المال مراد ہے۔ امام بن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ مال غنیمت سے کل سونا چاندی بیت المال میں جمع کیا جائے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۹) مودودی صاحب کی دیانت کی انتہا ہے کہ البدایہ کا جو حوالہ دے رہے ہیں وہاں بیت المال مذکور ہے مگر مودودی صاحب حضرت معاویہؓ کے لئے ثابت کر رہے ہیں۔

مودودی صاحب کی خیانت اور بغضِ صحابہؓ

مودودی صاحب کے بغض و عناد و فساد قلب کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بجائے خود مودودی صاحب کا خائن و ظالم ہونا ثابت ہو گیا اور اب کسی اندھے متعصب کے سوا کسی کو اس میں شبہ نہ رہا کہ اس شخص کا دل خوف خدا سے یکسر خالی اور صحابۂ کرامؓ کی عداوت و بداندیشی کے جذبات سے لبریز

ہے کوئی سچا سُنی مسلمان ان جزئیات و خرافات پر اعتماد نہیں کر سکتا الا مودودی۔

روافض سے بازی جیت گئے روافض تو بنو امیہ کی حکومت کو اس طرح بدنام کرتے تھے مگر ہمارے محقق مورخ حضرت معاویہؓ کو بدنام کر رہے ہیں اس طرح وہ روافض سے بازی لے گئے۔

مودودی صاحب کی بدقسمتی مودودی صاحب کی قسمت بد میں صحابہؓ کی شان میں گستاخی و بدگوئی مقدر ہے امام مظلوم سیدنا غنیؓ سے لے کر ہر عظیم صحابی کو ان کے گستاخ و بےباک قلم نے ہدف سب و شتم اور نشانۂ طعن و تشنیع بنایا ہے۔

اخبار کی رائے اگر یہی تنقید ایک شیعہ کے قلم سے شایع ہوتی تو یقیناً صحابۂ کرامؓ پر سب و شتم قرار دی جاتی۔

(رضاکار ۱۶ر جولائی ۱۹۶۵ء)

مودودی صاحب سے ایک درخواست مودودی صاحب از راہ کرم اپنے رافضی اور شیعہ ہونے کا اعلان کر دیں اور تقیہ سے بےنقاب ہو کر اُمت کو اپنے فتنہ سے آگاہ کر دیں تاکہ سُنی حضرات تو اس فتنہ ماڈرنائز تبرا سے محفوظ ہو جائیں۔

فہرست چند کتب برائے معلومات

مودودی صاحب کے گمراہ کن لٹریچر کے دندان شکن جوابات حسب ذیل کتابوں میں مطالعہ کیجئے۔ حق کی تلاش کرنے والوں کے لئے اکابر امت کی فتنۂ مودودیت کے رد میں لکھی ہوئی

کتابیں ہیں۔

الاستاذ المودودی یہ کتاب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم نے عربی زبان میں تحریر فرمایا ہے اور عنقریب اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہونے والا ہے۔ کتاب مذکور عربوں کے لئے لکھی گئی ہے اور عرب ممالک میں اہتمام سے بھیجی جارہی ہے تاکہ اہل عرب بھی مودودی صاحب کی بنیادی گمراہیوں سے آگاہ ہو جاویں۔

فتنۂ مودودیت۔ صفحات ۱۸۲ مصنف حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم یہ کتاب مبارک فتنۂ مودودیت سے نجات کے لئے نور ہدایت ہے۔

عادلانہ دفاع جلد اول و جلد ثانی اس کتاب کو مناظر پاکستان مولانا سید نور الحسن بخاری نے لکھا ہے جس میں اجلّ اصحاب رسولؐ کے خلاف مودودی صاحب کے ظالمانہ، جارحانہ حملوں کا اور ان کے بے اصل و بے بنیاد ۷ مطاعن و اعتراضات، ایمان سوز و شرمناک بہتانات و افتراآت اور لغو بیہودہ ہذیانات و خرافات اور ۱۰ بد دیانتی اور ۱۸ جھوٹ ۔ ۲ گھڑنتو ۔ ۲ مغالطے کے ۱۵۳ مفصل مدلل اور مسکت جوابات دئے گئے ہیں۔

اظہار حقیقت بجواب خلافت و ملوکیت مصنف حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی سابق شیخ الحدیث ندوۃ العلما لکھنؤ۔

اب دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس کتاب "اکابر امت اور مودودی صاحب" کو قبول فرما کر اپنے ان بندوں کے لئے

بھی ہدایت کا سبب بنا دیں جن کے رگ و ریشے میں مودودی فتنے کا زہر پیوست ہو چکا ہے وما ذالک علی اللہ بعزیز اور حق تعالیٰ پر یہ کچھ مشکل نہیں ہے

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم بحق رحمتک ورحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ

۲ رمضان مبارک ۱۳۹۶ھ

تارکین مودودی جماعت اور تائبین کرام کی شانیں

احقر مؤلف کتاب محمد اختر عفی عنہ کے دو اشعار

جن میں ان سب حضرات کے اسمائے گرامی اختصار کے ساتھ آگئے ہیں

(۱) نہ من تنہا ازیں بیگانہ رفتم
علی و اشرف و منظور ہم رفت

(۲) زغازی و محی الدین احمد
زعالم آں شب دیجور ہم رفت

یہ اشعار محی الدین احمد کی طرف سے احقر نے لکھے ہیں

ترجمہ ۱: میں تنہا مودودی صاحب کے ظلمت خانے سے نہیں نکلا بلکہ حضرت مولانا علی میاں ندوی اور حکیم عبد الرحیم اشرف اور حضرت مولانا منظور نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ بھی اس جماعت مودودی سے تائب ہوئے۔

۲: اور عبد الجبار غازی اور محی الدین احمد اور مولانا مسعود عالم ندوی سے بھی وہ تاریک رات دور ہوگئی یعنی جماعت سے تائب ہو گئے۔

از کتاب اظہار حقیقت

بجواب خلافت و ملوکیت جلد اوّل

مصنف: حضرت مولانا محمد اسحٰق صدیقی ندوی سابق مہتمم

و شیخ الحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

استاد حدیث مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن۔ کراچی

مودودی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"بعض حضرات اس معاملہ میں یہ قاعدہ کلیہ پیش کرتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام کے متعلق صرف وہی روایت قبول کریں گے جو ان کی شان کے مطابق ہوں اور ہر اس بات کو رد کر دیں گے جس سے ان پر حرف آتا ہو، خواہ وہ کسی صحیح حدیث میں وارد ہوئی ہو" (خلافت و ملوکیت ص ۳۰۳)

قارئین کرام! مودودی صاحب کی اس عبارت کو ذہن میں رکھئے کس طرح موصوف نے نہایت چالاکی اور عیاری کے ساتھ صحیح مسلک اہل سنت کی غلط ترجمانی کر کے قاری کے جذبات کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ خلافت و ملوکیت میں صحابہ کرامؓ پر لگائے گئے سنگین الزامات کو "صحیح حدیث" کی روایت سمجھ

کر تسلیم کرتا چلا جائے۔

مودودی صاحب کی علمی عیاری کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ قارئین پر ان کا صحابۂ کرامؓ سے بغض رکھنا واضح ہو جائے۔ (مرتب)

(۱) بغضِ معاویہؓ

حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کے متعلق لسان المیزان میں پہلی روایت تو یہ لکھی ہے کہ وہ واقعۂ حرہ میں شہید ہوئے:

دوسری روایت ابو مخنف کی ہے کہ وہ ایک غار میں چھپے ہوئے تھے وہاں انھیں سانپ نے ڈس لیا اور حضرت معاویہؓ کے گورنر نے لاش کا سر کاٹ کر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا مودودی صاحب نے پہلی روایت کو چھوڑ کر اسی ابو مخنف کذاب کی موضوع اور جھوٹی روایت کو درج کتاب کیا ہے۔ حالانکہ وہ خود اپنی اسی کتاب میں اعتراف کر چکے ہیں کہ محققین فن رجال ابو مخنف کو کذاب اور شیعی کہتے ہیں لیکن بغض معاویہؓ نے ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے اور اسی کذاب کی روایت کو انھوں نے صرف اس لئے قبول کر لیا اس سے خلیفۃ المسلمین امام معاویہؓ کی شان اقدس کی منقصت کا پہلو نکلتا تھا۔

(۲) بغض سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

امام عادل سیدنا عثمانؓ پر مطاعن کی ابتدا کرتے ہوئے مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت عمرؓ کو اپنے آخر زمانہ میں اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں ان کے بعد عرب قبائلی عصبیتیں (جو اسلامی تحریک کے

زبردست انقلابی اثر کے باوجود ابھی بالکل ختم نہیں ہو گئی تھیں) پھر نہ جاگ اٹھیں اور ان کے نتیجے میں اسلام کے اندر فتنے برپا ہوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اپنے امکانی جانشینوں کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے حضرت عثمانؓ کے متعلق کہا کہ اگر میں ان کو اپنا جانشین تجویز کروں تو وہ بنی ابو معیط (بنی امیہ) کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں گے اور وہ لوگوں میں اللہ کی نافرمانیاں کریں گے۔ خدا کی قسم اگر میں نے ایسا کیا تو عثمان یہی کریں گے اور اگر عثمان نے ایسا کیا تو وہ لوگ ضرور معصیتوں کا ارتکاب کریں گے اور عوام شورش کر کے عثمان کو قتل کر دیں گے۔" ص ۹۸، ۹۹

مودودی صاحب نے یہ روایت استیعاب کے حوالے سے نقل کی ہے روایت کے اعتبار سے استیعاب کا جو حال ہے وہ ہم گذشتہ صفحات میں واضح کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں (کہ یہ کتاب ہرگز قابلِ اعتماد نہیں کہی جا سکتی)[1] لیکن سند کے لحاظ سے بھی یہ بالکل بے جان ہے۔

ذرا اس کے بعض راویوں کے چہرے ملاحظہ ہوں۔

اس میں ایک راوی عبدالوارث بن سفیان یا سلیمان ہے جو مجہول ہے۔

محمد بن احمد بن ایوب ضعیف الراوایہ و منکر الحدیث ہے۔ یحییٰ بن معین نے انھیں کذاب کہا ہے (میزان الاعتدال ص۲۴ ج۳)

سلیمان بن داؤد کوفی شیعہ ہے۔ شیعوں کے مشہور عالم شیخ حلّی نے بھی اسے شیعہ کہا ہے (خلاصۃ الاقوال ص۱۰)۔ ظاہر ہے کہ شیعہ تو کوئی بھی

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں اظہارِ حقیقت بجواب خلافت و ملوکیت۔

مقبول الروایہ نہیں ہوسکتا خصوصاً ایسی صورت میں تو اس کی روایت بالاتفاق ساقط الاعتبار اور مردود ہوتی ہے جب کہ اس کی روایت سے کسی صحابی پر جرح ہو رہی ہو۔ علیٰ ہذا جس روایت میں کوئی کذاب بھی ہو اس کا مردود ہونا بالکل بدیہی ہے۔ مجہول کی روایت بھی نامقبول ہی ہے۔ ان اُمور سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ یہ روایت موضوع اور ساقط الاعتبار ہے۔

لیکن مودودی صاحب نے اس روایت کو "صحیح حدیث" لکھ کر جس کو ہم اوپر قلم بند کر آئے ہیں کس طرح گمراہ کرنا چاہا ہے۔ قارئین خود انصاف فرمائیں مزید اسی موضوع پر بخاری شریف کی روایت ہے جس کو مودودی صاحب نے بالکل نظرانداز کر دیا۔ حالانکہ جب ایک واقعہ کے متعلق ایک روایت اس کتاب کی ہو جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کے لقب سے ملقب ہے اور دوسری ایسی کتاب کی ہو جس میں صحت کا کوئی التزام نہیں پھر اس کی سند میں کذاب اور شیعی ہوں تو ہر صداقت پسند اور منصف مزاج شخص بخاری شریف کی روایت پر اعتماد کرے گا اور استیعاب کی روایت کو رد کر دے گا مگر یہ وہی شخص کرے گا جس کی نیت درست ہو اور جو شخص حضرت عثمانؓ کے ماہ تقدس و تقویٰ پر خاک ڈالنے پر تلا ہوا ہو اور نئی نسل کو خود ساختہ علمی دھونس کے ذریعہ گمراہ کرنا چاہتا ہو وہ تو وہی کرے گا جو مودودی صاحب نے کیا ہے۔

بخاری شریف میں اپنے امکانی جانشینوں کے متعلق حضرت فاروقِ اعظمؓ نے جو وصیت فرمائی تھی وہ اس طرح مذکور ہے:۔

"لوگوں نے کہا اے امیر المومنین وصیت فرما دیجئے۔ اور کسی کو اپنا جانشین بنا دیجئے۔ فرمایا اس امر کے متعلق چھ آدمیوں سے بہتر کسی کو نہیں پاتا۔ ان سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر تک راضی رہے پھر آپ نے علیؓ و

عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعدؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ کے نام لئے اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمرؓ تمہارے ساتھ موجود رہیں گے۔ ان کا اس معاملہ میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔ اب اگر حکومت سعدؓ کو ملے تو وہ اس کے اہل ہیں ورنہ پھر تم میں سے جو کوئی بھی حاکم بنالیا جائے اسے چاہیئے کہ ان سے مدد لے کیونکہ میں نے ان کو معزول کردیا تھا تو کسی کمزوری و خیانت کی بنا پر نہیں کیا تھا۔"

۳۔ مودودی صاحب کا بُغض ولید بن عقبہؓ

مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (ولیدؓ بن عقبہ) بنی المصطلق کے صدقات وصول کرنے کے لئے مامور فرمایا مگر یہ اس قبیلہ کے علاقہ میں پہنچ کر کسی وجہ سے ڈر گئے اور ان لوگوں سے ملے بغیر مدینے واپس جا کر انہوں نے یہ رپورٹ دے دی کہ بنی المصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا اور مجھے مار ڈالنے پر تل گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر غضبناک ہوتے اور آپؐ نے ان کے خلاف ایک فوجی مہم روانہ کردی قریب تھا کہ ایک سخت حادثہ پیش آجاتا لیکن بنی المصطلق کے سرداروں کو بروقت علم ہوگیا۔ اور انہوں نے مدینہ حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہ صاحب تو ہمارے پاس آئے ہی نہیں ہم تو منتظر ہی رہے کہ کوئی آکر ہم سے زکوٰۃ وصول کرے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یا ایھا الذین امنو ان جاء کم فاسق بنباء فتبینو۔ (خلافت وملوکیت ص۱۱۱)

مودودی صاحب خواہ مخواہ ان تقدس مآب صحابی رسولؐ (ولید بن عقبہؓ) کو اس آیت

کا مصداق بنا کر ان پر کذب و فسق کی تہمت لگا رہے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت ولید رض کو کسی شخص نے راستہ میں مل کر یہ خبر سنائی کہ بنی المصطلق باغی ہوگئے ہیں اور تمہارے قتل کے درپے ہیں۔ اس سے انہیں خوف پیدا ہوا اور وہ واپس ہوگئے۔ اس جھوٹے مخبر کو جس نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو یہ غلط خبر دی تھی قرآن مجید میں "فاسق" فرمایا گیا ہے نہ کہ سیدنا حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو۔

اس کے علاوہ اپنی گمراہ کن تصنیف کے صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ پر حضرت عثمان رض اور ولید رض بن عقبہ پر مزید الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"۲۵ھ میں اس چھوٹے سے منصب سے اٹھا کر حضرت عثمان رض نے ان کو (ولید رض بن عقبہ) حضرت سعد رض بن ابی وقاص کی جگہ کوفے جیسے بڑے اور اہم صوبے کا گورنر بنا دیا وہاں یہ راز فاش ہوا کہ یہ (یعنی ولید رض بن عقبہ) شراب نوشی کے عادی ہیں۔ حتیٰ کہ ایک روز انہوں نے صبح کی نماز چار رکعت پڑھا دی پھر پلٹ کر لوگوں سے پوچھا اور پڑھاؤں؟ ...... چنانچہ صحابہ کے مجمع عام میں ولید پر مقدمہ قائم کیا گیا ...... الخ

(بحوالہ استیعاب)

استیعاب کے متعلق ہم ذکر کر چکے ہیں۔ کہ یہ بالکل غیر معتبر کتاب ہے جس میں بعض جواہر پارے علی کے ساتھ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر بھی ہیں[ل] اس لئے صاحب استیعاب کی رائے اس بارے میں بالکل بے وزن ہے۔ اور یاوہ گوئی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی ہے۔ قصہ کا تعلق تاریخ سے ہے اس لئے درایت کی کسوٹی پر بھی اسے پرکھنا لازم ہے۔ جب ہم اس زاویے سے اس قصہ پر نظر کرتے ہیں تو یہ بالکل من گھڑت اور سراپا بہتان و افترا نظر آتا ہے۔

ل تفصیلات کیلئے ملاحظہ فرمائیں۔ اظہار حقیقت بجواب خلافت و ملوکیت

پہلا سوال تو یہی پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ولیدؓ، حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانے میں مدت دراز تک مختلف عہدوں پر مامور رہے۔ لیکن کبھی ان پر یہ الزام نہیں لگایا گیا۔ آخر کوفہ ہی پہنچ کر کیوں انہوں نے اس حرکت کا ارتکاب کیا؟ اس سے قطع نظر کہ وہ صحابی رسولؐ تھے ایک عام مسلمان ہونے کی حیثیت سے بھی یہ بات بالکل بعید از قیاس ہے۔ کہ اتنی عمر پاکبازی و تقویٰ کے ساتھ بسر کرنے کے بعد یکایک وہ شراب پینے لگیں۔ جو چیز ظاہر کے خلاف ہو، اُسے اتنی آسانی کے ساتھ قبول کر لینا مودودی صاحب ہی کے ایسے حضرات کا کام ہے۔ جو صحابہ کرامؓ کی عداوت کی وجہ سے ان کے خلاف ہر الزام کو قبول کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر آج دو شخص اسی فعل کی شہادت خود مودودی صاحب کے خلاف دے دیں تو ان کی جماعت کا کوئی فرد بھی اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا اور اسے مخالفین کی سازش قرار دے گا۔

دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص شراب پی کر کہیں بیٹھ جائے تو کم از کم دو تین گز تک فضا کا تعفن دوسروں کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ اُس زمانے میں تو اُس کی بدبو اور بھی زائد ہوتی تھی۔ سوال یہ ہے۔ کہ نماز سے پہلے یا دوران نماز کسی کو اس کا احساس کیوں نہ ہوا کہ یہ شراب پئے ہوتے ہیں؟ اور اگر احساس ہوا تھا تو اُن کے پیچھے نماز کیوں پڑھی؟ ۔۔۔۔۔۔ اور پھر جب وہ دو رکعت کے بعد کھڑے ہو گئے تھے تو کسی نے لقمہ کیوں نہ دیا؟ کیا سب کے سب نماز کے مسائل سے اس درجہ ناواقف تھے کہ فجر کی رکعتوں کی تعداد بھی نہیں جانتے تھے؟ یا یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ امام کو سہو ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

عربی کی مشہور مثل ہے کہ بغضک الشیٔ یعمی ویصم (کسی چیز کی عداوت

آدمی کو بعض اوقات اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔) مودودی صاحب کو صحابہ کرامؓ خصوصاً بنی امیہ سے جو عداوت ہے۔ اس کی وجہ سے انہوں نے یہاں پہنچکر اپنے محبوب مورخ طبری کی طرف سے بھی آنکھیں پھیر لیں۔ حالانکہ اس نے سنہ ۳۰ھ کے واقعات میں لکھا ہے کہ۔

"کوفہ سے جرائم پیشہ آدمیوں جنکے بیٹوں کو حضرت ولید رضی اللہ عنہ نے کسی جرم پر سزا دی تھی ان کا انتقام لینے کیلئے یہ سازش کی کہ آں ممدوح پر شراب نوشی کا الزام لگایا جائے۔ چنانچہ ایک نے ان کی مہر چرائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ یہ شراب پیتے ہیں۔ ہم نے نشہ کی حالت میں اُن کی مہر حاصل کر لی اور انہیں شراب کی قے کرتے دیکھا ہے۔"

طبری کی جو روایت صحابہ کرامؓ کے خلاف ہوتی ہے۔ وہ تو مودودی صاحب کو بہت مرغوب ہوتی ہے لیکن اس روایت سے ایک صحابیؓ پر ایک بہتان وافترا کی قلعی کھل رہی ہے۔ اور شراب کے قصے کا من گھڑت ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ اس لئے موصوف نے اسے بالکل نظر انداز فرمایا۔

۴. حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضؓ

ان کے بارے میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تو مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر جن لوگوں کے بارے میں یہ حکم دیا تھا کہ وہ اگر خانہ کعبہ کے پردوں سے بھی لپٹے ہوئے ہوں تو انہیں قتل کر دیا جائے یہ ان میں سے ایک تھے۔ حضرت عثمانؓ انہیں لے کر اچانک حضورؐ کے سامنے

پہنچ گئے اور آپ نے محض ان کے پاس خاطر سے انہیں معاف فرما دیا تھا" (خلافت و ملوکیت) ص۱۰۹

گویا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انہیں معاف فرما دیا تھا مگر مودودی صاحب انہیں معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مزید گزارش یہ ہے کہ زمانہ کفر و جاہلیت کے افعال کا طعنہ دینا شریعت و اخلاق کے کس اصول کے اعتبار سے جائز ہے؟ علمائے محققین نے حدیث سے مستنبط کر کے تحریر فرمادیا ہے کہ ارتداد حقیقی محال ہے۔ یعنی کوئی شخص صدق دل سے مسلمان ہو جائے تو وہ مرتد نہیں ہو سکتا۔ کسی کے مرتد ہو جانے کے معنی یہ ہیں کہ پہلے ہی اس کے دل میں ایمان جاگزیں نہیں ہوا تھا اور سچے دل سے وہ مسلمان ہوا ہی نہیں تھا۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح پہلی مرتبہ محض ظاہری طور پر مسلمان ہو گئے تھے۔ اس کے بعد مرتد ہو کر چلے گئے۔ لیکن کچھ مدت تک غور و فکر کے بعد جب اسلام کی صداقت پورے طور پر واضح ہو گئی تو صدق دل سے ایمان لائے اور آنحضورؐ کی زیارت و صحبت سے مشرف ہو کر ولائیت کے اعلیٰ ترین درجہ صحابیت پر فائز ہو گئے۔ ان کی بعد کی زندگی انکے اخلاص اور کمالِ ایمان کی شاہد و عادل ہے۔ اسلام کے بعد گزشتہ کفر و ارتداد کا طعن کرنا خود طعن کرنے والے کو آخرت میں مطعون کر دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو غصہ ان پر تھا وہ ان کی ذات اور شخصیت پر نہ تھا بلکہ ان کے وصفِ کفر و ارتداد پر تھا جب اس ذمیمہ سے وہ پاک ہو گئے تو وہ غصہ بھی محبت اور رحمت میں تبدیل ہو گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تو نہ تھے جو یہ جان لیتے کہ تقدیرِ الٰہی میں ان کی سعادت مقدر ہو چکی ہے۔۔۔۔۔ کیا مودودی صاحب

بتا سکتے ہیں۔ کہ دوبارہ اسلام لانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آنحضورؐ کے صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے ان کے متعلق نفاق کا شبہ کیا ہو؟ یا آنحضورؐ نے ان سے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آپ کا اعتراض بالکل باطل اور غضبِ الہٰی کا موجب ہے۔ یہ جملہ کہ:

"آپ نے محض ان کے پاسِ خاطر سے انہیں معاف فرما دیا تھا"

بہت بے ادبانہ اور گستاخانہ ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہوتے کہ اگر حضرت عثمانؓ کا پاسِ خاطر نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قتل کروا دیتے ہم پوچھتے ہیں کہ وہ اس وقت ارتداد سے تائب اور صدقِ دل سے مسلمان ہو گئے تھے یا نہیں؟ اگر ہو گئے تھے تو کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مومن کو قتل کر دیتے؟ اور تائب ہونے والے کو توبہ سے روک دیتے۔ (معاذ اللہ) کوئی مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا بصورت دیگر اگر وہ صدقِ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے اور آنحضورؐ کو اس کا علم تھا تو کیا آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی خاطر سے ایک شخص کے ارتداد کو گوارا فرمالیا؟ اور اس جرم کی سزا دینے سے پہلو تہی فرمائی؟ (العیاذ باللہ) کوئی مومن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس قسم کا خیال بھی دل میں لانا گوارا نہیں کر سکتا اس قسم کے فاسد و کاسد افکار مودودی صاحب اور ان کے متبعین ہی کو مبارک ہوں۔ مقام عبرت ہے کہ عداوت صحابہؓ نے مودودی صاحب کو اس جگہ پہنچا دیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرنے لگے (العیاذ باللہ)

مودودی صاحب فاضل مصنف کی نظر میں

میں موصوف کے حالات سے زیادہ واقف نہیں ہوں لیکن اس کتاب کو نیز

اُن کی اسی قسم کی سابق تحریروں کو دیکھ کر میرا اندازہ یہ ہے۔ کہ موصوف کا بچپن شیعی ماحول میں بسر ہوا ہے۔ اور سبائیت کے ایمان خور جراثیم ان کے قلب اور دماغ میں اسی وقت سے داخل ہو چکے ہیں۔ بزرگوں کے ساتھ موصوف کے رویہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ انہوں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دامنِ عصمت کو بھی داغدار بنانے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"تاہم قرآن کے اشارات اور صحیفۂ یونس کی تفصیلات پر غور کرنے سے اتنی بات صاف معلوم ہوتی ہے۔ کہ حضرت یونسؑ سے فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں اور غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے جب آثار عذاب دیکھ کر آشوریوں نے توبہ و استغفار کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔

(تفہیم القرآن جلد ۲ سورہ یونس صـ ۹۹)

اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں کوتاہی کرنا کتنا بڑا جرم اور گناہ ہے۔؟ اس کی تصریح کی ضرورت نہیں۔ مودودی صاحب یہ جرم ایک نبی معصوم کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ کیا یہ جرم عصمت کے منافی نہیں؟ کیا اس کی نسبت کسی نبی کی طرف کرنا سخت بے ادبی اور گستاخی نہیں؟ شیعہ کہتے ہیں کہ خلافتِ علیؓ کا اعلان کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا مگر آپ نے بخوفِ شیخینؓ اس کا صاف صاف اعلان نہیں کیا۔ اس طرح گویا معاذ اللہ آپؐ نے ایک فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔ مودودی صاحب بھی باطناً شیعہ ہیں۔ لیکن ظاہری سنیت کی وجہ سے صاف صاف اس عقیدے کا اظہار نہیں کر سکتے اس لئے انہوں نے حضرت یونسؑ کی طرف اس جرم کو منسوب کر کے ذہن کو شیعوں کے مندرجہ بالا

عقیدے کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیوں کہ اگر ایک نبی ادائیگی فرض میں کوتاہی کر سکتا ہے۔ تو دوسرے انبیاء کے متعلق بھی یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے۔

(اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد جب مذکورہ عبارت پر رد کی ہوئی تو موصوف نے دوسرے ایڈیشن میں اس پوری عبارت کو حذف کر دیا۔ لیکن نہ تو غلطی کا اعتراف کیا۔ اور نہ ہی ان لوگوں کو اس ترمیم سے آگاہ ہونے دیا کہ جن کے پاس پہلا ایڈیشن موجود ہے۔ اس قسم کی حرکت سے اس کے سوا اور کیا سوچا جا سکتا ہے کہ مودودی صاحب نے ان افراد کی گمراہی کو غنیمت جانا ہے)

متجددین فتنہ سبائیت

اس وقت فتنہ سبائیت کی تاریخ لکھنا مقصود نہیں ہے۔ دکھانا صرف یہ ہے کہ ہر زمانے میں اس نے ایسے اشخاص کو جنم دیا ہے جنہوں نے زمانہ اور ماحول کے اعتبار سے اسے پھیلانے کی پوری کوشش کی ہے اور زمانہ کے فکری ذوق کی مناسبت سے اسے نیا لباس پہنایا ہے۔ موجودہ دور میں بھی ایسے اشخاص موجود ہیں جنہیں فتنہ سبائیت کا مجدد کہا جا سکتا ہے۔ مشہور ملحد ڈاکٹر طہٰ حسین اور فجر الاسلام کے مصنف ڈاکٹر احمد امین اور سید قطب کے نام اس سلسلہ میں قابلِ ذکر ہیں جنہوں نے جدید اسلوب اختیار کر کے عربی زبان میں سبائیت کی خوب خوب وکالت کی ہے۔ اردو میں لکھنے والوں میں بھی اس قسم کے مصنفین موجود ہیں۔ جن میں نمایاں اور مشہور شخصیت مولوی سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان کی ہے۔

موصوف کی تازہ تالیف "خلافت و ملوکیت" نے تو نقابِ تقیہ کو بالکل ہی پارہ پارہ کر کے موصوف کی سبائیت کو الم نشرح کر دیا ہے۔ کتاب میں جس خوب

صورتی اور سلیقہ کے ساتھ سبائیت کے تلخ زہر کو شیریں بنا کر ناواقفوں کے حلق سے اتارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی داد نہ دینا ناانصافی ہوگی اور اسے دیکھ کر اس کا قائل ہونا پڑتا ہے کہ موصوف بلاشبہ سبائیت کے مجدّد کے مرتبہ پر فائز ہیں۔

بعض حضرات اس پر چیں بجبیں ہیں کہ تم نے مولانا مودودی صاحب پر تجدید سبائیت کا الزام کیوں عائد کیا؟ ان سے گزارش ہے کہ عبداللہ ابن سبا کی پوری تحریک کی روح رتبہ صحابیت کی ناقدری اور صحابہ کرامؓ پر بے اعتمادی تھی وہ خود تو یہودی منافق تھا لیکن اس نے مسلمانوں میں ایسی جماعتیں پیدا کر دیں جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی صحابہؓ کے حق میں بدگمانی اور بدزبانی سے کام لینے لگے۔ ان میں بہت سے فرقے ہوگئے بعض تو حد کفر تک پہنچ گئے۔ مثلاً شیعہ باطنیہ یا نصیریہ وغیرہ بعض اسلام میں تو داخل رہے مگر مبتدع اور گمراہ کہلائے۔ یہ اگرچہ مسلمان ہیں مگر اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں ___ صحابہ کرامؓ کے حق میں اتنی بدگمانی و بدزبانی کے بعد بھی اگر کوئی شخص اہل سنت والجماعت میں داخل رہے تو یہ لفظ ہی بے معنی ہو جائے گا۔ میں انہیں مسلمان سمجھتا ہوں لیکن شیعہ اور گمراہ سمجھتا ہوں۔ انہوں نے ایک نئے عنوان سے (جو موجودہ زمانے میں مقبول ہے) ایک جماعتِ صحابہؓ کو مجروح کر کے ان پر بے اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو ابن سبا کا خاص مشن تھا اس لئے میں نے انہیں مجدد سبائیت کہا ہے۔

جماعت اسلامی کے کارکنوں کے لئے لمحۂ فکر

مودودی صاحب نے اسلامی حکومت کے قیام کے کام پر آپ سب کو

جمع کیا ہے۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ ۱۳ سو برس کے زمانہ میں وہ صرف بارہ تیرہ سال اپنی صحیح شکل میں قائم رہی۔ حضرت عثمان رضؓ ہی کے زمانہ سے اس میں تغیر پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ حضرت علی رضؓ نے اصلاح کرنا چاہی مگر ناکام رہے۔ حضرت حسن رضؓ تے بھی صرف چھ ۶ ماہ کوشش کے بعد اس سے دست کشی اختیار کر لی۔ ان کے بعد ان کی اصطلاحی "ملوکیت" کا دور شروع ہو گیا۔ اور خلافت کا ایسا خاتمہ ہوا کہ آج تک وہ عنقا ہے۔ گویا اسلامی حکومت کے تیرہ سو سال میں زیادہ سے زیادہ تیس ۳۰ سال قائم رہی۔ اس میں بھی خاصا زمانہ ایسا گزرا جس میں اس کا کمال رخصت ہو چکا تھا اور اس کی ناقص شکل باقی رہ گئی تھی۔ اس نظریہ سے کیا یہ نہیں معلوم ہوتا کہ "اسلامی حکومت" نظری طور پر بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن اس کا عملی وجود ممکن نہیں ہے؟ پھر جب وہ عملاً غیر ممکن ہے تو اس کے لئے جد و جہد کرنا اضاعت وقت و قوت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ مہربانی فرما کر اس سوال پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ اسلامی حکومت کا نعرہ لگاتے کے بعد صحابۂ کرام کو مجروح کرنا "یکے بر سر شاخ دین می برید" کا مصداق بن جاتا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد یہ بھی سوچئے کہ مودودی صاحب آپ کو کدھر لے جا رہے ہیں؟ اسلامی حکومت کی جانب یا شیعیت کی جانب؟

احقر

۳۰/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ — محمد اسحاق صدیقی ندوی عفی اللہ عنہ

مودودی صاحب کی گمراہی کے
(۱۹) اُنیس وجوہ

مکتوب گرامی

امیر جماعت اسلامی کے نام

از شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی

مخدومی السلام علیکم:

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ جماعت اسلامی کے سالانہ اجتماع میں آنجناب کی شرکت کیلئے ایک دعوت نامہ کئی روز ہوئے ارسال خدمت کیا گیا تھا۔ اب تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ نے اسے قبول فرمایا یا نہیں۔ جمعیۃ العلماء کے سالانہ اجتماع کی وجہ سے آنجناب کی مصروفیتوں کا بخوبی اندازہ ہے لیکن ان دونوں اجتماعات کی تاریخوں میں اتنا تفاوت ہے کہ آپ تھوڑا سا وقت ہمیں بھی مرحمت فرمائیں گے۔ ہمارا اجتماع انشاء اللہ ۲۰ اپریل سے شروع ہوگا۔ آنجناب سے ملنے کا اشتیاق تو بہت عرصہ سے ہے چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے خط و کتابت بھی کی تھی لیکن بدقسمتی سے آپ اپنی مصروفیتوں کیوجہ سے اس وقت کوئی وقت نہ دے سکے۔ اس کے بعد مولانا حفظ الرحمٰن کے ذریعہ وقت کے تعین کی خواہش

کی تھی لیکن اس موقع پر ملاقات کی کوئی سبیل پیدا نہ ہو سکی بہرحال میں متعدد مسائل پر تبادلۂ خیال کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا ہوں اور بہت سے امور میں آنجناب سے کچھ مشورے بھی کرنے ہیں اگر اس اجتماع کے موقع پر آپ تشریف لے آسکیں تو یہ ہماری عزت افزائی کا بھی موجب ہوگا اور یہ پیشِ نظر مقصد بھی حاصل ہو سکے گا لیکن اگر خدانخواستہ یہ ممکن نہ ہو تو پھر اجتماع حیدرآباد سے واپسی کے بعد آپ مجھے کوئی موقع عنایت فرماویں تو انشاء اللہ میں خود حاضرِ خدمت ہوں گا۔
اس وقت فوری مسئلہ جس پر میں گفتگو کی سخت ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔ وہ دارالافتاء دیوبند کا وہ فتویٰ ہے جو سہارنپور سے "مودودی فتنہ مٹا دو" مودودی تحریک مہلک اور زہر قاتل ہے" "مودودی کے ہم خیال گمراہ ہیں" "مودودیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو" کی موٹی موٹی سرخیوں سے شائع ہوا ہے معلوم نہیں یہ فتویٰ آپ کی ——— نگاہ سے بھی گزرا ہے یا نہیں؟ یہ فتویٰ قدرتی طور پر ان تمام لوگوں کیلئے انتہائی حد تک تکلیف دہ اور دلآزار ہے جو تحریکِ اسلامی کو حق سمجھ کر اس میں شریک ہوئے ہیں یا اس کو حق سمجھتے ہیں ایسے فتویٰ کا دارالعلوم دیوبند سے شائع ہونا جہاں آپ جیسے محتاط حضرات ہیں ہمارے لئے انتہائی حیرت اور قلق کا موجب ہوا ہے بالخصوص ایسی حالت میں کہ ان امور کے بارے میں جن پر اس فتوے کی بنیاد قائم کی گئی ہے۔ متعدد بار ہماری طرف سے توضیحات شائع کی جا چکی ہیں اور جن کے بارہ میں ذمہ داران دارالعلوم سے براہِ راست خط و کتابت بھی ہو چکی ہے جس کا سلسلہ ابھی جاری ہے امید ہے کہ جناب جواب سے جلد مشرف فرمائیں گے والسلام

ابواللیث
امیر جماعت اسلامی

در مجلسِ خود راہ مدہ ہمچو منے را افسردہ دلے افسردہ کند انجمنے را

محترم المقام۔ زید مجدکم: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ اس سے پہلے دعوت نامہ پہنچا تھا اجلاس سالانہ جمعیتہ کے سر پر آجانے کی وجہ سے میری مصروفیتوں کا عذر جناب نے صحیح طور پر اندازہ کیا مگر اس کے علاوہ اور بھی ایسے ہی یا اس سے زائد قوی اعذار اس وقت درپیش ہیں مثلاً دارالعلوم کا سالانہ امتحان ہے جو کہ رجب کی آخری تاریخوں سے شروع ہو کر ۲۳، ۲۴، شعبان پر ختم ہوتا ہے نیز دارالعلوم کے تعلیمی سال کا اختتام ہے جس میں کتب مفوضہ بخاری شریف اور ترمذی شریف کا ختم کرانا ہے جس کو ۲۷، ۲۸، شعبان تک انجام دینا ہے یہ امور علاوہ ان امور کے ہیں جو کہ تمام سال میں انتہائی مصروفیتوں کے باعث ہوتے ہیں جن موٹی موٹی سرخیوں والے اشتہارات کو آنجناب ذکر فرماتے ہیں ان کا مجھ کو آپ کے والا نامہ سے پہلے کوئی علم نہ تھا صرف سہارنپور سے ایک رسالہ مسمی بہ "کشف حقیقت" یعنی "تحریک مودودیت اپنے اصلی رنگ میں" ایک صاحب نے بھیجا تھا اس کا البتہ علم ہوا تھا۔

محترما۔ میرا پہلے خیال تھا کہ آپ کی تحریک اسلامی مسلمانوں کی علمی اور عملی دینی اور دنیاوی کمزوریوں اور ان کے انتشارات کے دور کرنے اور مسلمانوں کو منظم کرنے تک ہی محدود ہے۔ اگرچہ طریق تنظیم میں اختلاف رکھتے تھا اس لئے میں نے اس کے خلاف آواز اٹھانا یا تحریر کرنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ اگرچہ افراد جماعت اور قائد جماعت کی طرف سے بسا اوقات ناشائستہ الفاظ تحریر اور تقریر میں معلوم ہوئے مگر ان سب سے چشم پوشی کرنا ہی اَنسب معلوم ہوا مگر آج جب کہ میرے سامنے اطراف وجوانب ہندو پاکستان سے آئے ہوئے مودودی صاحب کی تصانیف کے اقتباسات کا ڈھیر

لگا ہوا ہے اور پانی سر سے گزر گیا ہے تو میں ان کے دیکھنے اور سمجھنے سے مندرجہ ذیل نتیجہ پر پہنچنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

آپ کی تحریک اسلامی خلاف سلف صالحین، مثل معتزلہ، خوارج، روافض جہمیہ وغیرہ فرقِ قدیمہ اور مثلِ قادیانی، چکڑالوی، مشرقی، نیچری، مہدوی بہائی وغیرہ فرقِ جدیدہ ایک نیا اسلام بنانا چاہتی ہے اور اسی کی طرف لوگوں کو کھینچ رہی ہے۔ وہ ان اصول وعقائد واعمال پر مشتمل ہے جو کہ اہلِ سنت والجماعت اور اسلافِ کرام کے خلاف ہے۔

۱۔ وہ تفسیر بالرائی کی قائل ہے۔ ہر وہ پروفیسر جو کہ ملحدان یورپ اور ان کی نئی روشنی کا حامل اور تھوڑی بہت عربی زبان سے واقف ہے اس کے نزدیک یہ حق رکھتا ہے کہ اپنی رائے اور مذاق سے تفسیر کر کے مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ بنے اور یہی آپ کے یہاں ہو رہا ہے خواہ اس کی تفسیر کتنی بھی سلفِ صالحین اور اقوالِ صحابہ کرام کے خلاف ہو۔

حالانکہ سب سے پہلے یہی فتنۂ اسلام میں پیدا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحکیم پر ان الحکم الا للہ کی تفسیر بالرائے کر کے بارہ ہزار کی جماعت نے بغاوت کر دی اور علیحدہ ہو گئی۔ اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حق ارید بھا الباطل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سمجھانے کیلئے بھیجا اور فرمایا کہ قرآن ذو وجوہ ہے، ان لوگوں کو سنت سے سمجھانا، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سمجھایا جس پر آٹھ ہزار آدمی تائب ہو گئے مگر چار ہزار اپنی ضد اور رائے پر قائم رہے اور تکفیر وقتل کا بازار گرم کرتے رہے۔ یہی فرقہ خوارج کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے بعد اس تفسیر بالرائے کی وبا اس قدر پھیلی کہ نہ صرف مسئلہ تحکیم میں بلکہ دیگر مسائل میں بھی اپنی آراء کو

عمل میں لایا گیا۔ مرتکب کبائر وغیرہ دیگر مسائل میں بہت زیادہ افراط و تفریط جاری ہوئی اور نہ صرف خوارج ہی تک اس کی محدودیت رہی بلکہ فتنہ ہائے معتزلہ روافض جہمیہ کرامیہ، مجسمہ، مرجیہ وغیرہ اسی تفسیر بالرائے کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئے۔ اہل سنت والجماعت ہمیشہ اتباع سنت اور اسلاف صالحین صحابہ کرام اور افاضل تابعین کو پیشوا اور رہبر بناتے ہوئے اپنی آراء اور مذاق کو انہیں کے رنگ سے رنگ کر فائز المرام ہوتے رہے اور ما انا علیہ و اصحابی کی سند حاصل کرتے رہے۔ یہی بعینہٖ واقعہ ان ازمنہ اخیر میں پیش آیا، نیچریہ، قرآنیہ (اتباع چکڑالویہ قادیانیہ، خاکسار، بہائیہ وغیرہ نے بھی یہی تفسیر بالرائے اور اپنی عقل اور مذاق کو پیشوا بنایا اور نصوص کو اس طرف کھینچنا یا ترک کر دینا اختیار کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی کی پیش بندی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا من فسر القرآن برایہ فقد کفر (او کما قال) کیا تعجب کی بات نہیں ہے کہ وہ صحابہ کرام اور ان کی تلامیذ جن کی زبان مادری عربی تھی اور جنہوں نے وحی خداوندی کا مشاہدہ کیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باجود اور آپ کے اعمال اور سنن کو دیکھنے والے تھے۔ اور تابعین جو مشاہدین وحی کے شاگرد رشید تھے ان کی تفسیریں تو بالائے طاق رکھدی جائیں اور ان کو مردود اور غلط قرار دے دیا جائے، اور ان کے مقابلہ میں تیرہ سو برس بعد کے پیدا ہونے والے عجمی اشخاص جنکو زبان عربی اور اس کے ادب اور اصول دین وغیرہ میں کوئی مہارت تامہ بلکہ ناقصہ بھی نہ ہو بلکہ کیمبرج یا آکسفورڈ یا کسی یونیورسٹی یا کالج کی ڈگریوں اور معمولی عربیت کی بنا پر ان کی تفسیروں کو معتمد علیہ قرار دیدیا جائے۔ جن لوگوں کی عمریں زبان عربی اور علوم دینیہ کو پڑھتے پڑھاتے گزر گئی ہیں ان کی تفسیر کو غلط اور تاریک خیال قرار دیا جائے اور پروفیسران علوم ملاحدۂ یورپ کی ستم ظریفیوں کو مراد خداوندی اور مقصود الٰہی

قرار دیا جائے۔ کیا کوئی عقلمند یا کوئی قوم اس بات کو روا رکھتی ہے کہ کسی فوجی کالج کے سند یافتہ کو یا انجینیرنگ کالج کے فارغ التحصیل کو، اگرچہ ان کی ڈگریاں کتنی ہی اونچی کیوں نہ ہوں میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے اور بیماروں میں معالجہ کو عمل میں لانے کی اجازت دیجائے گی جب کہ وہ کسی میڈیکل کالج کی طبی سند بھی نہیں رکھتا ہے ہر شخص جانتا اور سمجھتا ہے کہ ایسا کرنا انسانوں کو برباد کر دینے کے مترادف ہے۔ اور بجائے نفع رسانی مضرات اور بجائے تعمیر تخریب کا باعث ہوگا۔ یہی حال ایسے مفسرین کی تفسیر بالرائے کا ہے کہ سلف صالحین کی تفسیر اور اصولِ دینیہ کے خلاف بجائے ہدایت ضلالت اور گمراہی کا پیش خیمہ ہوگی۔

(۲) وہ پیغمبرِ اسلام حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قیاسات اور اٹکلوں پر چلانے والا بتلاتے ہوئے تاریخی واقعات کے ذریعے احادیثِ صحیحہ اور حسنہ کو ردی کی ٹوکری کی نذر کرتی ہے حالانکہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ پیغمبروں کی جملہ تبلیغات کو وحی خداوندی قرار دیتی ہیں۔ دنیاوی مشوروں اور جزئیاتِ یومیہ اور روزمرہ کی ضروریاتِ زندگی پر اخبار ہائے نبویہ اور احکاماتِ سماویہ تبلیغیہ کو قیاس کرنا سراسر تلبیس اور مخالفت نصوصِ قطعیہ ہے ابتداع فی الدین کی کھلی ہوئی تجویز ہے

۳۔ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو سقیم یا صحیح غیر حقیقی المراد روایات کی بناء پر غیر قابلِ وثوق اور ہدفِ ملامت بناتی ہے۔ حالانکہ انہی کے اعتماد اور ثقاہت پر پیچھے آنے والوں کے لئے اسلام کا مدار ہے۔ اگر معاذ اللہ یہ اولین اساتذہ اسلام غیر قابلِ اعتماد ہوگئے تو تمام عماراتِ دین بالکل ڈھہ جائے گی۔ قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ نے ان کی جگہ جگہ پر تعدیل کی ہے بیشمار احادیث اور کتب سابقہ ان کو معتمد علیہ قرار دیتے ہیں اور زوردار الفاظ میں ان کی مدح سرائی کرتے ہوئے تمام انسانوں سے افضل اور اعلیٰ قرار دیتے ہیں۔ اس دروازہ کے کھلنے سے تمام دینی اصول وفروع ملیامیٹ

ہو جاتے ہیں۔

۴۔ وہ صحابہ کرام کی متعدد روایتوں کو خواہ کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہوں ان کی خوش اعتمادی پر مبنی بتاتی ہوئی واقعیت سے دور کر دیتی ہے حالانکہ اس دروازہ کے کھلنے سے تمام معجزات اور اعلیٰ ترین اخلاق و اعمال نبویہ کی عمارت بالکل کھوکھلی ہو جاتی ہے اور ملاحدہ کو اس سے بڑا کاری ہتھیار ہاتھ آجاتا ہے۔

۵۔ وہ احادیث صحیحہ کے راویوں اور ائمہ حدیث کو مجروح کرنے اور غیر ثقہ بتاتی ہوئی اقوالِ ضعیفہ یا غیر ظاہر المراد اقوال صحیحہ یا ان جیسے خود غرض اہل ہوا، دشمنوں کے اقوال کو پیش کرتی ہے، مشاہیر عالم ائمہ ثقات کو غیر قابلِ اعتبار قرار دیتی ہے حالانکہ اس سے تمام ذخائر احادیث بالکل فنا ہو جاتے ہیں اور لعن آخر ہذہ الامۃ اولہا کا سماں پیش آجاتا ہے۔

۶۔ وہ تقلید شخصی کو نہایت گمراہی اور ضلالت قرار دیتی ہے۔ حالانکہ یہ امر آیاتِ قرآنیہ فاسئلوا اھل الذکر۔ واتبع سبیل من اناب الیّ ؛ ومن یتبع غیر سبیل المومنین الآیۃ کی بنا پر فی زماننا (جب کہ اہل علم وجامعین شروط اجتہاد معدوم ہیں، جیسا کہ چوتھی صدی کے بعد سے آج تک احوال و وقائع بتلاتے ہیں) تمام مسلمانوں پر واجب ہے اور تارک تقلید نہایت خطرہ اور گمراہی میں مبتلا ہے۔ اس سے ایسی آزادی کا دروازہ کھلتا ہے جو کہ دین اور مذہب سے بھی بیگانہ بنا دیتا ہے اور فسق و فجور میں مبتلا کر دینا تو اس کا معمولی اثر ہے۔

۷۔ وہ ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعیؒ امام احمد رحمہم اللہ کی تقلید کو گمراہی اور حرام بتلاتی ہے حالانکہ یہ ائمہ کرام اپنے اپنے زمانہ میں آفتاب ہائے ہدایت و تقویٰ اور علومِ دینیہ اور فقہ کے نہایت روشن چراغ اور انابت الی اللہ کے درخشاں ستارے ہیں۔ ان کی تقلید شخصی پر چوتھی صدی کے بعد تمام امت مسلمہ

کا اجماع ہے۔

۸۔ وہ ہر پروفیسر اور عامی کی رائے کو آزادی دیتی ہے کہ وہ اپنے مذاق اور اپنی رائے کو عمل میں لائیں اور مسلمانوں کو اس پر چلائیں خواہ اس سے سلف صالحین کے مذاق اور رائے کے کتنا ہی خلاف کیوں نہ ہو۔

حالانکہ منکرینِ تقلید بھی اس کے مخالف ہیں ان کو بھی تجربہ کے بعد اس کی مضرتوں کا قوی احساس ہوا ہے۔ مولانا محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی جو کہ غیر مقلدوں کے نہایت جوشیلے امام تھے اور عدم تقلید کے زور دار حامی اور ہندوستان میں اس کے پھیلانے والے تھے۔ اپنے رسالہ اشاعت السنت جلد دوم ص ۵۱-۵۲-۵۳ میں لکھتے ہیں

پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور تقلید مطلق کے تارک بن جاتے ہیں، وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق و فجور تو آزادی کا ادنیٰ نتیجہ ہے۔ ان فاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جمعہ، جماعت، نماز، روزہ چھوڑ بیٹھتے ہیں سود و شراب سے پرہیز نہیں کرتے اور بعض جو کسی مصلحت دنیاوی سے فسق ظاہری سے بچتے ہیں وہ فسق مخفی میں سرگرم رہتے ہیں، ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں، ناجائز حیلوں سے لوگوں کے مال خدا کے مال و حقوق دبا رکھتے ہیں۔ کفر و ارتداد و فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں۔ مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔" الخ مختصراً

جس بے علمی کو مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی مذکور نے ذکر فرمایا ہے وہ تو اس زمانہ میں عام طور پر اہل علم میں بھی موجود ہے۔ بالخصوص پروفیسروں اور انگریزی تعلیم یافتہ حضرات میں تو یہ حضرات علوم اسلامیہ اور فنون عربیہ اور ادب عربی سے

اسی طرح ناواقف ہیں جس طرح عوام سامعین اور اگر کسی میں قدرے شُدبُد موجود بھی ہے تو وہ بمنزلہ عدم کے ہے۔ عموماً یہ حضرات اردو فارسی یا انگریزی ترجموں سے کام لیتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے جو لوگ کسی یونیورسٹی میں خواہ ہندوستانی ہوں یا یوروپین عربی کے ایم اے اور فاضل بھی ہیں، تو عربی درسگاہوں کے فاضل کے سامنے بمنزلہ طفلِ مکتب ہیں۔ نہ صحیح عبارت عربی قواعد کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں، نہ لکھ سکتے ہیں، نہ بے تکلف بول سکتے ہیں اور اگر بعض چیدہ اشخاص میں ایسی قابلیت بھی پائی جاتی ہے تو وہ ان دیگر علوم سے یقیناً بے بہرہ ہوتے ہیں جن پر اجتہاد فی الدین کے علاوہ ادب عربی کا مدار ہے، چنانچہ مشاہدہ اور تجربہ ہے۔ ایسی صورت میں ان پروفیسروں کو اجتہاد اور ترک تقلید کرنا اور اس کی اجازت دینا سراسر دین اور شریعت کی جڑ کھودنا اور ضلالت اور گمراہی کو پھیلانا ہے۔ ہم نے خود اس زمانے کے مجتہدین مطلق کو آزما کر دیکھا ہے۔

۹۔ وہ طریقِ تصوف اور سلوک اور اس کے اعمال کو جاہلیت اور الحاد زندقہ قرار دیتی ہے، اس کو بُدھ ازم اور یوگ بتلاتی ہے۔ حالانکہ یہی طریق اور اعمال ہیں کہ فی زماننا اسلام اور اعمال کی تکمیل اور احسان کے مامور بہ کی تحصیل اور عبودیت کاملہ کا استحصال بغیر اس کے اسی طرح ناممکن ہے، جیسے کہ فی زماننا قرآن کا صحیح پڑھنا بغیر زیر، زبر، پیش، جزم و تشدید اور بغیر تجوید غیر ممکن ہے اور جیسے کہ قرآن و حدیث کا فی زماننا سمجھنا اور حیثیت عربی کو حاصل کرنا بغیر صرف نحو، معانی و بیان بدیع و کتبِ لغت غیر ممکن ہے۔ قرونِ اولیٰ کو تلاوتِ صحیح اور فہم معانی میں ان چیزوں کی حاجت نہ تھی مگر آج ہم کو بغیر ان کے کوئی کامیابی حاصل ہی نہیں ہو سکتی، بلکہ خود ملک عرب اور عراق و شام و مصر کے باشندے بھی (جن کی مادری اور روزمرہ کی بول چال عربی ہے) ان علوم کے آج ہماری طرح محتاج ہیں۔

کم و بیش کا فرق دوسری بات ہے۔ اختلاط بالعجم نے ان کو عجمی بنا دیا ہے، زمانہ ہائے قدیمہ اور قرونِ اولیٰ میں احسان اور عبدیت کاملہ قربِ زمانۂ نبویہ کی بنا پر ان طریق و اعمال کی محتاج نہ تھی، مگر آج بغیر ان کے ان مامورہ بہا کمالات کا حاصل کرنا عادتاً غیر ممکن ہو گیا ہے۔ ان کو بوگ قرار دینا سراسر ظلم اور ناانصافی ہے۔

۱۰۔ وہ سلف صالحین اور اولیاء اللہ سابقین کی شان میں نہایت زیادہ زبان درازی کرتی سخت گستاخانہ لفظ استعمال کرتی اور ان کو عوام الناس میں نہایت ذلیل و خوار کرتی ہے، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "من اذیٰ اولیآئی اذنتہ بالحرب" اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا "اذکروا موتاکم بخیر" اور تیسری جگہ ارشاد فرمایا "لعن آخر ہذہ الامۃ اولہا" جس سے تحذیر مقصود ہے۔

۱۱۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہٗ العزیز، اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ العزیز، اور ان کے اتباع و احفاد اور دیگر ائمہ صوفیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ اسرارہم، ائمہ طریقت کو مسلمانوں میں افیون اور ضلال و گمراہی کے انجکشن دینے والے اشخاص بتلاتی ہے۔ حالانکہ یہ وہ اکابر اور اسلاف کرام ہیں، جنہوں نے تمام دنیائے اسلام میں دین اور سنت کو زندہ کیا اور ان کے فیض اور برکات سے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو وصول الی اللہ اور حقیقی تقویٰ کی نعمت حاصل ہوئی ان کے ماثر اور برکات سے تواریخ کے صفحات بھرے ہوئے ہیں۔

۱۲۔ وہ مذکورہ بالا مشائخ طریقت رحمہم اللہ تعالیٰ کو یوگ اور بدھ ازم اور ضلالت کے پھیلانے والے بتاتی ہوئی ان کی تذلیل کرتی ہے، حالانکہ اعمالِ طریقت خواہ نقشبندیہ کے ہوں، یا چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ وغیرہ کے یوگ اور بدھ ازم سے کوسوں دور ہیں طریقت کی تعلیم سراسر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

اعمال و اقوال سے بھری ہوئی ہے اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم چلنے کی سخت تاکید کی ہے جس پر حضرت مجدد رحمت اللہ علیہ کے مکاتیب شاہد عادل ہیں۔ دیکھو تصانیف امام ربانی و تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور عوارف المعارف فتوح الغیب وغیرہ۔

۱۳۔ وہ علماء ظاہر اور محافظین علوم شرعیہ کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کرتی ہوئی عوام کو ان سے متنفر کرتی ہے اور ان کی تذلیل و توہین عمل میں لاتی ہے اور ان کو غیر قابل اعتماد ٹھہراتی ہے اور مسلمانوں کو نئے اسلام اور اس کے لیڈر کی تقلید اور تابعداری کی طرف لے جاتی ہے۔

حالانکہ اس پر آشوب اور پرفتن زمانہ میں جب کہ فسق و فجور اور الحاد و کفر، ہوا پرستی اور خواہشات نفسانی کا چاروں طرف دور دورہ ہے۔ خدا اور رسول سے لوگ دور ہوتے جاتے ہیں اور شریعت کو پس پشت ڈالتے جاتے ہیں ضروری تھا کہ محافظین شرع اور مبلغین دین و ہدایت کا وقار عوام میں قائم کیا جاتا اور احیائے دین، اور اتباع شریعت کی صورتیں پیدا کی جاتیں، عوام کے ذہن میں اس کے برعکس توہین اور تذلیل کو جانا دین کے مٹانے کے مترادف ہے۔ یہی طریقہ تمام مبتدعوں نے ہمیشہ سے جاری کر رکھا ہے، یہی طریقہ نیچریوں، قادیانیوں، اور خاکساروں وغیرہ نے کیا، بلکہ مشرقی کا رسالہ "ہماری مولوی کا ایمان" تو اس باب میں خوب کھل کھیلا اور ہر مبتدع اور ضال اور عیوب کو چھپانے اور اپنی ضلالت و گمراہی کے پھیلانے کے لئے یہی طریقہ عمل میں لاتا رہتا۔

۱۴۔ وہ احادیث صحیحہ کو صرف اپنی عقل اور اپنے مذاق سے مجروح قرار دیکر عام مسلمانوں کو ان سے منحرف کرتی ہے حالانکہ سلف صالحین، صحابہ کرام، تابعین عظام قرون مشہود لہا بالخیر نے ان کو قبول فرمایا ہے، اور جو شبہات اس پر وارد کیے جا سکتے

ہیں ان کے دفعیہ کی صورتیں بتائی ہیں۔ اپنی عقول اور اپنے مذاق کو ہم کتنا ہی اعلیٰ درجہ عطا کریں مگر وہ ناقص اور نارسا ہی ہیں۔ جن پر تجربہ اور واقعات شہادت دیتے ہیں احمق سے احمق شخص بھی اپنی عقل اور سمجھ کو سب سے اعلیٰ خیال کرتا ہے ؎

گر از بسیط زمین عقل منعدم گردد بخود گمان نبرد ہیچ کس کہ نادانم

۱۵۔ وہ مثل خوارج ان الحکم الا للّٰہ۔ اور من لم یحکم بما انزل اللّٰہ کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے، حالانکہ یہ اس کی غلط تاویلات اور بے ربط توجیہات کا ثمرہ اور "کلمۃ حق ارید بہا الباطل" کا نتیجہ ہے۔ نیز سلف صالحین کی آراء اور اعمال سے بغاوت اور انحراف ہے۔

۱۶۔ وہ چکڑالوی کی طرح ذخیرۂ احادیث دین متین کو (معاذ اللّٰہ) ناقابل اعتبار قرار دیتی ہے اگرچہ وہ اخبار احاد ہی کیوں نہ ہوں، حالانکہ ابتدائے اسلام سے لیکر آج تک ان کو اصول دین قرار دیا گیا ہے، اور بہ نسبت روایات تاریخیہ ان کو زیادہ قابل اعتماد سمجھا گیا ہے۔

۱۷۔ وہ مثل فرقہ قادیانیہ اپنے قائد اعظم اور راہبر کو ایسا مختار بتاتی ہے کہ اپنے مذاق سے جس حدیث کو قابل اعتماد قرار دے اور جس کو چاہے ردی کی ٹوکری میں پھینک دے، حالانکہ ایسی مطلق العنانی رائے اور حکم یا نہ کسی میں پہلے ازمنہ مشہود لہا بالخیر میں مانی گئی اور نہ اس زمانہ فتنہ و فساد میں مانی جا سکتی ہے جب کہ رائے صائب، انابت کاملہ اور علم کامل عنقا ہو چکے ہیں بلکہ حسب ارشاد حضرت عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ "من کان منکم مستنا فلیستن بمن قدمات فان الحی لا یومن علیہ الفتنۃ" ایسا امر موجودہ دور کے اشخاص میں انتہائی ضلالت کا پیش خیمہ ہے۔

۱۸۔ وہ ذخائر فقہ کو غلط اور ذخیرہ ضلالت بتاتی ہوئی ترمیم اور اصلاح اور حذف کا حکم دیتی ہے اور مسلمانوں کے آج تک تیرہ سو برس کے عمل درآمد کو جاہلیت اور

گمراہی بتلاتی ہے اور سب گذشتہ مسلمانوں کو غیر ناجی کہتی ہے حالانکہ یہ ایسا فتنہ ہے جس پر جس قدر بھی افسوس اور رنج کیا جائے کم ہے۔

۱۹۔ وہ مثل معتزلہ اور روافض وغیرہ اپنے سائن بورڈ وغیرہ پر "حقیقی توحید کا دفتر جماعت موحدینِ حقیقی کا مبلغِ اسلام" یا اس کے مترادف الفاظ میں لکھتی ہے جس طرح معتزلہ اپنے آپ کو اصحاب العدل اور اصحاب التوحید کہتے اور لکھتے تھے اور شیعہ اپنے آپ کو محبینِ اہلِ بیت لکھتے ہیں جس کے معنی یہ سمجھے گئے کہ ہم سے علیحدہ ہونے والے اصحاب اور فرقے اصحابِ عدل نہیں اور نہ اصحاب توحید ہیں اور نہ اصحاب اہلِ بیت سے محبت رکھنے والے ہیں۔

اس قسم کے سائن بورڈوں سے عوام مسلمین میں زمانہ ہائے گذشتہ میں جو زہریلا اثر پھیلا وہ ان تاریخی واقعات سے صاف ظاہر ہے جو کہ زمنہ سابقہ میں معتزلہ خوارج روافض وغیرہ اور اہل سنت کے آپس میں پیش آئے اور ازمنہ اخیر میں بھی اسی قسم کی حرکتوں سے غیر مقلدوں، اہل قرآنیوں، نیچریوں، قادیانیوں، خاکساروں وغیرہ میں ظہور پذیر ہوئے۔ ہر ایک اپنے اس قسم کے سائن بورڈوں سے دوسرے فرقوں پر اس قسم کا حملہ کرتا ہے کہ وہ اس کمال سے محروم اور خالی ہیں۔ غیر مقلد اور اپنے آپ کو اہلِ حدیث والتوحید کے خوشنما سائن بورڈ سے مزین کرکے آوازہ بلند کرتا ہے کہ احناف حدیثِ نبوی سے محروم اور توحید سے خالی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ آپ کے سائن بورڈ سے بھی یہی چرکا لگتا ہے کہ جو لوگ اسلامی جماعت کے ممبر نہیں وہ حقیقی موحد نہیں ہیں۔ وہ اسلامیت کاملہ نہیں رکھتے۔ اس سے عوام کو جس قدر انتشار اور افتراق میں مبتلا کیا جاتا ہے وہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کا ادنیٰ اثر یہ ہوگا کہ اسلامی جماعت میں داخل نہ ہونے والے مشرک اور کافر غیر ناجی ہیں۔ ہر ایک من مانی باتوں پر ہٹ کریگا، اور گالی گلوچ مناظرہ، مجادلہ، مارپیٹ وغیرہ کا بازار گرم ہوگا اور عوام کو سنبھالنا قبضہ سے باہر

ہو کر امتِ مسلمہ کو انتہائی مشکلات میں مبتلا کردے گا۔

محترما! دورِ حاضر کے ہم مسلمانانِ انڈین یونین کی مشکلات جو کہ اکثریت کی طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ مہاسبھائیوں کی فرقہ وارانہ ذہنیت۔ آر ایس ایس کی اسلام دشمنی۔ آریوں کی جارحانہ مذہبی پالیسی اور مرتد بنانے کی جارحانہ کوششیں مسلمانوں کی ہر قسم کی مادی اور روحانی کمزوری اور ان کی منتشرہ حالت ان میں احساس کمتری کا روز افزوں مرض ملحدانِ مغرب کی طرف سے الحاد و زندقہ کی سموم آندھیاں مادہ پرستی کی زور دار اسکولوں، کالجوں کی تعلیم، نفوسِ انسانیہ کا دنیاوی اور مادی ترقی کا رجحان وغیرہ وغیرہ امور تو متقاضی تھے کہ مسلمانوں کے شیرازہ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جاتا، اور حکیمانہ عاقلانہ تنظیم عمل میں لا کر ان کے خوف و ہراس، بدحواسی اور بزدلی، بے دینی اور بدعملی کو دور کیا جاتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی تحریک اس کے برخلاف دینی اور دنیاوی بربادی کی وبائی ہوا فضا میں پیدا کر رہی ہے اور آئندہ تمام ملک کو اس سے مسموم کر دینے کا سامان مہیا کیا جا رہا ہے اس لیے میں مناسب جانتا ہوں کہ مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنے اور مودودی صاحب کے لٹریچروں کو نہ دیکھنے کا مشورہ دوں۔

آپ حضرات کا یہ ارشاد کہ ہم کو مودودی صاحب کے اعتقادات اور شخصی خیالات سے سروکار نہیں ہے ہم اس کا بار بار اعلان کر چکے ہیں۔ ایسا ہی ہے جیسے کہ مشرقی صاحب نے لوگوں کے اعتراضات کو تحریک خاکساران میں رکاوٹ دیکھ کر اعلان کیا کہ ہم تو مسلمانوں میں جنگی اور حربی تعلیم اور اسپرٹ پیدا کرنا اور اس کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہمارے عقائد اور ہماری تصانیف سے مسلمانوں کو کوئی سروکار نہیں ہے۔ پھر کیا ایسا ہوا اور جماعت خاکساران کیا اپنے لیڈر کے عقائد و اخلاق اور اس کی تصانیف کی گندگیوں سے محفوظ رہی، خود مودودی صاحب کی زبان ہی سے سن لیجیے۔ دیکھئے الفرقان نمبر ۲ ، ۳ ص ۱۰۹ بابت ماہ صفر، ربیع الاول بعنوان

خاکسار تحریک اور علامہ مشرقی۔

محترما! جب کوئی تحریک کسی شخص کی طرف منسوب ہوگی تو وہ قبلہ توجہ ہوگا۔ اور اس شخص کے عقائد اور اخلاق کا اثر ممبروں پر قطعی طور پر ضرور پڑے گا خصوصاً جب کہ مودودی صاحب کے لٹریچر برابر نوز وار طریقہ پر شائع کیے جارہے ہیں اور ممبروں اور غیر ممبروں کو ان کے مطالعہ کی ترغیب دی جارہی ہے۔ ایسے وقت میں وہ زہریلے مواد جو نہایت چالاکی سے زوردار تحریروں میں رکھے گئے ہیں اپنے اثر سے خالی نہیں رہ سکتے۔ میرے محترم! امور مذکور بالا کے ہوتے ہوئے میں نہیں سمجھ سکتا کہ جناب سے شرفِ ملاقات سے کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ میں ایک پرانا مسلمان اور مقلد حنفی خادم مشائخ طریقت ہوں۔ آپ حضرات نئے اسلام کے روشن چراغ ہیں میں مسلمانوں کو سلف صالحین کے راستہ پر چلانا چاہتا ہوں اور اس میں ان کی نجات سمجھتا ہوں۔ آپ حضرات مودودی صاحب کے نئے اسلام پر مسلمانوں کو چلانا چاہتے ہیں۔ ان کی تجدید اور احیاء کو جو کہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت سید احمد شہید وغیرہ رحمہم اللہ کو بھی نصیب نہیں ہوسکی۔ ذریعہ نجات مسلمانوں کے لئے قرار دیتے ہیں۔ آپ سلف صالحین کی تیرہ سو سالہ جاہلیت سے جو کہ مسلمانوں 1
میں اس وقت سے لے کر آج تک جاری رہی اور ہر مقتدیٰ اور امام اسلام بجز شرذمہ قلیلہ اس میں مبتلا رہا اس سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ پھر اس اصول بون بعید پر کیا امید ہے کہ آپ مجھ پر اثر ڈالیں گے اور میں آپ پر کوئی اثر ڈال سکوں۔ آپ اس تحریک کو عرصہ دراز سے چلا رہے ہیں۔ کئی برس ہوئے کبھی آپ نے دیوبند تشریف ارزانی کی تکلیف گوارا نہ فرمائی۔ نہ آپ نے جمعیۃ علماء کے دفتر میں آکر اس کے کارکنوں سے تبادلہ خیال کر کے مسلمانوں کی بہتری کی راہ پر غور و فکر فرمایا۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج کس وجہ سے آپ کو اس طرف توجہ ہوئی ہے۔ بہرحال میں آپ کی توجہ کا شکرگذار

ہوں مگر اس بون بعید کے ہوتے ہوئے مجھ کو کوئی امید فائدہ معلوم نہیں ہوتی خصوصاً جب کہ آپ کا رامپور کا جلسۂ عام بڑے درجہ پر آپ کو پہنچا چکا ہے تو بجز اس کے کہ ، لکم دینکم ولی دین کہہ کر آپ کو تکلیف زمانے کی زحمت سے سبکدوش کروں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا ۔

میں حیدر آباد کے اجلاس اور دیگر مصروفیتوں کی بنا پر اس فریضہ کو پورا نہ کر سکا تھا آپ کا دوسرا والا نامہ جوابی رجسٹری والا باعثِ سرفرازی ہوا ، اس کا بھی شکر گذار ہوں جیسے کہ پہلے والا نامہ کا شکر گذار ہوں ۔

میرے محترم ! مذکورہ بالا مضامین جو کہ بہت زیادہ اقتباسات سے لئے گئے ہیں بجائے خود مایوس کن ہیں ۔ دار الافتاء کے مضامین کا جناب کو شکوہ ہے اور اس کو روکنے کا تا اجتماع حکم دیتے ہیں ۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ دار الافتاء دار العلوم دیوبند میں ایک مستقل ادارہ ہے ۔ اس کے سرپرست جناب مولانا المفتی سید مہدی حسن صاحب ایک معمر تجربہ کار فاضل و محقق ہیں ۔ روزانہ ان کے پاس تیس چالیس بلکہ اس سے زائد استفتے آتے رہتے ہیں جن کے جوابات ان کو چکانے ضروری ہوتے ہیں ۔ تحریک اسلامی مذکورہ کے متعلق بھی جب وہ مجبور ہوئے اور استفتوں کی بھرمار ہوگئی تو قلم اٹھانا اور مودودی صاحب کی تصانیف کو مطالعہ کرنا پڑا ۔ ان کے پاس ان تصانیف کا معتدبہ ذخیرہ بھی ہے ۔ ان کا روکنا میرے اختیار سے باہر ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے ۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ (آمین)

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

دیوبند

"تتمہ"

اُمّتِ مسلمہ کیلئے صحابہ کرامؓ کے بارے میں

چند اہم ھدایات

اقتباس از کتاب مقام صحابہؓ

مولفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم

ترتیب وعنوانات از مولف عفی عنہ

صحابہ کرامؓ کی چند خصوصیات

صحابہ کرامؓ جس مقدس گروہ کا نام ہے وہ امت کے عام افراد ورجال کی طرح نہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی وجہ ایک خاص مقام اور عام امت سے امتیاز رکھتے ہیں۔ یہ مقام وامتیاز ان کو قرآن وسنت کی نصوص و تصریحات کا عطا کیا ہوا ہے۔ اور اسی پر اس پر امت کا اجماع ہے۔ اسکو تاریخ کی صحیح وسقیم روایات کے انبار میں گم نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوئی روایت ذخیرۂ حدیث میں بھی ان کے اس مقام اور شان کو مجروح کرتی ہو تو وہ بھی قرآن وسنت کی نصوص صریحہ اور اجماع اُمّت کے مقابلے میں متروک ہوگی۔ تاریخی روایات کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

علامہ ابن کثیر صحابہ کرامؓ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

عذاب الیم ہے ان لوگوں کے لئے جو ان حضرات سے یا اُن میں سے بعض سے بغض رکھے یا اُن کو بُرا کہے ایسے لوگوں کو ایمان بالقرآن سے کیا واسطہ جو اُن لوگوں کو بُرا کہتے ہیں جن سے اللہ نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا "حضرات صحابہ کرامؓ پر اعتراض والزام در اصل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت ہے" ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملے میں میرے بعد ان کو (طعن و تشنیع) نشانہ نہ بناؤ کیوں کہ جس شخص نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے بغض رکھا۔ اور جس نے ان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھ کو ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچائی اور جو اللہ کو ایذا پہنچانا چاہے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ جس نے صحابہ کرامؓ سے محبت رکھی وہ میری محبت کے ساتھ محبت رکھی اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ صحابہؓ سے محبت رکھنا میری محبت کی علامت ہے۔ ان سے وہی شخص محبت رکھیگا جس کو میری محبت حاصل ہو۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو شخص میرے کسی صحابی سے محبت رکھتا ہے تو میں اس سے محبت رکھتا ہوں اس طرح اس کی محبت صحابی کے ساتھ علامت اس کی سمجھو کہ مجھے اُس شخص سے محبت ہے۔ یہی دو معنے اگلے جملے بغض صحابہؓ کے ہو سکتے ہیں کہ جو

شخص کسی صحابی سے بغض رکھتا ہے وہ دراصل مجھ سے بغض ہوتا ہے یا یہ کہ جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے تو میں اس شخص سے بغض رکھتا ہوں۔

دونوں معنے میں سے جو بھی ہوں، یہ حدیث ان حضرات کی تنبیہ کے لئے کافی ہے جو صحابہ کرامؓ کو آزادانہ تنقید کا نشانہ بناتے اور ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن کو دیکھنے والا ان سے بدگمان ہو جائے یا کم از کم ان کا اعتماد اس کے دل میں نہ رہے غور کیا جائے تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کے حکم میں ہے۔

قرآن سنت میں مقام صحابہؓ کا خلاصہ

آیاتِ قرآنی اور روایات حدیث میں یہی نہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا اور ان کو رضوانِ الہٰی اور جنت کی بشارت دی گئی ہے بلکہ امت کو ان کے ادب و احترام اور ان کی اقتدار کا حکم بھی دیا گیا ہے ان میں سے کسی کو برا کہنے پر سخت وعید بھی فرمائی ہے۔ ان کی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان سے بغض کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض قرار دیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں اجماع امت کا فیصلہ

مشاجرات صحابہؓ کے معاملہ میں صحابہؓ و تابعین اور آئمہ مجتہدین کا عقیدہ اور فیصلہ ہے کہ خواہ اس وجہ سے کہ ہم ان پورے حالات سے واقف نہیں جن میں یہ حضرات صحابہؓ گزرے ہیں یا اس وجہ سے کہ قرآن و سنت میں ان کی مدح و ثنا اور رضوانِ خداوندی کی بشارت اس کو مقتضی ہے کہ ہم ان سب کو اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے سمجھیں، اور ان سے کوئی لغزش بھی ہوئی ہے تو اس کو معاف قرار دیکر کوئی ایسا حرف زبان سے نہ نکالیں جس سے ان میں سے کسی کی

تنقیص یا کسرِ شان ہوتی ہو، یا جو ان کے لئے سببِ ایذاء ہو سکتی ہو۔ کیوں کہ ان کی ایذاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء ہے، بڑا بد نصیب ہے وہ شخص جو اس معاملہ میں محقق مفکر بہادری کا مظاہرہ کرے اور ان میں سے کسی کے ذمے الزام ڈالے۔

(مرتب) کاش حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے اس بد نصیب محقق مفکر بہادر کی نشاندہی فرما دیتے تاہم گمان غالب ہے کہ اُمت اس بد نصیب کو سمجھ جائے گی کیوں کہ اس کتاب کا موضوع خود دلالت خود دلالت النص سے اس ابہام کو رفع کر رہا ہے۔

مستشرقین اور ملحدین کے اعتراضات

کا جواب دیتے دیتے خود معترض ہو گئے

اس زمانے میں جن اہل قلم نے مصر اور ہند و پاکستان میں مشاجرات صحابہؓ کے مسئلہ کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا، اور اس پر کتابیں لکھی ہیں ان کے پیش نظر دراصل آج کل کے مستشرقین اور ملحدین کا دفاع اور جواب دہی ہے جس کو انہوں نے اسلام کی خدمت سمجھ کر اختیار کیا ہے۔ لیکن اس کام کا جو طریقہ اختیار کیا وہ اصولاً غلط تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خود ان کے دام میں آگئے اور صحابہ کرامؓ کے تقدس اور پاکبازی کو مجروح اور اس مقدس گروہ کو بدنام کرنے کا جو کام مستشرقین اور ملحدین نہیں کر سکے تھے کہ حقیقت شناس مسلمان بہر حال ان کو دشمن اسلام جان کر ان پر اعتماد نہ کرتے تھے، وہ کام ان مصنفین کی کتابوں نے پورا کر دیا۔

اسلام میں الزام و اعتراض کے عادلانہ اصول

کسی بھی شخصیت کو مجروح کرنے اور اس پر کوئی الزام ثابت کرنے کے لئے اسلام نے جرح و تعدیل کے خاص اصول مقرر فرمائے ہیں جو عقلی بھی ہیں اور شرعی بھی۔ جب تک الزامات کو جرح و تعدیل کے اس کانٹے میں نہ تولا جائے اس وقت تک کسی بھی شخصیت پر کوئی الزام عائد کرنا اسلام میں جرم اور ظلم ہے۔ یہاں تک کہ جو شخصیتیں ظلم و جور میں معروف ہیں ان پر بھی کوئی خاص الزام بغیر ثبوت و تحقیق کے لگا دینے کو اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ بعض اکابر امت کے سامنے کسی نے حجاج بن یوسف ثقفی پر جس کا ظلم و جور دنیا میں معروف و متواتر ہے کوئی تہمت لگائی تو اس بزرگ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اس کا ثبوت شرعی موجود ہے کہ حجاج بن یوسف نے یہ کام کیا ہے۔ ثبوت کوئی تھا نہیں، نقل کرنے والے نے حجاج کو بدنام اور معروف بالفسق ہونے کی وجہ سے اس کی ضرورت بھی نہیں سمجھی کہ اسکا ثبوت مہیا کرے۔

اس مقدس بزرگ نے فرمایا کہ خوب سمجھ لو کہ حجاج اگر ظالم ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ہزاروں کشتگان ظلم کا انتقام لے گا تو اس کے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ حجاج پر اگر کوئی غلط تہمت لگائے گا تو اس کا بھی انتقام اس سے لیا جائے گا۔ رب العالمین کا قانون عدل اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی شخص گنہ گار فاسق بلکہ کافر بھی ہے تو اس پر جو چاہو الزام اور تہمت لگا دو اور جب اسلام کا یہ معاملہ عام افراد انسان یہاں تک کہ کفار و فجار کے ساتھ بھی ہے تو اندازہ لگایئے کہ جس گروہ یا جس فرد نے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد اپنا سب کچھ ان کی مرضی کے لئے قربان کیا ہو اور اپنے ایک ایک

قدم اور ایک ایک سانس میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے احکام کی تعمیل کو وظیفۂ زندگی بنایا ہو جن کے مقام اخلاق اور عدل و انصاف کی شہادتیں دشمنوں نے بھی دی ہوں ان کے متعلق اسلام کا عادلانہ قانون اس کو کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ ان کی مقدس ہستیوں کو بدنام کرنے اور ان پر الزامات لگانے کی لوگوں کو کھلی چھٹی دیدے کہ کیسی ہی غلط سلط روایت و حکایت سے بلا تنقید و تحقیق ان کو مجروح قرار دے دیا جائے۔

"بعض مسلم اہل قلم پر افسوس"

مستشرقین اور ملحدین تو دشمن اسلام ہیں یہ اگر جان بوجھ کر بھی اسلام کے اس عادلانہ اور حکیمانہ اصول عدل و انصاف کو نظر انداز کریں تو ان سے کچھ مستبعد نہیں۔ مگر افسوس ان حضرات پر ہے جو ان کی مدافعت کے لئے اس خونیں میدان میں آئے تھے۔ انہوں نے بھی اس اسلامی اصول کو نظر انداز کر کے حضرات صحابہؓ کے بارے میں وہی طریقۂ کار اختیار کر لیا جس کو مستشرقین نے اپنی سوچی سمجھی تدبیر سے اسلام اور اسلاف اسلام کے خلاف اختیار کیا تھا کہ صرف تاریخ کی بے سند اور غلط سلط روایات کو موضوع تحقیق اور مدار کار بنا کر انہیں روایات اور حکایات کی بنیاد پر حضرات صحابہؓ کی شخصیتوں پر الزامات عائد کر دیئے۔

مستشرقین کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار و اختلاف پیدا کریں۔ صحابہ کرامؓ کے سب گروہ نہیں تو بعض ہی کو مجروح غیر معتمد بنا دیں۔

انہوں نے اگر قرآن و سنت کی نصوص و روایات سے آنکھیں بند کر کے **صرف تاریخی روایات کی بنا پر** حضرات صحابہؓ کے بارے میں کچھ فیصلے کئے تو کوئی بعید نہیں تھا۔ افسوس ان مسلم اہل قلم پر ہے جنھوں نے

اس میدان میں قدم رکھنے کے ساتھ اسلام کے عادلانہ اصول تنقید اور حکیمانہ جرح و تعدیل کے اصول کو نظر انداز کر کے انھیں تاریخی روایات کو مدار کار بنالیا قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ قطعیہ نے جن بزرگوں کی تعدیل نہایت وزن دار الفاظ میں فرمائی اور دین کے معاملہ میں ان کے معتمد و معتبر ہونے کی گواہی دی جن کے بارے میں قرآن و سنت ہی کی نصوص نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ ان سے کوئی گناہ یا لغزش ہوئی بھی ہے تو وہ اس پر قائم نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغفور و مرحوم اور مقبول ہیں اس کے بعد تاریخی روایات سے ان کو جرح و الزام کا نشانہ بنانا اسلام کے تو خلاف ہے ہی عقل و انصاف کے بھی خلاف ہے۔

صحیح اور عادلانہ طرز عمل

امت مسلمہ کیلئے بے خطر راہِ عمل،

امت کے اسلاف و اخلاف صحابہؓ و تابعین اور بعد کے علماء امت کا جو اجماع اور پر تسلسل کیا گیا ہے کہ مشاجرات صحابہ اور باہم ایک دوسرے کے خلاف پیش آنے والے واقعات میں سکوت اور کف لسان ہی شیوہ اسلاف ہے۔ اس معاملہ میں جو روایات و حکایات منقول چلی آتی ہیں ان کا تذکرہ بھی مناسب نہیں۔ یہ کوئی اندھی عقیدتمندی یا تحقیق سے راہ فرار نہیں بلکہ صحیح تحقیق کا عادلانہ اور محتاط فیصلہ ہے۔

بعض مسلم اہل قلم کی مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں عظیم لغزش

جتنے حضراتِ صحابہؓ باہمی قتال میں وجوہ شرعیہ کی بناء پر پیش پیش تھے اور ہر ایک اپنے آپ کو حق پر سمجھ کر مقابلہ سے لڑنے پر مجبور سمجھا۔ انہوں نے عین قتال

کے وقت بھی حدود شرعیہ سے تجاوز نہیں کیا اور فتنہ فرو ہونے کے بعد ایک دوسرے کے متعلق ان کی روش بدل گئی اور جو کچھ نقصان دوسرے فریق کے لوگوں کو ان کے ہاتھ سے پہونچا باوجودیکہ وہ شرعی وجوہ کی بنار پر تھا، پھر بھی اس پر ندامت وافسوس کا اظہار کیا۔

اللہ تعالیٰ کو ان واقعات کے پیش آنے سے پہلے ہی اس مقدس گروہ کے قلوب اور ان کے اخلاص للہ کا اور اپنی کوتاہیوں پہ نادم و تائب ہونے کا حال معلوم تھا اس لئے پہلے ہی یہ سب کچھ معلوم ہوتے ہوئے ان سب کے راضی ہونے کا اور ان کے ابدی جنت کا اعلان قرآن میں نازل فرما دیا تھا۔ جو درحقیقت اس کا اعلان ہے، کہ اگر ان میں سے کسی سے کوئی واقعی گناہ سرزد بھی ہوا ہے تو وہ اس پر قائم نہیں رہے۔ تائب ہو گئے اور ان کے نامۂ اعمال سے اس کو محو کر دیا گیا کس قدر حیرت ہے کہ اسلام کی خدمت کا نام لینے والے بعض حضرات ان سب چیزوں سے آنکھیں بند کر کے مستشرقین وملحدین کے طریقہ پر چل پڑے۔ ان حضرات کی شخصیات اور ذات پر تاریخ کی غلط سلط اور خلط ملط روایات سے الزامات تراشنے لگے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ انہوں نے ان کو معاف نہیں کیا جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ اُن سے راضی نہیں ہوئے۔

قرآن پاک احادیث مبارکہ کے مقابلہ میں تاریخ کا مقام

علمار اسلام نے فن تاریخ کی جو خدمتیں کی ہیں وہ اس کی اسلامی اہمیت کی شاہد ہیں (اور مسلمان ہی درحقیقت اس فن کو باقاعدہ فن بنانے والے ہیں) مگر ہر فن کا ایک مقام اور درجہ ہوتا ہے۔ فن تاریخ کا یہ درجہ نہیں کہ صحابہ کرام رضی ذوات و شخصیات کو قرآن وسنت کی نصوص سے صرف نظر کر کے صرف تاریخی

روایات کے آئینہ میں دیکھا جائے اور اس پر عقیدہ کی بنیاد رکھی جائے جس طرح فن طب کی کتابوں سے اشیاء کے حلال حرام یا پاک ناپاک ہونے کے مسائل واحکام ثابت کئے نہیں جاسکتے اگرچہ طب کی یہ کتابیں اکابر علماء ہی کی تصنیف ہوں۔

تاریخی حیثیت کا کمزور پہلو

فتنوں اور ہنگاموں کے حالات اور ان میں مشہور ہونے والی روایات کا جن لوگوں کو تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ شہر میں کسی جگہ کوئی ہنگامہ پیش آجائے تو اسی زمانے اور اسی شہر کے رہنے والے بڑے بڑے ثقہ لوگوں کی روایتوں کا بھروسہ نہیں رہتا۔ کیونکہ جس شخص سے انہوں نے سنا تھا اس کو ثقہ و معتمد سمجھ کر اس کی روایت بیان کر دی مگر ہوتا یہ ہے کہ اس معتمد نے بھی خود واقعہ دیکھا نہیں کسی دوسرے سے سنا اور یوں روایت در روایت ہو کر ایک بالکل بے سروپا افواہ ایک معتمد علیہ روایت کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

مشاجرات صحابہؓ کا معاملہ اس سے الگ کیسے ہو جاتا جبکہ اس میں سبائی تحریک کے نمائندوں اور روافض وخوارج کی سازشوں کا بڑا دخل تھا۔ اس لئے اسلامی تاریخ جن کو اکابر علماء محدثین اور دوسرے ثقہ و معتبر حضرات نے جمع فرمایا اور اصول تاریخ کے مطابق ہر طرح کی روایات جو کسی واقعہ سے متعلق ان کو پہنچی۔ تاریخی دیانت کے اصول پر سب کو بے کم وکاست درج کر دیا۔

تو اب سمجھ لیجئے کہ روایات کا مجموعہ کس درجہ قابل اعتبار ہو سکتا ہے

عام دنیا کے واقعات و حالات میں جو تاریخی روایات جمع کی جاتی ہیں ان میں اس طرح کے خطرات عموماً نہیں ہوتے اس لئے کتب تاریخ کا وہ حصہ جو مشاجرات صحابہؓ سے متعلق ہے خواہ اس کے لکھنے والے کتنے بڑے ثقہ اور معتمد علماء ہوں ان کے اعتبار کا وہ درجہ بھی ہرگز باقی نہیں رہتا جو عام تاریخی واقعات کا ہوتا ہے۔

"حضرت حسن بصری تابعیؒ کا ارشاد گرامی"

حضرت حسن بصریؒ نے ان معاملات میں جو کچھ فرمایا اگر غور کرو تو اس کے سوا کوئی دوسری بات کہنے اور سننے کے قابل نہیں ——

حضرت حسن بصریؒ سے قتالِ صحابہؓ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا

اس قتال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرامؓ حاضر تھے اور ہم غائب۔ وہ لوگ حالات و واقعات اور اس وقت کی مقتضیات شرعیہ سے واقف تھے ہم ناواقف — اس لئے جس چیز پر ان کا اتفاق ہوا اس میں ہم نے انکی پیروی کی اور جس چیز پر اُن کا اختلاف ہوا اس میں ہم نے توقف اور سکوت اختیار کیا۔

حضرت محاسبی اس قول کو نقل کر کے حضرت حسن کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔ اور آخر میں فرماتے ہیں کہ ہم پوری طرح جانتے ہیں کہ ان حضرات نے اجتہاد کیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کے طالب تھے کیونکہ دین کے معاملہ میں یہ لوگ متہم نہیں تھے۔

مفتیٔ اعظم پاکستان کی دردمندانہ گذارش

میں اس وقت اپنی عمر کے آخری ایام مختلف قسم کے امراض اور روزافزوں ضعف کی حالت میں گذار رہا ہوں۔ زندگی سے دور موت سے قریب ہوں۔ یہ وہ وقت ہے جس میں فاسق فاجر بھی توبہ کی طرف لوٹتا ہے جھوٹا آدمی سچ بولنے لگتا ہے۔ ضدی آدمی اپنی ضد چھوڑ دیتا ہے ؎

گریۂ شام سے تو کچھ نہ ہوا ... ان تک اب نالۂ سحر جائے
دلِ مجروح کی صدا ہے یہ ... کاش دل میں ترے اُتر جائے

اس وقت کسی تصنیف و تالیف کے شوق نے مجھ سے یہ صفحات نہیں لکھوائے بلکہ اُمت مسلمہ کا وہ سویا ہوا فتنہ جس نے اپنے وقت میں ہزاروں لاکھوں کو گمراہ کر دیا تھا۔

اس وقت ملحدین اور مستشرقین کی گہری چال سے اس کو پھر بیدار کر کے مسلمانوں کو تباہ کرنے والے بہت سے فتنوں میں سے ایک اور نئے فتنے کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ ملحدین اور مستشرقین کی شرارتوں اور اسلام دشمنی سے ہمارے عوام اور نو تعلیمیافتہ حضرات نہ سہی، مگر اہل علم و بصیرت رکھنے والے مسلمان تو کم از کم واقف ہیں۔ ان کی باتوں سے اتنے متاثر نہیں ہوتے مگر ہمارے ہی مسلمان اہل قلم حضرات کی ان کتابوں نے وہ کام پورا کر دیا جو مستشرقین نہ کر سکتے تھے کہ خود لکھے پڑھے اہل علم اور پختہ ایمان مسلمانوں کے ذہنوں کو صحابۂ کرام رضؓ کے بارے میں متزلزل کر دیا اور حدودِ مذہب و دین سے آزاد علوم قرآن و سنت سے

بے خبر نو تعلیم یافتہ نوجوانوں میں تو ان حضرات پر اس طرح طعن و تشنیع اور جرح و تنقید ہونے لگی جیسے موجودہ زمانے کے اقتدار پرست لیڈروں پر ہوتی ہے۔ اور یہ گمراہی کا وہ درجہ ہے کہ اس کے بعد قرآن و سنت، توحید و رسالت اور اصول دین سبھی مجروح و ناقابل اعتبار ہو جاتے ہیں۔

اس لئے عام مسلمانوں کی اور اپنے نوخیز تعلیمیافتہ طبقے کی اور خود ان حضرات مصنفین کی خیر خواہی اور نصیحت کے جذبے سے یہ صفحات سیاہ کئے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ ان میں اثر دے اور یہ حضرات میری گذارشات کو خالی الذہن ہو کر پڑھ لیں جواب دہی کی فکر نہ کریں اپنی آخرت کو سامنے رکھ کر اس پر غور کریں کہ نجات آخرت کا راستہ جمہور اُمت کی راہ سے الگ نہیں ہو سکتا۔

جس معاملہ میں ان حضرات نے سکوت اور کف لسان کو اختیار کیا وہ کسی بزدلی یا خوف مخالفت سے نہیں بلکہ عقل سلیم اور اصول دین کے مطابق سمجھ کر اختیار کیا۔ ان کے طریق سے الگ ہو کر محققانہ بہادری دکھانا کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا۔ اگر اپنی کوئی غلطی واضح ہو جائے تو آئندہ اس سے بچنے اور مسلمانوں کو بچانے کا اہتمام کریں اور جتنا ہو سکے سابقہ غلطی کا تدارک کریں۔ یہ بحثیں اور سوال و جواب کی طمطراقی بہت جلد ختم ہونے والی ہے اور اس کا ثواب یا عذاب باقی رہنے والا ہے۔

ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق

بندہ ضعیف و ناکارہ

(حضرت مفتی اعظم پاکستان) محمد شفیع عفا اللہ عنہ

خادم دار العلوم کراچی

یوم الجمعہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

انبیاء علیہم السلام
اور
صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
مودودی صاحب کی نظر میں

از مولانا محمد یوسف لدھیانوی مُدیر بینات
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مولانا مودودی کی تمام ذاتی خوبیوں اور صلاحیتوں کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے مجھے موصوف سے بہت سی باتوں میں اختلاف ہے۔ جزئیات تو بے شمار ہیں مگر چند کلیات حسب ذیل ہیں۔

اوّل: مولانا مودودی کے قلم کی کاٹ اور شوخی ان کی سب سے بڑی خوبی سمجھی جاتی ہے مگر اس ناکارہ کے نزدیک ان کی سب سے بڑی خامی یہی ہے۔ ان کا قلم مومن اور کافر دونوں کے خلاف یکساں کاٹ کرتا ہے۔ اور وہ کسی فرق و امتیاز کا روادار نہیں جس طرح وہ ایک لادین سوشلسٹ کے خلاف چلتا ہے ٹھیک اسی طرح ایک مومن مخلص اور خادم دین کے خلاف بھی۔ وہ جس جرأت کے ساتھ اپنے کسی معاصر پر تنقید کرتے ہیں (جس کا انہیں کسی درجہ میں حق ہے) اسی "جسارت" کے ساتھ وہ سلف صالحین کے کارناموں پر بھی تنقید کرتے ہیں۔ وہ جب تہذیب جدید اور الحاد و زندقہ کے خلاف قلم اٹھاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا شیخ الحدیث گفتگو کر رہا ہے اور دوسرے ہی لمحے جب وہ اہل حق کے خلاف خامہ فرسائی کرتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ مولانا نے مسٹر پرویز یا غلام احمد قادیانی کا قلم چھین لیا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ نبوت و رسالت کا مقام کتنا نازک ہے؟

یہ مضمون رسالہ بینات شمارہ رجب ۱۳۹۹ھ میں شائع ہوا ہے

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

کسی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کوئی ایسی تعبیر روا نہیں جو ان کے مقام رفیع کے شایانِ شان نہ ہو۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے) پورا ذخیرۂ حدیث دیکھ جائیے ایک بھی لفظ ایسا نہیں ملے گا جس میں کسی نبی کی شان میں کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ کمی کا شائبہ پایا جاتا ہو۔ لیکن مولانا مودودی کا قلم حریم نبوت پہنچ کر بھی ادب نا آشنا رہتا ہے اور وہ بڑی بے تکلفی سے فرماتے ہیں :۔

الف : "موسیٰ علیہ السلام کی مثال اس جلد باز فاتح کی سی ہے، جو اپنے اقتدار کا استحکام کئے بغیر مارچ کرتا ہوا چلا جائے اور پیچھے جنگل کی آگ کی طرح مفتوحہ علاقہ میں بغاوت پھیل جائے" (رسالہ ترجمان القرآن ج ۲۹ عدد ۴ ص ۵)

ب : "حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے عہد کی اسرائیلی سوسائٹی کے عام رواج سے متاثر ہو کر اوریا سے طلاق کی درخواست کی تھی"۔

(تفہیمات حصہ دوم ص ۴۲۔ طبع دوم)

ج :۔ "حضرت داؤد علیہ السلام کے فعل میں خواہش نفس کا کچھ دخل تھا۔ اس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا، اور وہ کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرمانروا کو زیب نہ دیتا تھا" (تفہیم القرآن ج ۴ سورہ ص ص ۳۲۷)

د :۔ نوح علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ و اشرف انسان بھی تھوڑی دیر کے لئے اپنی بشری کمزوری سے

مغلوب ہوجاتا ہے......... لیکن جب اللہ تعالیٰ انھیں متنبہ فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اس کو محض اس لئے اپنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلب سے پیدا ہوا ہے محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے تو وہ اپنے دل سے بے پروا ہو کر اس طرزِ فکر کی طرف پلٹ آتے ہیں جو اسلام کا مقتضاء ہے''۔ لہ

(تفہیم القرآن ج ۲ ص ۳۴۴ طبع سوم ۱۹۶۴ء)

ہ:- سیدنا یوسف علیہ السلام کے ارشاد اجعلنی علیٰ خزائن الارض (مجھے زمین مصر کے خزائن کا نگراں مقرر کر دیجئے) کے بارے میں فرماتے ہیں)

''یہ محض وزیر مالیات کے منصب کا مطالبہ نہیں تھا، جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ ڈکٹیٹرشپ کا مطالبہ تھا اور اس کے نتیجہ میں سیدنا یوسف علیہ السلام کو جو پوزیشن حاصل ہوئی وہ قریب قریب وہی پوزیشن تھی جو اس وقت اٹلی میں مسولینی کو حاصل ہے''۔ (تفہیمات حصہ دوم صہ ۱۲۲)

و: حضرت یونس علیہ السلام سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہوگئی تھیں۔ غالباً انھوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا''۔ (تفہیم القرآن ج ۲ سورہ یونس صہ ۳۱۲۔۳۱۳)

ممکن ہے مولانا مودودی اور ان کے مداحوں کے نزدیک ''جلد باز فاتح''۔ ''خواہش نفس کی بناء پر''۔ ''حاکمانہ اقتدار کا نامناسب استعمال''۔ ''بشری کمزوریوں سے مغلوب''۔ ''جذبۂ جاہلیت کا شکار ——

"فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں"—— اور "ڈکٹیٹر شپ" جیسے الفاظ میں سوءِ ادب کا کوئی پہلو نہ پایا جاتا ہو۔ اس لئے وہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ایسے الفاظ کا استعمال صحیح سمجھتے ہوں —— لیکن اس کا فیصلہ دو طرح ہو سکتا ہے —— ایک یہ کہ اسی قسم کے الفاظ اگر خود مولانا موصوف کے حق میں استعمال کئے جائیں تو ان کو یا ان کے کسی مدّاح کو ان سے ناگواری تو نہیں ہو گی؟ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ مولانا ڈکٹیٹر ہیں۔ اپنے دور کے ہٹلر اور مسولینی ہیں۔ وہ خواہشِ نفس سے کام کرتے ہیں۔ جذبۂ جاہلیت سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ حاکمانہ اقتدار کا نامناسب استعمال کر جاتے ہیں، اور انہوں نے اپنے فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہیاں کی ہیں وغیرہ وغیرہ تو میرا خیال ہے کہ مولانا کا کوئی عقیدت مند "ان الزامات" کو برداشت نہیں کرے گا۔ اگر یہ الفاظ مولانا مودودی کی ذات سیادت مآب کے شایانِ شان نہیں۔ بلکہ یہ مولانا کی تنقیص اور سوئے ادب ہے۔ تو انصاف فرمایئے کہ کیا ایسے الفاظ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی شان میں زیبا اور شائستہ ہیں؟

اسی نوعیت کا ایک فقرہ اور سُن لیجئے:

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں

"یہاں اس بشری کمزوری کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہیئے جو آدم علیہ السلام سے ظہور میں آئی تھی ......
بس ایک فوری جذبے نے جو شیطانی تحریص کے زیرِ اثر اُبھر آیا تھا ان پر ذہول طاری کر دیا، اور ضبطِ نفس کی

گرفت ڈھیلی ہوتے ہی وہ طاعت کے مقام بلند سے معصیت کی پستی میں جا گرے "

(تفہیم القرآن ج ۳ صہ ۱۳۳)

اس عبارت سے سیدنا آدم علیہ السلام کا اسم گرامی حذف کر کے اس کی جگہ اگر مولانا مودودی کا نام لکھ دیا جائے تو میرا اندازہ ہے کہ ان کے حلقہ میں کہرام مچ جائے گا اور پاکستان میں طوفان برپا ہو جائے گا. اس سے ثابت ہے کہ یہ فقرہ شائستہ نہیں۔ بلکہ گستاخی اور سوء ادب ہے،

اسی کی ایک مثال اُمہات المؤمنین کے حق میں موصوف کا ایک فقرہ ہے:

"وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کچھ زیادہ جری ہو گئیں تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زبان درازی کرنے لگی تھیں "

(ہفت روزہ ایشیا لاہور۔ مورخہ ۱۹ر نومبر ۱۹۷۶ء)

مولانا موصوف نے یہ فقرہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وعلیہن وسلم کے بارے میں فرمایا ہے مگر میں اس کو مضاف سے زیادہ مضاف الیہ کے حق میں سوء ادب سمجھتا ہوں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ مولانا محترم کی اہلیہ محترمہ امہات المؤمنین سے بڑھ کر مہذب اور شائستہ نہیں۔ نہ وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مقدس ہیں۔ اب اگر ان کا کوئی عقیدت مند یہ کہہ ڈالے کہ

کی اہلیہ مولانا کے سامنے زبان درازی کرتی ہیں تو مولانا اس فقرے میں اپنی خفت اور ہتک عزت محسوس فرمائیں گے، پس جو فقرہ خود مولانا کے حق میں گستاخی تصور کیا جاتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمہات المؤمنین کے حق میں سوءِ ادب کیوں نہیں ؟

الغرض مولانا موصوف کے قلم نے انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں جو ادبی شہ پارے نکلے ہیں وہ سوءِ ادب میں ——— داخل ہیں یا نہیں ؟ اس کا ایک معیار تو یہی ہے کہ اگر ایسے فقرے خود مولانا کے حق میں سوءِ ادب میں شمار ہو کر ان کے عقیدت مندوں کی دل آزاری کا موجب ہو سکتے ہیں تو ان کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں بھی سوءِ ادب ہیں، اور جو لوگ نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں ان کی دل آزاری کا سبب ہیں۔

دوسرا معیار یہ ہو سکتا ہے کہ آیا اردو میں جب یہ فقرے استعمال کئے جائیں تو اہل زبان ان کا کیا مفہوم سمجھتے ہیں ؟ اگر ان دونوں معیاروں پر جانچنے کے بعد یہ طے ہو جائے کہ واقعی ان کلمات میں سوءِ ادب ہے تو مولانا کو ان پر اصرار نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ان سے توبہ کرنی چاہئے، کیونکہ انبیاء کرام کے حق میں ادنیٰ سوءِ ادب بھی سلب ایمان کی علامت ہے

(۲) انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد انسانیت کا سب سے مقدس گروہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ خصوصاً حضرات خلفائے

راشدین رضی اللہ عنہم کا منصب تو انبیاء کرام علیہم السلام اور امت کے درمیان برزخ کی حیثیت رکھتا ہے ــــــــــــ اس لئے "تجدید واحیائے دین" "خلافت وملوکیت" اور تفہیم القرآن وغیرہ میں خلیفہ مظلوم سیدنا عثمان ذوالنورین، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ، حضرت معاویہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عمرو بن العاص، حضرت عقیل اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں مولانا مودودی کے قلم سے جو کچھ نکلا ہے اور جس کی صحت پر ان کو اصرار ہے میں اسے خالص رفض وتشیع سمجھتا ہوں اور مولانا کی ان تحریروں کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ جس طرح بارگاہِ نبوت کے ادب ناشناس ہیں اسی طرح مقامِ صحابیت کی رفعتوں سے بھی ناآشنا ہیں۔ کاش انہوں نے امام ربانی مجدد الف ثانی رح کا ایک ہی فقرہ یاد رکھا ہوتا۔

ہیچ ولی بمرتبۂ صحابی نرسد، اویس قرنی باآں رفعتِ شان کہ بشرفِ صحبت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات نرسیدہ بمرتبہ ادنیٰ صحابی نرسد شخصے از عبداللہ بن المبارک رضی اللہ عنہ پرسید ایہما افضل معاویۃ ام عمر بن عبدالعزیز؟ درجواب فرمود: الغبار الذی دخل انف فرس معاویۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من عمر بن عبدالعزیز کذا مرۃ (مکتوبات دفتر اول مکتوب ۲۰۷)

ترجمہ: کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتا۔ اویس قرنیؒ اپنی تمام تر بلندیٔ شان کے باوجود چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شرفِ صحبت سے مشرف نہ ہوسکے اس لئے کسی ادنیٰ صحابی

کے مرتبہ کو بھی نہ پہونچ سکے. کسی شخص نے امام عبد اللہ بن مبارکؒ سے

دریافت کیا کہ حضرت معاویہؓ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبد العزیزؒ؟

فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حضرت معاویہؓ کے

گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبد العزیزؒ سے کئی

گنا بہتر ہے۔"

یہاں یہ نکتہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت و رفاقت کا جو شرف حاصل ہوا ہے پوری امت کے اعمالِ حسنہ مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ذرا تصور کیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی دو رکعتیں، جن میں صحابہ کرامؓ کو شرکت کی سعادت نصیب ہوئی کیا پوری امت کی نمازیں ملکر بھی ان دو رکعتوں کے ہم وزن ہو سکتی ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر جو کسی صحابی نے ایک سیر جَو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے انھیں شرف قبول عطا ہوا بعد کی امت اگر پہاڑ برابر سونا بھی خیرات کر دے تو کیا یہ شرف اسے حاصل ہو سکتا ہے؟ باقی تمام حسنات کو اسی پر قیاس کر لیجئے۔

اس شرفِ مصاحبت سے بڑھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ مدرسہ نبوت کے ایسے طالب علم تھے جن کے معلم و ہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، جن کا نصابِ تعلیم ملاءِ اعلیٰ میں مرتب ہوا تھا جن کی تعلیم و تربیت کی نگرانی براہ راست وحی آسمانی کر رہی تھی۔ اور جن کا امتحان علام الغیوب نے لیا۔ اور جب ان کی تعلیم و تربیت کا ہر پہلو سے امتحان ہو چکا تو حق تعالیٰ شانہ نے انہیں "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کی ڈگری عطا فرما کر آنے والی پوری انسانیت کی تعلیم و تربیت اور تلقین و ارشاد کا منصب انکو تفویض

کیا، اور کُنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی مسندان کے لئے آراستہ فرمائی اگر آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صرف صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت ایسی ہے جن کی تعلیم و تربیت بھی وحی الہٰی کی نگرانی میں ہوئی اور ان کو سندِ فضیلت بھی خود خداوند قدوس نے عطا فرمائی۔

مودودی صاحب اور تاریخ کی آڑ

مولانا مودودی کے عقیدت کیش یہ کہکر دل بہلا لیتے ہیں کہ مولانا نے جو کچھ لکھا ہے تاریخ کے حوالوں سے لکھا ہے۔ اور یہ ان کے قلم کا شاہکار ہے کہ انہوں نے منتشر ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک مربوط تاریخ مرتب کر ڈالی —— میں ان کی خدمت میں با ادب گذارش کروں گا کہ ان کا یہ بہلاوا بچند وجوہ غلط ہے۔

اوّل مولانا کا یہ قلمی شاہکار نہ تاریخی صداقت ہے، نہ صحابہ کرامؓ کی زندگی کی صحیح تصویر ہے۔ بلکہ یہ ایک "افسانہ" ہے جس میں مولانا کے ذہنی تصورات و نظریات نے رنگ آمیزی کی ہے۔ آج کل "افسانہ نگاری" کا ذوق عام ہے۔ عام طبائع تاریخی صداقتوں میں اتنی دلچسپی نہیں لیتیں جتنی کہ رنگین افسانوں میں۔ اس لئے مولانا کی جولانئ طبع نے صحابہ کرامؓ پر بھی "خلافت و ملوکیت" کے نام سے ایک افسانہ لکھ دیا۔ جس کا حقائق کی دنیا میں کوئی وجود نہیں۔ آج اگر کوئی صحابی دنیا میں موجود ہوتا تو شیخ سعدیؒ کی زبان میں مولانا کے قلم سے یہ شکایت ضرور کرتا:

بخندید و گفت آں نہ شکل من است
ولیکن قلم در کف دشمن است

اگر مولانا کو صحابہ کرامؓ کا پاس ادب ملحوظ ہوتا تو قرآنِ کریم کے صریح اعلان —— رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ —— کے بعد وہ

صحابہ کرام رضؓ کی بلند و بالا شخصیتوں کو افسانہ نگاری کا موضوع نہ بناتے ___

دوم: یورپ میں اسلام کی نابغہ شخصیتوں کو مسخ کرنے اور ان کی سیرت و کردار کا حلیہ بگاڑنے کا کام بڑی خوبصورتی اور پرکاری سے ہو رہا ہے، اور یہودی مستشرقین کی کھیپ کی کھیپ اس کام پر لگی ہوئی ہے۔ وہ بھی ٹھیک اسی طرح بزعم خود تاریخ کے منتشر ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک فرضی تصویر تیار کرتے ہیں۔ اور دنیا کو باور کراتے ہیں کہ وہ پوری غیر جانبداری کے ساتھ اور کسی قسم کے تعصب کی آمیزش کے بغیر تاریخی حقائق دنیا کے سامنے لا رہے ہیں مگر اپنے اس لفظی ادعاء کے برعکس وہ جس طرح مسلمہ تاریخی حقائق کو چھپاتے ہیں۔ جس طرح بالکل سیدھی بات کی اُلٹ تعبیر کرتے ہیں، جس طرح بات کا بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنا کر اسے پیش کرتے ہیں اور جس طرح اپنی بدفہمی یا خوش فہمی سے وہ اس میں رنگ آمیزی اور حاشیہ آرائی کرتے ہیں اس سے ان کا تعصب اور اسلام سے ان کی عداوت چھپائے نہیں چھپتی۔

ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی ایسا شخص جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہو ٹھیک ٹھیک مستشرقین کے نقش پا کا تتبع کرے گا ___ لیکن بدقسمتی سے مولانا مودودی کی کتاب ـــ خلافت و ملوکیت ___ کا بالکل یہی رنگ ڈھنگ ہے، پڑھنے والا مسکین یہ سمجھتا ہے کہ مولانا تاریخی حقائق جمع کر رہے ہیں۔ مگر وہ نہیں جانتا کہ وہ تاریخ سے کیا لے رہے ہیں، کیا چھوڑ رہے ہیں۔ اور کیا اپنی طرف سے اضافہ فرما رہے ہیں۔ الغرض جس طرح ہزار دل فریبیوں کے باوجود مستشرقین عداوت اسلام کے روگ کو چھپانے سے قاصر رہتے ہیں۔ اسی طرح مولانا مودودی بھی اپنے اس استشراقی شاہکار میں ہزار رکھ رکھاؤ کے باوصف، عداوت صحابہ رضؓ کو چھپا نہیں سکتے۔ اب اگر مولانا محترم یا ان کے عقیدتمندوں کی تاویلات صحیح ہیں

تو مستشرقین کا کارنامہ اُن سے زیادہ صحیح کہلانے کا مستحق ہے۔ اور اگر یہودی مستشرقین کا طرزِ عمل غلط ہے تو اسی دلیل سے مولانا مودودی کا رویہ بھی غلط ہے۔

سوم: کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ انسان ہی تھے، فرشتے نہیں تھے، وہ معصوم عن الخطاء نہیں تھے۔ ان سے لغزشیں اور غلطیاں کیا، بڑے بڑے گناہ ہوئے ہیں، یہ کہاں کا دین و ایمان ہے کہ ان کی غلطی کو غلطی نہ کہا جائے۔

میں پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ مولانا مودودی کو تو صحابہ کرامؓ کی غلطیاں چھانٹنے کے لئے واقدی اور کلبی وغیرہ کا سہارا ڈھونڈنے کی ضرورت پڑی ہے لیکن خدائے علام الغیوب صحابہ کرامؓ کے ہر ظاہر و باطن سے باخبر تھے۔ ان کے قلب کی ایک ایک کیفیت اور ذہن کے ایک ایک خیال سے واقف تھے وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ انسان ہیں، معصوم نہیں، انہیں یہ بھی علم تھا کہ آئندہ ان سے کیا کیا لغزشیں صادر ہوں گی۔ ان تمام امور کا علم محیط رکھنے کے باوجود جب اللہ تعالیٰ نے ان کو "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کا اعزاز عطا فرمایا تو ان کی غلطیاں بھی۔

ع این خطا از صد صواب اولیٰ تر است

کا مصداق ہیں۔ اس کے بعد مولانا مودودی کو ان اکابر کی خردہ گیری وعیب چینی کا کیا حق پہنچتا ہے؟ کیا یہ خدا تعالیٰ سے صریح مقابلہ نہیں کہ وہ تو ان تمام لغزشوں کے باوجود صحابہ کرامؓ سے اپنی رضائے دائمی کا اعلان فرما رہے ہیں۔ مگر مولانا مودودی ان اکابر سے راضی نامہ کرنے پر تیار نہیں؟

دوسری گذارش میں یہ کروں گا کہ چلئے! فرض کر لیجئے کہ صحابہ کرامؓ سے غلطیاں ہوئی ہوں گی مگر سوال یہ ہے کہ آپ چودہ سو سال بعد ان اکابر کے جرائم کی دستاویز مرتب کر کے اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کے سوا اور کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ اکابر دنیا میں موجود ہوتے تب تو آپ انہیں انکی

غلطیوں کا نوٹس دے ڈالتے، مگر جو قوم تیرہ چودہ سو سال پہلے گذر چکی ہے اس کے عیوب ونقائص کو غلط سلط حوالوں سے چن چن کر جمع کرنا اور اس ساری غلاظت کا ڈھیر قوم کے سامنے لگا دینا اس کا مقصد اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے دل میں صحابہ کرامؓ سے جو حسنِ عقیدت ہے اسے مٹا دیا جائے۔ اور اسکی جگہ قلوب پر صحابہؓ سے بغض ونفرت کے نقوش ابھارے جائیں؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ کس عقل ودانش اور دین وایمان کا تقاضہ ہے؟

چہارم: خلافت وملوکیت میں مولانا مودودی نے جس نازک موضوع پر قلم اٹھایا ہے اسے ہماری عقائد وکلام کی کتابوں میں "مشاجرات صحابہؓ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور یہ باب ایمان کا ایسا پل صراط ہے جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے۔ اس لئے سلف صالحین نے ہمیشہ یہاں پاس ادب ملحوظ رکھنے اور زبان وقلم کو لگام دینے کی وصیت کی ہے، کیونکہ بعد کی نسلیں ہی نہیں بلکہ صحابہ کرامؓ کے زمانے کے سطح بین لوگ بھی اسی وادی پرُخار میں دامنِ ایمان تار تار کر چکے ہیں، اکابر امت ہمیشہ ان بدوینوں کے پھیلائے ہوئے کانٹوں کو صاف کرتے آئے ہیں۔ لیکن مولانا مودودی سلف صالحین کو "وکیل صفائی" کہہ کر دھتکار دیتے ہیں، ان کے ارشادات کو "خواہ مخواہ کی سخن سازیاں" اور "غیر معقول تاویلات" قرار دیکر رد کرتے ہیں۔ اور ان تمام کانٹوں کو، جن میں اُلجھ کر روافض اور خوارج نے اپنا دین وایمان غارت کیا تھا، سمیٹ کر نئی نسل کے سامنے لا ڈالتے ہیں، انصاف فرمایئے کہ اسے اسلام کی خدمت کہا جائے یا اسے رافضیت وخارجیت میں نئی روح پھونکنے کی کوشش کا نام دیا جائے؟ اور مولانا مودودی اور انکے معتقدین اس کارنامے کے بعد کیا یہ توقع رکھتے کہ ان کا حشر اہل سنت ہی میں ہوگا۔ رافضیوں اور خارجیوں میں نہیں ہوگا؟ میں ہزار

سوچتا ہوں مگر اس معمّہ کو حل نہیں کر پاتا کہ مولانا موصوف نے یہ کتاب نئی نسل کی راہنمائی کے لئے لکھی ہے۔ یا انھیں صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے کے لئے؟

پنجم: سب سے بڑھ کر تکلیف دہ چیز یہ ہے کہ تیرہ چودہ سو سال کے واقعہ کی "تحقیقات" کے لئے مولانا عدالت شرعیہ" قائم کرتے ہیں جس کے صدر نشین وہ خود بنتے ہیں۔ اکابر صحابہ کو اس عدالت میں ملزم کی حیثیت سے لایا جاتا ہے، واقدی و کلبی وغیرہ سے شہادتیں لی جاتی ہیں۔ صدر عدالت خود ہی جج بھی ہے اور خود ہی وکیل استغاثہ بھی۔ اگر سلف صالحین اکابر صحابہؓ کی صفائی میں کچھ عرض معروض کرتے ہیں تو اسے وکیل صفائی کی خواہ مخواہ سخن سازی اور غیر معقول تاویلات کہکر رد کر دیا جاتا ہے ——— اسی طرح یک طرفہ کارروائی کے بعد مولانا اپنی تحقیقاتی رپورٹ مرتب کرتے ہیں، اور اسے "خلافت و ملوکیت" کے نام سے قوم کی بارگاہ میں پیش کر دیتے ہیں ———

اس امر سے قطع نظر کہ ان "تحقیقات" میں دیانت و امانت کے تقاضوں کو کس حد تک ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ شہادتوں کی جرح و نقد میں کہاں تک احتیاط برتی گئی ہے اور اس سے قطع نظر کہ فاضل جج نے خود اپنے ذہنی تصورات کو واقعات کا رنگ دینے میں کس حد تک سلامتی فکر کا مظاہرہ کیا ہے، مجھے با ادب یہ عرض کرنا ہے کہ آیا مولانا کی اس خود ساختہ عدالت کو اس کیس کی سماعت کا حق حاصل ہے؟ کیا یہ مقدمہ جس کی تیرہ چودہ سو سال بعد مولانا تحقیقاتی رپورٹ مرتب کرنے بیٹھے ہیں ان کے دائرہ اختیار میں آتا ہے؟ کیا ان کی یہ حیثیت ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں کا مقدمہ نمٹانے بیٹھ جائیں؟

مجھے معلوم نہیں کہ مولانا کے مداحوں کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ مگر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ کے مقدمہ کی سماعت ان سے اوپر کی عدالت

ہی کرسکتی ہے۔ اور وہ یا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یا خود احکم الحاکمین۔ ان کے سوا ایک مولانا مودودی نہیں، امت کا کوئی فرد بھی اس کا مجاز نہیں کہ وہ قدسیوں کے اس گروہ کے معاملہ میں مداخلت کرے صحابہ کرامؓ کے باہمی معاملات میں آج کے کسی بڑے سے بڑے شخص کا لب کشائی کرنا اس کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں کہ کوئی بھنگی بازار میں عدالت جما کر بیٹھ جائے اور وہ ارکانِ مملکت کے بارے میں اپنے بے لاگ فیصلے لوگوں کو سنانے لگے۔ ایسے موقوں پر ہی کہا گیا ہے: ایاز! قدرِ خویش بشناس!

ششم: یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حق تعالیٰ شانہ نے امت کے مرشد و مربی اور محبوب و متبوع کا منصب عطا فرمایا ہے۔ قرآن و حدیث میں ان کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے اور ان سے عقیدت و محبت رکھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اور ان کی برائی و عیب جوئی کو ناجائز و حرام بلکہ موجب لعنت فرمایا گیا ہے۔ خود مولانا مودودی کو اعتراف ہے کہ:

"صحابہؓ کرام کو برا بھلا کہنے والا میرے نزدیک صرف فاسق ہی نہیں بلکہ اس کا ایمان مشتبہ ہے من ابغضھم فببغضی ابغضھم (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے کی بنا پر ان سے بغض رکھا)"۔ (ترجمان القرآن اگست ۱۹۶۱ء)

جن لوگوں نے مولانا کی کتاب "خلافت و ملوکیت" پڑھی ہے وہ شہادت دیں گے کہ اس میں صحابہ کرامؓ کو صاف صاف برا بھلا کہا گیا ہے، اور صحابہ کرامؓ سے مصنف کا بغض و نفرت بالکل عیاں ہے مثلاً "قانون کی بالاتری کا خاتمہ" کے زیرِ عنوان مولانا مودودی لکھتے ہیں:

الف: "ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع

ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے گورنر، خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں، اور حضرت علی کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے ــــــ کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا۔ اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔"

(خلافت و ملوکیت ص ۱۷۴)

ب: "مالِ غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ و سنّت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی ــــــ کتاب و سنّت کی رُو سے پورے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہئے اور باقی چار حصے اس فوج میں تقسیم کئے جانے چاہئیں جو لڑائی میں شریک ہوئی ہو، لیکن حضرت معاویہؓ نے حکم دیا کہ مالِ غنیمت میں سے چاندی سونا ان کے لئے الگ نکال لیا جائے پھر باقی مال شرعی قاعدے سے تقسیم کیا جائے۔" (حوالۂ بالا)

ج: "زیاد بن سمیہ کا استلحاق بھی حضرت معاویہؓ کے ان افعال میں سے ہے جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے شریعت کے ایک مسلّم قاعدے کی خلاف ورزی کی..... یہ ایک صریح ناجائز فعل تھا۔" (ص ۱۷۵)

د: حضرت معاویہؓ نے اپنے گورنروں کو قانون سے بالاتر قرار دیا اور انکی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کارروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا (ایضاً)

مولانا مودودی کی ان عبارتوں میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کے لئے جو کچھ لکھا ہے وہ قطعاً خلافِ واقعہ ہے۔ اور علمائے کرام اسکی حقیقت واضح کر چکے ہیں، مجھے یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ جو لوگ مولانا مودودی کی بات پر ایمان لاکر مولانا کی اس افسانہ طرازی کو حقیقت سمجھیں گے وہ حضرت معاویہؓ اور اس دور کے تمام اکابر صحابہ وتابعین سے محبت رکھیں گے یا بغض؟ ان کی اقتدا پر فخر کریں گے یا ان پر لعنت بھیجیں گے؟ اور خود مولانا موصوف کے ان عبارتوں میں حضرت معاویہؓ کو برا بھلا نہیں کہا تو کیا ان کی قصیدہ خوانی فرمائی ہے؟ اگر میں یہ گذارش کروں کہ خود انہی کی نقل کی ہوئی حدیث کے مطابق "وہ فاسق ہی نہیں بلکہ انکا ایمان بھی مشتبہ ہے" تو کیا یہ گستاخی بے جا ہوگی؟ مولانا مودودی سے مجھے توقع نہیں کہ وہ اپنی اس غلطی پر کبھی نادم ہوں گے، مگر میں یہ گذارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کا انجام نہایت خطرناک ہے۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ شیعوں کے ایک عالم محقق طوسی نے اپنی کتاب "تجرید العقائد" کے آخر میں صحابہ کرامؓ پر تبرا کیا تھا۔ مرنے لگا تو غلام احمد قادیانی کی طرح منہ کے راستے سے نجاست نکل رہی تھی[1] اس طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ ایں چیست؟ (یہ کیا ہے) کوئی خوش عقیدہ عالم وہاں موجود تھے، بولے:

ایں ہماں رید است	یہ وہی گندگی ہے جو تونے
کہ در آخر تجرید خوردی	تجرید کے آخر میں کھائی تھی

حق تعالیٰ شانہ ہمیں ان اکابر کے سوءِ ادب سے محفوظ رکھے۔ آمین

جب اسلام کا سب سے مقدس ترین گروہ یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان۔ بھی مولانا مودودی کی نگہ بلند میں نہ جچتا ہو تو بعد کے سلف صالحین، اکابر امت، فقہاء و محدثین اور علماء و صوفیاء کی ان کی بارگاہ میں کیا قیمت ہو سکتی ہے؟

---

[1] مرزا غلام احمد قادیانی کی موت وبائی ہیضہ سے ہوئی۔ دست اور قے کی شکل میں دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی معرکۃ الآراء تصنیف

فتنۂ مودودیت

پر مبنی اس کتاب کے صفحات 191 تا 294

علیحدہ رسالہ کی صورت میں

www.rahesunnat.wordpress.com

پر موجود ہے لہٰذا وہیں مراجعت کی جائے۔

شکریہ

جماعتِ دیوبند کا مسلک

ہم لوگ جماعتی حیثیت سے اِس زمانہ میں تقلید کو ضروری سمجھتے ہیں اور اسلاف نے جو اجتہاد کے لیے شرائط رکھی ہیں وہ آج کل کے عُلماء میں مفقود پاتے ہیں

اسی طرح شرعی تصوّف کو تعلّق معَ اللہ اور حلاوتِ ایمان اور ایمانی صفات پیدا کرنے اور پیدا ہونے کے لیئے اقرب الطرق سمجھتے ہیں۔"

اسلیئے جو شخص یا جو جماعت ان دونوں چیزوں میں ہمارے خلاف ہے وہ یقیناً ہماری جماعت سے علیحدہ ہے۔ دیوبندی مسلک میں یہ دونوں چیزیں بڑی اہم ہیں اسلیئے یہ سمجھنا کہ مودودی جماعت اور دیوبندی جماعت میں مسلک کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے، دھوکہ دینا ہے یا دھوکہ میں پڑنا ہے۔

(اقتباس از صفحہ نمبر)

مکتوباتِ حضرت شیخ الحدیث صاحب

بہ سلسلہ کتب مودودی صاحب

پیشِ نظر دو مکتوبات میں حضرت مد فیوضہُ نے مودودی صاحب اور اُن کی تحریک کے متعلق اپنے ابتدائی خیالات، احساسات اور پھر بعد میں جو تغیر و انقلاب اس میں پیدا ہوا۔ ان کی وجوہات تحریر فرمائی ہیں، اور آخر میں اس واقعہ کا تاریخی پس منظر تحریر فرمایا ہے۔ جو بعد میں "اجتماعی فیصلہ" اور "متفقہ فتویٰ" کی صورت میں عوام کے سامنے لایا گیا تھا۔"

مکتوب[۱] حضرت شیخ الحدیث مدظلہ

سائل کا مکتوب

بعالی خدمت اقدس قبلہ مخدومی، مکرمی، محترم مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
خدمت اقدس میں جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت سے متعلق ایک بہت ضروری عریضہ پیش ہے۔ عاجزانہ استدعا ہے کہ حضرت اقدس اس کی اہمیت کے پیش نظر ارشادات عالیہ سے نوازیں گے۔

جماعت اسلامی کے سامنے اس وقت سب سے بڑی رکاوٹ تبلیغی جماعت اور اس کی سرگرمیاں ہیں۔ چنانچہ تبلیغی جماعت کی روز بروز بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے جماعت اسلامی کی طرف سے تبلیغی جماعت پر کچھ نئے قسم کے الزامات عائد کیے جارہے ہیں اور خاص طور پر پڑھے لکھے نوجوان طبقہ میں ان کی اشاعت کی جارہی ہے۔ جماعت اسلامی اپنے پروپیگنڈے کے ذریعہ یہ تاثر پیدا کر رہی ہے کہ تبلیغی جماعت چونکہ زندگی کے ایک مخصوص و متعین حصے کو ہی اسلامی بنانا چاہتی ہے جبکہ جماعت اسلامی کا واحد نصب العین یہ ہے کہ پوری زندگی کو سو فیصدی اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے اس لیے تبلیغی جماعت انسان کی مکمل راہنمائی کے لیے کافی نہیں ہے، تبلیغی جماعت کی تمام سرگرمیاں نماز، روزہ کلمے اور دعائیں سکھانے اور فضائل بتانے تک محدود ہیں، جبکہ جماعت اسلامی مکمل اقامت دین کی داعی ہے۔ اور اقامت دین سے مراد یہ ہے کہ کسی تفریق و تقسیم کے بغیر اس پورے دین کی مخلصانہ پیروی کی جائے اور ہر طرف سے یکسو ہو کر کی جائے۔ انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی تمام گوشوں میں اُسے اس طرح جاری و نافذ کیا جائے کہ فرد کا ارتقاء معاشرے کی تعمیر اور ریاست کی تشکیل سب کچھ سو فیصدی اسلام کے مطابق ہو۔ جماعت اسلامی کا واحد نصب العین یہی اقامت دین ہے اور اس کی تمام تر سرگرمیوں کا واحد محرک رضائے الٰہی اور فلاح آخرت کا حصول ہے اس کے برعکس تبلیغی جماعت کو مسلمانوں کو درپیش کسی بھی انفرادی یا اجتماعی مسئلہ سے خواہ

وہ سیاسی ہو یا سماجی ہو، کوئی دلچسپی اور سروکار نہیں ہے۔

حضرت والا! آج کے حالات میں یہ انتہائی اہم اور عام طور پر مسلمانوں کو متاثر کر
والے الزامات بہت ہی قابلِ غور و فکر ہیں، تبلیغی جماعت کے دفاع کے لیے ہی نہیں بلکہ
عام مسلمانوں کی تسلی و تشفی کے لیے اور اشکالات دور کرنے کے لیے ایسے پروپیگنڈے
غلط فہمیوں کا ازالہ ضروری ہے ـــــ اسی سلسلہ میں حضرت والا سے انتہائی عاجزانہ ا
کے ساتھ پوری امید ہے کہ حضرت والا اپنے ارشاداتِ عالیہ سے نوازیں گے جس سے تبلیغی
جماعت کی جو تصویر جماعت اسلامی عوام کے سامنے پیش کر رہی ہے اس کا صحیح رُخ سا
آسکے اور جو لوگ اس سے متاثر ہیں ان کی تسلی و تشفی بھی ہو سکے۔

(جماعت اسلامی کا تبلیغی جماعت پر الزام حسبِ ذیل ہے)

تبلیغی جماعت جو کچھ کہتی اور کرتی ہے وہ یہ کہ زندگی کے کچھ مخصوص حصے میں مخصوص او
متعین مسائل کو لے کر اٹھی ہے۔ اس کا منشا یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو لوگ نماز روزہ
نابلد ہیں انہیں نماز سکھائیں اور پڑھائیں۔ ان کے کلمے اور دعاؤں کی تصحیح کرائیں۔ ا
نماز روزہ کے فضائل سے آگاہ کریں، اس کی تعلیم کے لیے اپنا کچھ وقت نکالیں چنانچہ
روزانہ بے شمار افراد ان کے حلقوں میں جاتے اور گشت وغیرہ کرتے ہیں۔ مسائل و فضا
کو سیکھتے سکھاتے ہیں، تبلیغی جماعت کا یہ مقصد کبھی نہیں رہا کہ وہ اسلام کو ایک مکمل
نظامِ حیات کی حیثیت میں جیسا کہ وہ ہے سمجھیں اور دوسروں کے سامنے اُسے اسی حیثیت
میں پیش کریں، تبلیغی جماعت کو باطل افکار و نظریات اور ملحدانہ طرزِ حیات سے جو
انسانی معاشرے کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں، کوئی دلچسپی نہیں ہے ا
ان کے مرکز کی طرف سے یہ ہدایت ہے کہ وہ ان مسائل پر کوئی اظہارِ خیال نہ کریں جن کا تعلق
اجتماعی معاملات سے ہے، اسلام اور مسلمانوں کے سلسلے میں ملک کے مختلف سیاسی و
غیر سیاسی پارٹیوں اور ایوانِ حکومت میں کیا سازشیں ہو رہی ہیں، مسلم پرسنل لا کیا
اور یکساں سول کوڈ کیا ہے۔ مسلمانوں کا تعلیمی مسئلہ کس طرح حل ہو اور اس کی اہمیت کیا
ہے۔ فرقہ وارانہ فسادات کے اندر مظلومین اور سیلاب و خشک سالی کے متاثرین تک

سلسلے میں تبلیغی جماعت کو کوئی دلچسپی نہیں ہے، غیر مسلموں میں مسلمانوں اور اسلام کا تعارف ہونا چاہیئے اور وہ کس طرح ہو، ان سب اُمور سے بھی تبلیغی جماعت کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس کے افراد اپنے اجتماعی معاملات میں کیا طرز اختیار کرتے ہیں اس کی بھی اُسے کوئی فکر نہیں ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص نماز روزہ کی پابندی، چلّوں اور گشت میں تعاون اجتماعات میں شرکت کے ساتھ محکمہ آبکاری کا انسپکٹر ہو یا کوئی رشوت اور سود کا لین دین اپنے کاروبار میں کرتا ہو، عدالتوں میں جھوٹے مقدمات لڑتا لڑاتا ہو، اسی طرح اور کوئی ناجائز ذرائع آمدنی رکھتا ہو اس سے تبلیغی جماعت کوئی باز پُرس نہیں کرتی۔ کیونکہ یہ اس کا ذاتی اور معاشی معاملہ ہے، اسی طرح کوئی شخص کمیونیزم کانگریس، جنتا پارٹی یا کسی بھی جماعت یا پارٹی کا علمبردار ہو، اس کے سیاسی نظریات کیا ہیں، وہ سیاسی اُمور میں کیا طرز اختیار کرتا ہے، تبلیغی جماعت کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

انہیں وجوہات کی بنا پر تبلیغی جماعت مسلمانوں کی مکمل راہنمائی اور داعیانہ کردار ادا کرنے کی بالکل اہل نہیں ہے۔ ؟؟؟

حضرت شیخ الحدیث دامت مجدہم کا جواب

عنایت فرمایم سلمہ، بعد سلام مسنون!

مجھے مدینہ منورہ آئے ہوئے ہفتہ عشرہ ہوا میں کئی سال سے بہت بیمار ہوں، کبھی علالت بڑھ جاتی ہے، کبھی افاقہ ہوتا ہے اس لیے مفصل اور طویل خط کا سننا اور جواب لکھوانا مشکل ہے۔ بہت مشکل سے آپ کے خط کو سُنا اور جواب لکھوا رہا ہوں، صحت و قوت کے زمانہ میں آتا تو یقیناً اپنے دوسرے رسائل کی طرح سے مفصل جواب لکھواتا۔ آپ نے لکھا کہ جماعت اسلامی کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ تبلیغی جماعت ہے اس سے بہت تعجب ہوا۔ اسلامی جماعت اگر یہ کہتی ہے کہ تبلیغی لوگ مخصوص اعمال کو لے کر دنیا میں گشت کرتے ہیں

اور اسلامی جماعت پورے دین کو لے کر کام کر رہی ہے تو اس میں تو کوئی اشکال کی بات نہیں۔ تبلیغی جماعت اپنی وسعت اور تجربہ کے موافق کام چند اہم امور کو لے کر کر رہی ہے۔ ان کے اصول میں یہ ہے کہ ان چھ چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز سے تعرض نہ کیا جائے۔ وہ اپنے تجربہ کے پیش نظر یہ سمجھتی ہے کہ یہ چند چیزیں اہم العبادات ہیں بقیہ پر عمل کرنا آسان ہے بہت سی احادیث میں یہ مضمون ذکر کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص خاص لوگوں کو خاص خاص امور فرمائے اور انہی کی اشاعت کا حکم فرمایا۔

مشکوٰۃ میں وفد عبد القیس کی حدیث مشہور ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اسی مہینہ میں آ سکتے ہیں ہمیں کوئی جامع چیز بتادیں جس کو ہم اپنی قوم کو بھی بتادیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں ایمان، نماز، زکوٰۃ روزہ اور غنیمت میں سے خمس نکالنے کا اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں وہ چار برتن ہیں شراب کے حنتم وغیرہ، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو یاد کرلو اور اپنی قوم کو جا کر بتادو۔

اگر تبلیغ والے بھی چند امور پر تاکید کرتے ہیں مصالح کی بنا پر، تو وہ یہ تو نہیں کہتے کہ ان کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں، اگر جماعت اسلامی والے مکمل دین کی اشاعت کرتے ہیں تو اللہ تعالٰے انہیں مبارک کرے۔ کون روکتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بدوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی جامع چیز بتادیجیے کہ اگر میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایمان، نماز، زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سُن کر قسم کھا کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ ان پر نہ زیادہ کروں گا نہ ان میں کمی کروں گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی جنتی آدمی کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھ لے۔

تم ہی بتاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اعمال پر جنت کی بشارت دیدی اگر تبلیغی لوگ چند امور پر زور دیتے ہیں تو دوسرے اعمال کو منع تو نہیں کرتے اور اسلامی جماعت کے لوگ مکمل دین پر عمل کراتے ہیں تو اللہ تعالٰے مبارک کرے، چاہے جماعت کے افراد مکمل دین کو خود

بھی نہ جانتے ہوں۔ مگر تبلیغی جماعت والے یہ تو نہیں کہتے کہ مکمل دین پر عمل نہ کرو، وہ یہ ضرور چاہتے ہیں کہ علماء کرام فقہائے عظام اور صحابہؓ پر اعتراضات نہ کرو۔ آپ نے تبلیغی جماعت کے جو کارنامے دکھلائے ان میں کوئی ناجائز چیز تو مجھے نہیں ملی اور یہ جماعت اسلامی والے اگر پورے کا پورا دین پھیلائیں تو کون منع کرتا ہے۔ جن واقعات کو آپ نے لکھا کہ حکومت اور غیر حکومت میں کیا سیاسی سازشیں ہو رہی ہیں آپ ہی بتائیے ان چالبازیوں کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے ؟ بخلاف نماز روزہ کے کہ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور یہ نماز روزہ کی تبلیغ تو آپ کے یہاں بھی ہے۔ اس لیے یہ نماز روزہ تبلیغ والوں کے حوالہ کیجیے اور سیاسی سازشوں کو آپ نمٹائیے۔ تبلیغی جماعت کے کوئی خاص افراد نہیں ہیں وہ تو اہم امور عبادات کو عام مسلمانوں کے سامنے پیش کرتی ہے اور جو لوگ دنیا کے ہر کام کو سنبھال سکتے ہیں وہ ان کو مبارک ہو۔ آپ ہی سوچیے کہ کوئی شخص ان دنیا بھر کے نظریات کو چلانا چاہے تو کیسے چلا سکتا ہے تبلیغی جماعت کے لوگ تو ان اہم اور موٹی باتوں پر زور دیتے ہیں جن کے بغیر کسی کو چارہ نہیں اور ان میں آپس میں مجادلہ اور جھگڑا نہیں سیاسی جماعتوں میں تو خود مسلمانوں میں اتنے اختلافات ہیں کہ حد نہیں۔ آپ کے نزدیک تبلیغی جماعت مسلمانوں کی مکمل راہنمائی کرنے کی اہل نہیں تو آپ اس سے بالکل علیحدہ رہیں، بیماری میں یہ مختصر لکھوایا۔ والسلام !

حضرت شیخ الحدیث صاحب زید مجدہ
بقلم حبیب اللہ ۲۴ر اکتوبر ۷۹ء
ناقل نجیب اللہ

باسمہ سبحانہ

مکتوب گرامی حضرت شیخ الحدیث صاحب

بسلسلہ کتب مودودی صاحب

عزیزم الحاج مولوی شاہد سلمہ۔ بعد سلام مسنون!

تم نے مودودی صاحب کے متعلق میرے مکاتیب اور فتنہ مودودیت شائع کر کے میرے مشاغل میں ایک مستقل اضافہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے میرا بہت سا وقت زبانی سوال و جواب اور خطوط میں ضائع ہوتا ہے۔ اس لیے میرا خیال ہوا کہ ہر شخص سے مستقل بات کرنا یا جواب دینا تو مشکل ہے تمہیں ہی ایک خط لکھ دوں اس کو ہی چھاپ کر کچھ تم رکھ لو، جو رسالہ فتنہ مودودیت کے اخیر میں چسپاں کر دو اور کچھ میرے پاس بھیج دو تاکہ میرا وقت زیادہ ضائع نہ ہو۔

مکاتیب پر عام طور سے یہ اعتراض ہے کہ تیرے خطوط متعارض ملتے ہیں بعض میں سختی ہے بعض میں نرمی ہے۔ بعض لوگوں کو تو پڑھنے کی اجازت دیتا ہے اور بعضوں کو سختی سے منع کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتداء میں، مَیں اپنے دو محترم دوستوں کی وجہ سے اور تیسرے عزیزم مولوی قدوسی مرحوم کی وجہ سے مودودی صاحب کا معتقد تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ مولوی قدوسی صاحب سے کثرت سے گفتگو کی نوبت آتی تھی۔ ان تینوں حضرات کی گفتگو کا ماحصل یہ تھا کہ موصوف کی کتابوں سے ملحد بے دین اسلام سے متنفر لوگ اسلام کی طرف مائل ہوتے ہیں اور چونکہ موصوف کی تحریر میں ان لوگوں کے مذاق کے موافق زور کلام ہے۔ اس لیے بے دینوں کے لیے ان کی کتابیں دیکھنا بہت مفید ہے۔ البتہ فقہ، تصوف کے موصوف زیادہ قائل نہیں ہیں۔ مجھے خود کتابیں دیکھنے کی نوبت نہیں آئی تھی اور مولانا قدوسی مرحوم ان کی کتابیں لوگوں کو مفت دیا کرتے تھے اس لیے مجھ سے بھی اس میں اعانت چاہتے اور اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے میں نے بھی متفرق اوقات میں کئی سو روپے موصوف کی کتابوں کی تقسیم میں خرچ کیے۔ اسی وجہ سے میرے خطوط میں تعارض ملتا ہے کہ میں روشن دماغ انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے تو مفید

سمجھتا تھا۔ مگر عربی مدارس کے طلباء اور عام لوگوں کے لیے غیر مفید بلکہ مضر سمجھتا تھا کہ کمیونزم وغیرہ چیزوں سے توان کو زیادہ واقفیت نہیں ہوتی، فقہی مسائل اور تصوف جس کا ماخذ حدیث احسان ہے کہ احسان ہی کا دوسرا نام تصوف ہے، سے کچھ نہ کچھ واقفیت ہوتی ہے۔ ان سے بے تعلقی پیدا ہونا میں مضر سمجھتا تھا۔ اس لیے میرے خطوط میں تعارض ہے۔ میرے ذہن میں اس وقت آدمیوں کے تین طبقے تھے۔

ایک ملاحدہ، انگریزی تعلیم یافتہ جن کے متعلق میں اپنے رسالہ فضائل عربی میں انگریزوں کے خیالات لکھ چکا ہوں کہ ایسی قوم پیدا کرنی ہے کہ جو رنگ و روپ سے تو ہندوستانی ہوں مگر ذہن کے اعتبار سے انگریز ہوں۔

انگریزی تعلیمات کے اثرات کے بارے میں ہمارے شیخ مدنی نور اللہ مرقدہ اپنے مکاتیب و تقاریر و ملفوظات میں کثرت سے ڈبلیو، ڈبلیو ہنٹر کا یہ مقولہ نقل کرتے رہتے تھے کہ ہمارے کالجوں، اسکولوں سے پڑھا ہوا کوئی ہندو یا مسلمان ایسا نہیں ہے جس نے اپنے بزرگوں کے مذہبی عقاید کو غلط سمجھنا نہ سیکھا ہو۔ (مکتوبات شیخ الاسلام صفحہ ۳۸۶ جلد اول)

نیز نقش حیات میں حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ لارڈ میکالے اور اس کی کمیٹی اپنے تعلیمی اغراض و مقاصد اور ان کی اسکیم کی رپورٹ میں مندرجہ ذیل کلمات تحریر کرتی ہے کہ ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق "رائے" الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔ (نقش حیات صفحہ ۱۶۰ جلد اول)

اسی طرح حضرت نے ہنٹر کا دوسرا مقولہ یہ نقل کیا ہے کہ ہمارے اینگلو انڈین اسکولوں سے کوئی نوجوان خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان ایسا نہیں نکلتا جو اپنے آباء و اجداد کے مذہب سے انکار کرنا نہ جانتا ہو۔ ایشیا کے پھلنے پھولنے والے مذاہب جب مغربی سائنس لبستہ حقائق کے مقابلہ میں آتے ہیں تو سوکھ کر لکڑی ہو جاتے ہیں۔ (صفحہ ۱۱)

اب مسلمانوں کے لیے قابل غور چیز یہ ہے کہ مذہبی عقائد جب فنا ہو جائیں گے تو مسلمانی کس چیز کی رہ جائے گی اور جب مسلمانی نہ رہے گی تو آخرت میں سوائے جہنم کے اور کیا

ملے گا۔)

دوسرا طبقہ ان اہل علم کا جو غلط صحیح میں فرق کر سکیں، احادیث پر ان کی نظر ہو۔

تیسرا طبقہ ان طلباء کا جو علم حدیث پر زیادہ نظر نہ رکھتے ہوں یا ایسے اردو خوانوں کا جو صحیح وسقیم میں امتیاز نہ کر سکیں۔

پہلے طبقہ کے لیے تو میں ضروری اور مفید سمجھتا تھا، اور دوسرے طبقہ کے لیے مضر نہیں سمجھتا تھا کہ وہ صحیح وسقیم میں فرق کر سکتے ہیں اور تیسرے طبقہ کے لیے مضر سمجھتا تھا۔ اسی فرق کی وجہ سے میرے ابتدائی خطوط کے جوابات میں اختلاف ہے اور مشوروں میں بھی فرق ہے مگر مولانا قدوسی مرحوم نے اپنے خیالات کو طلبہ میں پھیلانا شروع کیا۔ طلبہ کی جماعت جذباتی اور جوشیلی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے مدرسہ میں پڑھنے پڑھانے کی بجائے مناظرہ کا میدان شروع ہو گیا۔ مولانا قدوسی سے تعلق رکھنے والے طلباء ہر وقت اسی فکر میں رہتے کہ دوسرے طلباء کو متاثر کیا جائے اور طلبہ کی اکثریت جو اکابر سے تعلق رکھنے والی تھی وہ مخالفت کرتی تھی۔ مولانا قدوسی تو جذباتی نہیں تھے سنجیدگی سے کہتے تھے مگر ان کی جماعت کے لوگ سخت الفاظ استعمال کرتے رہتے تھے۔ خود ہمارے ہی مدرسہ کا قصہ ہے کہ ایک صاحب آتے اور ایک طالب علم سے جو بخاری شریف کے سبق میں جا رہا تھا زور سے کہنے لگے کہ "یہ بخاری کا بت کب تک اٹھاتے پھروگے۔" اس لفظ سے بہت طلباء بد کے اور اس قسم کے بیہودہ الفاظ اکابر کی شان میں لیا اوقات سننے میں آتے رہتے تھے۔ اس پر میں نے مولوی قدوسی پر اپنے تعلق کی وجہ سے کئی دفعہ نکیر کی کہ تمہارے متبعین بہت زیادہ آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ مولوی قدوسی مرحوم سے میرا بہت خصوصی تعلق تھا۔ میری تنبیہ پر وہ بھی بعض دفعہ جوش میں آجاتے اور مباحثہ کی نوبت آجاتی۔ مگر مجھ پر کوئی اثر ان کی گفتگو کا نہیں پڑتا تھا۔ اور ان کا وہ جوش بھی وقتی ہوتا۔ مگر طلبہ کی کشمکش جب دیگر مدرسین حضرات تک پہنچی اور چونکہ وہ میرے ہم نام تھے اس لیے باہر کے خطوط میں بھی مجھ سے یہ مطالبے شروع ہوئے کہ اگر تو جماعت اسلامی میں شریک ہو گیا ہے تو علی الاعلان ظاہر کر۔ اور شہر میں بھی ہنگامہ کی صورت ہو گئی اور جماعت اسلامی کے اعلانات میں بھی یہ لفظ آنے لگا کہ مدرسہ مظاہر علوم کی طرف سے مولانا زکریا صاحب نے شرکت کی۔

اس پر غلط فہمی اور بڑھی۔ شہر کے افراد انفرادًا اور اجتماعًا حضرت ناظم صاحب کے پاس بار بار آتے کہ مدرسہ اپنا مسلک اس سلسلہ میں ظاہر کرے اور جب ان سے کہا جاتا کہ مدرسہ کا مسلک وہی ہے جو جملہ اکابر کا ہے۔ مولوی قدوسی صرف اس سے متاثر ہیں تو ان کی علیحدگی کا مطالبہ ہوتا اور جب ہم لوگوں کی طرف سے کوئی کاروائی عمل میں نہ آئی تو حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ سے ہم لوگوں کی شکایتیں لگانی شروع کیں اور اس ناکارہ پر چونکہ حضرت کی بہت شفقت تھی رجب بھی دیوبند سے لکھنؤ لائن پر تشریف لے جانا ہوتا یا آنا ہوتا تو ہمیشہ دیوبند سے تشریف لے جاتے وقت اگر ایک گھنٹہ بھی دونوں گاڑیوں میں فصل ہوتا تو واپسی کے تانگہ پر مدرسہ تشریف لاتے اور لکھنؤ سے آتے وقت لکھنؤ یا اس کے آس پاس سے تار دیدیتے کہ فلاں وقت پہنچ رہا ہوں، تو زکریا ہمیشہ اسٹیشن پر جانے کا اہتمام کرتا، اس وجہ سے حضرت نے مجھے کئی دفعہ ڈانٹا کہ اگر تم مولوی قدوسی پر کنٹرول نہیں کر سکتے تو ان کو مدرسے سے علیٰحدہ کیوں نہیں کر دیتے۔ اس کو تم اپنے مقدمہ میں تفصیل سے لکھ چکے ہو اور تفصیلی واقعات بیکار بھی ہیں۔

بہرحال اس وجہ سے اہل مدرسہ نے مولوی قدوسی کو زیادہ زور سے تنبیہ کرنا شروع کر دیا جس کی تفصیل تمہارے مضمون میں آ چکی ہے۔ یہی منشاء میرے جوابات میں اختلاف کا ہے۔

(۴) ہمارے مولانا قدوسی سے تعلق رکھنے والے دو صاحبزادے مدرسہ میں زیادہ زور ول پر تھے اور وہ حضرت ناظم صاحب سے بار بار یہ درخواست کرتے تھے کہ اگر یہ ناکارہ ان کی کتابوں کو دیکھ لے تو مولانا قدوسی سے آگے ہو گا۔ اس لیے حضرت ناظم صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ بھی اس ناکارہ پر بار بار اصرار کرتے تھے کہ یہ لڑکے یوں کہتے ہیں کہ اس ناکارہ نے ان کی کتابیں دیکھی نہیں ہیں، سُنی سُنائی باتوں پر اختلاف کر رہا ہے۔ اس لیے حضرت ناظم صاحب کا مجھ پر اصرار رہا کہ میں ان کی کتابیں دیکھوں، اور میں اپنے تالیفی اور دوسرے مشاغل کا عذر کرتا رہا مگر حضرت ناظم صاحب کے اصرار پر جمادی الاولی سنہ [illegible]ھ سے شعبان تک چار مہینے سبق کے علاوہ اپنے سارے مشاغل چھوڑ کر اور وہ زمانہ جوانی اور قوت کا تھا ساری رات جاگ لینا بھی بہت آسان تھا۔ چار مہینے میں تقریبًا ایک ہزار سے زائد کتابیں مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی پڑھیں، جو یہی لڑکے اپنے شوق سے کہیں کہیں سے مانگ کر مجھے دکھاتے تھے، اس اُمید

پر کہ یہ مولانا مودودی سے آگے ہو جائے گا۔ مگر میں نے جوں جوں ان کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا ان کی کتابوں سے تنفر بڑھتا گیا۔ اس لیے کہ کمیونزم وغیرہ کے متعلق تو ان کا قلم بہت ہلکا چلتا ہے، لیکن فقہ حدیث اور دینی امور پر ایسا بے لگام چلتا ہے کہ جیسا بہت غصّہ میں بھرا ہوا لکھتا ہے۔ ان کی تنقید سے ائمہ فقہ، بلکہ صحابہ کرام، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس بھی نہیں چھوٹی۔ وہ جس چیز کو رد کرنا چاہتے ہیں اس کو لوگوں کا خیال خام کہہ کر تعبیر کیا کرتے ہیں، جیسا کہ میں اپنے اس خط میں حضرت امام مہدی اور جمعہ کے مسئلہ میں لکھ چکا ہوں کہ وہ سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادت پر بھی لوگوں کا خیال خام کہہ کر رد کیا کرتے ہیں، اس چیز سے میری طبیعت کو بہت دحشت ہوئی اور بہت ہی تنفر بڑھا۔ اس لیے کہ ہم لوگ تو اپنی نجات کا مدار ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر عمل میں سمجھتے ہیں، چاہے وہ ہماری سمجھ میں آویں یا نہ آویں اور جب مودودی صاحب اپنی تحریرات میں ان احادیث کو لوگوں کا خیالِ خام کہہ کر ظاہر کرتے ہیں تو حدیث کا مبتدی بھی بھڑکے بغیر نہیں رہے گا۔

(۳) رسالہ فتنہ مودودیت کی تعریف تو بہت کثرت سے میرے معتمد دوستوں اور جماعت سے متاثر لوگوں سے خطوط اور زبانی بھی سننے میں آئی۔ بہت سے احباب نے جو جماعت سے متاثر بھی تھے، یہ کہا کہ اس رسالہ میں معلومات تو بہت ہیں مگر بہت دیر میں شائع ہوا، ہمیں باوجود ان کی جماعت کے تاثر کے بہت سی معلومات اس رسالہ سے ہوئیں مگر ساتھ ساتھ میں اعتراضات بھی اس رسالہ کے متعلق لوگوں نے کیے۔ اول یہ کہ رسالہ تو بہت مفید اور بہتر ہے مگر نام اشتعال پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے متعلق تو تم دوسرے ایڈیشن میں اصلاح کر چکے ہو مگر یہ رسالہ ہندوستان میں تو ایک ہی جگہ چھپا مگر پاکستان میں چھ سات جگہ سابقہ نام سے چھپ چکا ہے اس لیے تمہاری اصلاح تو کچھ مفید نہیں معلوم ہوتی۔

دوسرا اعتراض بعض لوگوں نے یہ کیا کہ تم مولویوں کو کافر بنانے کے سوا کوئی کام نہیں میرے اس رسالہ میں یا کسی تحریر میں تکفیر نہیں ملے گی۔ نہ میں تکفیر کا قائل ہوں مگر اس اعتراض کا جواب کہ مولویوں کو کافر بنانا آتا ہے حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے بہت سے ملفوظات میں ہے اور بہت اچھا ہے۔ حضرت قدس سرہ فرماتے تھے کہ مولوی کسی کو کافر بناتے نہیں بلکہ

کافر بناتے ہیں۔ کسی کے بنانے سے نہ کافر مسلمان ہوتا ہے نہ مسلمان کافر۔ مولوی تو یہ بتاتے ہیں کہ فلاں فلاں چیزیں موجب کفر ہیں ان سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اور حضرت نے صحیح فرمایا۔ کہ مولویوں کے ذمہ یہ ضروری ہے کہ وہ عوام کو متوجہ کرتے رہیں کہ فلاں فلاں چیزیں موجب کفر ہیں ان سے احتراز کرنا چاہیئے۔

تیسرا اعتراض یہ کیا گیا کہ بہت ناوقت طبع کیا گیا۔ جبکہ جماعت اسلامی کے لوگوں کو گرفتار کیا جا رہا تھا۔ میں تمہاری طرف سے یہ کہتا رہتا ہوں کہ ناشر کو شاید خبر بھی نہ ہو کہ ان کی گرفتاری ہو رہی ہے۔ البتہ میرے پاس مدینہ منورہ میں بہت سے مودودی احباب کے خطوط آتے رہے اور اس میں اس ناکارہ سے دعاؤں کا اصرار ہوتا رہا اور میں ان کے جوابات لکھواتا رہا اور دعائیں بھی کرتا رہا اور اب بھی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ہر ابتلاء سے بچائے۔

دراصل یہ رسالہ مولوی قدوسی صاحب کے اصرار پر جب انہوں نے یہ کہا کہ صرف تین آدمیوں سے گفتگو کر سکتا ہوں۔ حضرت ناظم صاحب، مولوی منظور صاحب، رحمہما اللہ تعالیٰ اور زکریا سے۔ تو میں نے یہ سوچ کر کہ زبانی گفتگو میں ساری بات مستحضر نہیں ہوتی ایک خط ان کو لکھا تاکہ وہ بار بار پڑھیں اور دیکھیں۔ اسی لیے احادیث کی طرف اشارے کیے تھے، پوری احادیث نہیں لکھی تھیں اور میرا ارادہ اس کے شائع کرنے کا بھی نہیں تھا۔ میرے حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہ کو جب اس خط کی خبر ہوئی تو حضرت نے کئی دفعہ اس کی طباعت پر اصرار کیا مگر میں یہی عذر کرتا رہا کہ وہ خط عوام کے قابل نہیں۔ عوام کے لیے تو تفصیل سے لکھنے کی ضرورت ہے، انشاء اللہ تعالیٰ کسی فرصت میں نظر ثانی کر کے طبع کروں گا۔ حضرت مدنی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے وصال کے بعد میرے مخلص دوستوں نے بہت اصرار کیا اور میں یہ کہتا رہا کہ میں نے حضرت قدس سرہ کے ارشاد پر بھی طبع نہیں کرایا تو تمہارے کہنے پر کیسے طبع کرا دوں۔ اتنے میں اس پر نظر ثانی کر کے عوام کے قابل نہ بنا لوں اتنے نہیں چھاپنے کا۔

میرے حجاز آنے کے بعد میرے دوستوں نے عزیز شاہد پر اور زیادہ اصرار کیا کہ وہ موجودہ حالت میں بھی بہت مفید ہے۔ میں تو اپنے قیام ہند میں اس کو دکھلاتا بھی نہیں تھا مگر عزیز شاہد اپنے بڑوں کے اصرار پر دکھلانے پر مجبور ہو گیا اور اس نے حتی الوسع اپنے ضمائم

میں ایک حد تک اس ضرورت کو پورا بھی کیا جو میرے نزدیک اہم تھی۔ مگر میں خود ہی اس کی نظر ثانی کرتا تو زیادہ اچھا تھا۔ رسالہ کا نام "فتنہ مودودیت" نہ میرا تجویز کردہ ہے نہ عزیز شاہد کا بلکہ ان ہی دوستوں کا تجویز کیا ہوا ہے جنہوں نے اس کی طباعت پر اصرار کیا۔ میں تو کیا نام تجویز کرتا جبکہ ایک نجی خط تھا اور طبع کرنے کا ارادہ بھی نہ تھا۔

(۴) میرے حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کی مخالفت تو پہلے سے تھی مگر شدت ۱۳۷۰ھ ہی سے شروع ہوئی جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ حضرت قدس سرہ کا معمول یہ تھا کہ جب ٹانڈہ وغیرہ سے تشریف لاتے تو کسی جگہ سے تار دیا کرتے تھے۔ شوال ۷۰ھ میں حضرت نے اپنی تشریف آوری کا تار دیا اور اس وقت حضرت رائپوری بھی تشریف فرما تھے مگر رائپور جانے والے تھے۔ مگر حضرت کے تار کی خبر سن کر قیام فرما لیا اور ہم دونوں دس بجے اسٹیشن حاضر ہوئے۔ حضرت مدنی نے ڈبہ سے اتر کر حضرت رائپوری سے ملاقات پر بہت اظہار مسرت کیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تم دونوں سے بہت ضروری مشورہ کرنا تھا۔ مولانا رائپوری کا قیام کب تک رہے گا؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت تو آج صبح تشریف لیجانیوالے تھے حضرت کے تار کی وجہ سے ہی قیام کیا۔ حضرت مدنی نے فرمایا کہ اس وقت تو میرے ساتھ مستورات بھی ہیں اور سامان بھی ہیں ان سب کو دیوبند پہنچا کر اگلی گاڑی سے واپس آؤں گا۔ مجھ بے ادب گستاخ نے عرض کیا کہ حضرت آج بالکل ارادہ نہ فرماویں کل کو تشریف لے آویں اور حضرت رائپوری کی طرف اشارہ کرکے عرض کیا کہ ان کو تو بخاری کا سبق نہیں پڑھانا ہے ان کو تو نور ہی پھیلانا ہے۔ رائپور میں نہیں دو دن سہارنپور میں ہی نور پھیلالیں گے مگر حضرت مدنی نے قبول نہیں فرمایا اور دوسری گاڑی سے واپس تشریف لے آتے اور شام کو کتب خانہ کے شرقی کمرے میں جو اس وقت مہمان خانہ تھا، میرے دونوں بزرگ دیوار سے کمر لگائے بیٹھے تھے اور یہ ناکارہ دونوں کے سامنے خارجانہ بیٹھا تھا۔ حضرت مدنی نے ارشاد فرمایا کہ مودودیوں کے متعلق مجھے تفصیل سے کتابیں دیکھنے کی تو نوبت نہیں آئی کچھ تراشے لوگوں نے بھیجے ہیں وہ دیکھتا رہا۔

مولوی ابو اللیث کے خطوط اس سلسلہ میں آرہے ہیں وہ اس سلسلہ میں گفتگو کرنے پر

اصرار کر رہے ہیں تم دونوں کا اس میں کیا خیال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ دونوں کے جوتے سر پر رکھنا موجب عزت اور فخر سمجھتا ہوں۔ مگر چار مہینے شب و روز ان کی کتابیں پڑھ کر ان کی کتابوں سے اتنا متنفر ہو گیا کہ آپ حضرات متفقہ طور سے بھی کوئی حکم فرمادیں گے تو تعمیل سے معذوری ظاہر کر دوں گا۔ حضرت مدنی نے ہنس کر فرمایا کہ یہ ہے ہمارے جوتوں کی حقیقت۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! چار ماہ شب و روز ان ہی کی کتابیں دیکھنے میں گذرے ہیں اور اتنا مواد میری کاپیوں میں موجود ہے کہ حضرت اتنا دیکھ بھی نہیں سکتے۔ حضرت مدنی نے فرمایا کہ اس وقت قیام کی تو فرصت نہیں تین چار دن میں مولانا اعزاز علی صاحب کو ساتھ لے کر آؤں گا اور تیری ساری تحریرات سنوں گا۔

حضرت رائپوری تو دوسرے دن رائپور تشریف لے گئے مگر حضرت مدنی دو تین دن کے بعد مولانا اعزاز علی صاحب کو ساتھ لیکر آئے اور اسی مہمانخانہ میں وہ دونوں حضرات اور یہ ناکارہ اور مفتی سعید احمد صاحب بیٹھے رہتے اور زینہ کے برابر کے کیواڑ لگے رہتے۔ لوگ جوق در جوق جنگلہ پر سے دیکھتے رہتے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کوئی سیاسی مسئلہ تو ہے نہیں اس لیے کہ زکریا اور مفتی سعید کو سیاسیات سے کیا واسطہ پھر یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور حضرت مدنی اور مولانا اعزاز علی صاحب نے دو دن قیام فرمایا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تمہارے نوٹ جو ہیں وہ سناؤ اور اصل کتابوں میں نشان رکھ کر یہاں رکھ دو۔ میں نے اپنے مدرسہ کے ان دونوں صاحبزادوں سے کہا کہ حضرت مدنی بھی تمہاری کتابیں دیکھنا چاہتے ہیں جو مجھے دکھلائیں، تو وہ اور بھی خوش ہوئے ان بچوں کا یہ خیال تھا کہ اگر حضرت مدنی بھی ہمنوا ہو گئے تو سارے ہی اداروں میں ہماری تحریک چل جائے گی۔ وہ ساری کتابیں تو نہ آسکیں جو چار ماہ میں میں نے دیکھی تھیں لیکن بہت سی کتابیں لائے۔ اور یہ ناکارہ اپنی یادداشت کو دیکھ کر اصل کتابوں میں نشان رکھتا رہا اور حضرت مدنی اور مولانا اعزاز علی صاحب اصل کتابوں کو دیکھ کر دو دن تک خوب نوٹ فرماتے رہے اور مواد اپنے ساتھ لے گئے اور اسی وقت سے حضرت مدنی کا جوش بھی مودودیوں کے خلاف تیز ہو گیا کہ حضرت مدنی نے خود اپنی آنکھوں سے ان مضامین کو اصل کتابوں میں پڑھ لیا تھا۔ اس مضمون کو تو میں ذرا اور بھی تفصیل سے لکھوانا چاہتا تھا۔ مگر آج کل حجاج کی واپسی کا ہجوم ہو رہا

ہے اور میری طبیعت بھی صاف نہیں اس لیے مختصر طور پر اپنے خط اور رسالہ کا پس منظر لکھوانا پڑا اگر عزیز شاهد اس کو چھپوا دے تو مجھے ہر ایک سے گفتگو نہ کرنی پڑے پوچھنے والے کو یہی تحریر دے دیا کروں گا۔

فقط والسلام

محمد زکریا کاندھلوی

نزیل مدینہ منورہ

۳۰ / ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ ہجری

فہرستِ کتب

جو جماعت اسلامی اور اس کے بانی کی تحریرات اور افکار و آراء کے بارے میں لکھی گئیں

جناب مودودی صاحب نے بہت کچھ لکھا ہے اور ان کی تحریرات اور افکار و آراء نیز ان کی قائم کردہ جماعت کے بارے میں تقریباً ہر طبقہ کے علماء نے تنقید کی ہے، چھوٹی موٹی کتابوں، ماہناموں، ہفت روزہ رسالوں میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس کا احصار بہت مشکل ہے۔ سرسری طور پر جو کتابیں اس وقت سامنے آئیں اور احباب سے جن کا علم ہوا ان کی ایک مختصر سی فہرست پیش کی جا رہی ہے تاکہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو سمجھنے کے لیے جو حضرات مزید تحقیق و تفتیش کے خواہاں ہوں ان کو ان کتب سے مدد مل سکے۔ اس لیے کتابوں کے ملنے کے پتے بھی لکھ دیئے گئے ہیں، یہ کتب ہند و پاک دونوں ملکوں میں چھپی ہیں جس کو جہاں سے جو کتاب میسر ہو جائے حاصل کرے۔ ان کو خود پڑھیں دوسروں کو پڑھائیں اور دورِ حاضر کے اس عظیم فتنہ سے بچنے اور بچانے کی فکر کریں۔ جماعت اسلامی کے احباب کا یہ طریقہ ہے کہ جب مودودی صاحب کی کسی بات کی گرفت کی جاتی ہے تو کہہ دیتے ہیں ان کی بات کو سمجھے نہیں اسلیے اعتراض کرتے ہیں، یہ بات عجیب ہے کہ مودودی صاحب کی اردو عبارت کا مطلب اردو جاننے والے نہ سمجھ سکیں، ان کی باتیں کوئی متشابہات تو نہیں ہیں جن کو سمجھا نہ جا سکے اور جن پر بے سمجھے ایمان لانا ضروری ہو اور کبھی یوں جواب دیتے ہیں کہ مولوی لوگ جماعت اسلامی کی وجہ سے اپنا حلقۂ اثر کم ہوتا دیکھ رہے ہیں اور ان کے حلوے مانڈے میں فرق آ رہا ہے اس لیے مودودی صاحب کے پیچھے پڑے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ علماء کی تنقید اخلاص کے ساتھ نہیں ہے، یہ بات بھی عجیب ہے کہ سارے ہی علماء جو ہزاروں کی تعداد میں ہیں ان میں کوئی بھی مخلص اور دیندار اور دیانتدار نہ ہو اور سارا اخلاص اور تقویٰ اور دیانت صرف جماعت اسلامی کے نوعمر لڑکوں میں جمع ہو جائے جو صرف اشتہار دیکھ کر مودودی صاحب کے عقیدت مند

ہوگئے ہیں۔ پھر ہم تو دیکھتے ہیں کہ جماعت اسلامی کے معتقدین میں اضافہ ہونے سے کوئی کسی مولوی کو کبھی کوئی فاقہ نہیں ہوا۔ نہ کسی کی خوراک پوشاک پر اثر پڑا، سب اللہ کا دیا کھاتے پیتے ہیں، جس طرح مودودی صاحب کے وجود سے پہلے کھاتے پیتے تھے۔ بھلا ایسی لچر باتوں سے کہیں دلائل کو دبایا جاسکتا ہے اور حقائق کو پس پشت ڈالا جاسکتا ہے ؟ صاف سیدھی بات یہ ہے کہ حضرات علمائے کرام نے جو مودودی صاحب کی گرفت کی ہے ان کا دلیل سے جواب دیا جائے نہ یہ کہ جواب سے تو خاموشی اختیار کرلی جائے اور اپنے غلط افکار و انظار اور فاسد بلکہ باطل خیالات پر جمتے ہوئے مولویوں کو صلواتیں سنا کر دل ٹھنڈا کر لیا جائے۔ بہر حال جن کتابوں کے نام یہاں درج کیے گئے ہیں وہ جماعت اسلامی کے افراد کے لیے باعث اصلاح و رجوع الی الحق ہوں یا نہ ہوں، دیگر افراد امت کے لیے انشاء اللہ ضرور مشعل راہ ہوں گی۔ اب فہرست ملاحظہ فرمایئے۔

اسمائے کتب	اسمائے گرامی مصنفین کرام	ملنے کے پتے
۱۔ مکتوبات بسلسلہ مودودی جماعت	از حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ حکیم عبدالرشید گنگوہی	کتب خانہ دیوبند، ضلع سہارنپور کتب خانہ یحیوی مظاہر علوم سہارنپور
۲۔ مکتوبات ثلثہ از حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ ودیگر حضرات		
۳۔ فتنۂ مودودیت	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم	کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور منظوری کتب خانہ ۱۲/۲ جی ناظم آباد کراچی ۱۸ جامعہ عربیہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۴۔ الاستاذ المودودی (عربی) (ترجمہ فتنۂ مودودیت)	" " "	" " "
۵۔ مکتوبات شیخ جلد سوم	" " "	" " "
۶۔ الاستاذ المودودی (عربی) اول ودوم	حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ	کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور جامعہ عربیہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

اسمائے کتب	اسمائے گرامی مصنفین کرام	ملنے کے پتے
۷۔ التفسیر السیاسی للاسلام (عربی)	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہم	دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔
۸۔ عصر حاضر میں دین کی تفہیم وتشریح	" "	" " "
۹۔ جماعت اسلامی کی مجلس مشاورت تک	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہم	کتب خانہ الفرقان گوئن روڈ لکھنؤ
۱۰۔ حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب	حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	انجمن خدام الدین لاہور
۱۱۔ اظہار حقیقت، بجواب خلافت و ملوکیت	مولانا محمد اسحاق صدیقی مدظلہم	جامعہ عربیہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵
۱۲۔ تقصیرات تفہیم	مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری	مدنی دارالتالیف بجنور (یوپی) ہند
۱۳۔ مودودی صاحب اکابر امت کی نظر میں	مولانا حکیم محمد اختر صاحب دام ظلہم	مظہری کتبخانہ ۱/۲ جی ناظم آباد کراچی ۱۸
۱۴۔ مقام صحابہ رضی اللہ عنہم	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ دارالعلوم (کورنگی) کراچی ۱۴
۱۵۔ حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق	مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم	" "
۱۶۔ مسئلہ تقلید	مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی	کتب خانہ یحیوی سہارنپور
۱۷۔ تحریک مودودیت کی ایکسرے رپورٹ	مولانا عبدالقدوس رومی مظاہری مفتی آگرہ	صہیب برادرس ۱۱/۹ صابن کٹرہ آگرہ
۱۸۔ مودودیت بے نقاب	" " "	" "
۱۹۔ ایک آئینہ میں تین چہرے	" " "	" "
۲۰۔ تفہیم القرآن سمجھنے کی کوشش	" " "	" "
۲۱۔ کھلی چٹھی بنام مودودی صاحب	قاضی مظہر حسین صاحب	چکوال ضلع جہلم مدنی جامع مسجد
۲۲۔ مودودی مذہب	" " "	" "
۲۳۔ عادلانہ دفاع، جلد اول و دوم	سید نورالحسن بخاری	مکتبہ رحیمیہ ملتان
۲۴۔ کشف حقیقت	مولانا سعید احمد صاحب مفتی اعظم مظاہر علوم سہارنپور	کتب خانہ یحیوی مظاہر علوم سہارنپور

اسمائے کتب	اسمائے گرامی مصنفین کرام	ملنے کے پتے
۲۵- مودودی صاحب کے غلط نظریات	کریم الدین صاحب	مکتبۂ اسلام دیوبند
۲۶- مسئلہ خلافت وملوکیت کی تحقیق وتوضیح اور مودودی صاحب کے صحابہ کرام پر بے بنیاد الزامات کا مدلل جواب۔	علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہٗ	شعبۂ تصنیف وتالیف مدرسہ عربیہ عثمانیہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان
۲۷- ماہنامہ بینات	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	جامع مسجد علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵
۲۸- تنقید اور حق تنقید	〃 〃 〃	ملک سنز پبلشرز فیصل آباد
۲۹- تعبیر کی غلطی	جناب وحید الدین خانصاحب	الجمعیۃ بکڈپو گلی قاسم جان دہلی
- دین کی سیاسی تفسیر	〃 〃 〃	〃 〃 〃
۳۰- آپ بیتی	جناب شمس الحسن صاحب صدیقی استاذ درسگاہ اسلامی دارالاسلام پٹھانکوٹ	شائع شدہ نوائے پاکستان لاہور ۴، دسمبر ۵۵ء
۳۱- آپ بیتی	حکیم عبدالرحیم اشرف	شائع شدہ المنیر لائلپور ۴ اکتوبر ۵۸ء
۳۲- تحریک جماعت اسلامی ایک تحقیقی مطالعہ	از ڈاکٹر اسرار احمد صاحب لاہور	سنت نگر لاہور
۳۳- اسلامی سیاسیات یا سیاسی اسلام	از حکیم مولانا عبیداللہ سری نگر کشمیر	پتہ معلوم نہ ہو سکا۔

ان کتابوں اور رسالوں میں مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہم اور مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہم اور جناب وحید الدین صاحب اور جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور جناب حکیم عبیداللہ صاحب سری نگر کی کتابیں زیادہ اہتمام سے پڑھنی چاہئیں۔ نیز جناب حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف اور جناب شمس الحسن صاحب کی آپ بیتی بھی زیادہ توجہ کے لائق ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ حضرات جماعت اسلامی کے پرزور داعی اور رکن رکین تھے۔ بلکہ ان میں بعض حضرات جماعت اسلامی کی تاسیس کے وقت شریک تھے۔ یہ سب حضرات جماعت کو اور بانیٔ جماعت کو خوب اندر

باہر سے دیکھ کر علیحدہ ہوتے اور انہوں نے جماعت کے خلاف کتابیں لکھیں اور علیحدگی کے اسباب ظاہر کیے۔ کیا یہ سب لوگ غیر مخلص اور ناسمجھ اور تقویٰ سے خالی اور صرف دنیادار ہیں کیا ان میں کوئی بھی رجل رشید نہیں جو سچی بات کہتا ہو۔ ان حضرات کی کتابیں چھپی ہوئی ہیں۔ البتہ جو چیز کتابی صورت میں نہیں آئی۔ مثلاً شمس الحسن صاحب کی آپ بیتی اور حکیم عبدالرحیم صاحب کی آپ بیتی ان کیلئے رسالہ مودودیت بے نقاب" مؤلفہ مفتی مولانا عبدالقدوس صاحب رومی مظاہری مفتی شہر جامع مسجد آگرہ ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا موصوف نے اپنی اس کتاب میں پانچ ایسے حضرات کی خود نوشت، سرگذشت اور آپ بیتی جمع کی ہے جنہوں نے برسوں جماعت اسلامی کا رکن ہوتے ہوئے جماعت کا کام کیا اور پھر جماعت کا رنگ ڈھنگ دینی تقاضوں کے خلاف دیکھ کر جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ گھر کے بھیدی سے بڑھ کر اسرار و رموز کا جاننے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ جو حضرات جماعت میں شامل تھے اپنے زمانہ شمولیت میں تو جماعت کے نزدیک بڑے مخلص اور متقی اور دینی تقاضوں کو سمجھنے والے اور اقامتِ دین کا بیڑہ اٹھانے والے تھے پھر جب یہ لوگ جماعت سے علیحدہ ہوئے تو جماعت کے کارکنوں کے نزدیک اسی وقت ان میں کیڑے پڑ گئے، ان کا دیانت و تقویٰ سب کافور ہو گیا ___ یہ نیا دین ۱۹۴۱ء کی پیداوار ہے جبکہ جماعت اسلامی کے نام سے مودودی صاحب نے ایک جماعت قائم کی تھی۔ ان لوگوں کے نزدیک ایمان اور اسلام، اخلاص، تقویٰ، دیانتداری، اقامتِ دین کی طلب اور تڑپ صرف ان لوگوں میں مرکوز ہے جو جماعت کا کلمہ پڑھتے ہوں اور مودودی صاحب کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہوں۔ جو لوگ جماعت اسلامی کی عقیدت میں پختہ ہو چکے ہیں یا جن کی اغراض جماعت سے وابستہ ہیں وہ تو ان باتوں پر کیا غور کریں گے۔ نئے نئے متاثرین و متعارفین اور ہمدردانِ جماعت کو ہم ان امور پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

احقر محمد اقبال ہوشیارپوری
نزیل مدینہ منورہ
۴ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

ضروری وضاحت

(مولانا عبد القدوس نے "مودودیت بے نقاب" میں جو پانچ حضرات کی آپ بیتی جمع کی ہے اس کے دیباچہ میں چند وضاحتیں لکھی ہیں ان میں سے وضاحت ۲ مضمون کی مناسبت سے یہاں درج کی جاتی ہے)

ان آپ بیتیوں کی مجموعی اشاعت سے مقصود یہ دکھلانا ہے کہ علامہ مودودی کی تحریکِ حکومتِ الٰہیہ اور تحریکِ اقامتِ دین کی حقیقت (جس کے متعلق موصوف کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ تحریک انہی خطوط پر قائم کی گئی ہے جن خطوط پر ابتدائی دورِ نبوت میں اسلام کی تحریک چلائی گئی تھی)

ناظرین کھلی آنکھوں دیکھ لیں کہ اس اصلی دعوتِ اسلام اور اس نقلی تحریکِ اسلام میں کتنا واضح فرق یہ موجود ہے کہ دورِ نبوت کے آغاز میں جو شخص بھی حلقۂ اسلام میں داخل ہوا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسلام ہی کا ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ شاہِ حبشہ نے جب حضرات مہاجرین سے کچھ سوالات تحقیق حال کیلئے کئے تو ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا جو شخص اس نئے دین میں داخل ہو جاتا ہے پھر وہ اس سے برگشتہ بھی ہوتا ہے جواب میں کہا گیا کہ نہیں، ایسا نہیں ہوتا۔

اسلام کے دورِ اول کی اس تصویر کے بالکل برخلاف آپ دیکھیں گے کہ علامہ کی تحریکِ اسلام میں جتنے بھی سابقین اولین تھے تقریباً سب ہی برگشتہ و منحرف ہو گئے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیئے جو کسی زمانہ میں علامہ نے اپنے معترضین کی زبان بندی کے لیے فرمائی تھی کہ میری بات اگر صحیح نہ ہوتی تو فلاں فلاں صاحبان (حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب وغیرہ) میرے ساتھ کیوں ہوتے؟ مگر اس ہٹ دھرمی کا علاج کس کے پاس ہے کہ وہ سب حضرات جو علامہ کے برحق ہونے کا ثبوت تھے وہ سب ہی علامہ کو گمراہ سمجھ کر علیحدہ ہو گئے۔ لیکن خود علامہ اور ان کے معتقدین کو اب بھی اپنے برحق ہونے پر اصرار ہے۔ یہ ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا؟ (مودودیت بے نقاب ص۸)

اللہ جل شانہٗ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع نصیب فرمائے۔

(آمین)

تصانیف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

اُردو تصانیف

خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی
حکایات صحابہ رضہ
فضائل ذکر
فضائل نماز
فضائل قرآن مجید
فضائل رمضان
فضائل تبلیغ
فضائل درود شریف
فضائل صدقات کامل ۲ جلد
تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات

موت کی یاد
قرآن عظیم اور جبریہ تعلیم
تقریر بخاری شریف
تاریخ مشائخ چشت
اکابر کا رمضان
خوان خلیل
اکابر کا سلوک و احسان
مکتوبات شیخ
آپ بیتی
فتنہ مودودیت

حجۃ الوداع!

الاعتدال فی مراتب الرجال یعنی اسلامی سیاست شریعت و طریقت کا تلازم (جدید تصنیف)

عربی تصانیف

امانی الاحبار شرح معانی الآثار
لامع الدراری علی جامع البخاری
اوجز المسالک شرح موطاء امام مالکؒ

الکوکب الدری شرح ترمذی
حجۃ الوداع وجزء عمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الابواب والتراجم للبخاری

بذل المجہود فی شرح ابی داؤد

کتبِ تصوف و سلوک

احیاء العلوم کا اردو ترجمہ مذاق العارفین حجۃ الاسلام امام غزالیؒ	احیاء علوم الدین امام غزالیؒ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ تصوف، سلوک اور اسلامی فلسفے کی زندہ جاوید کتاب۔ ترجمہ: مولانا محمد احسن نانوتوی — چار جلد کامل، مجلد اعلیٰ	قیمت
کیمیائے سعادت کا اردو ترجمہ اکسیر ہدایت حجۃ الاسلام امام غزالیؒ	اسرار تصوف، تزکیۂ نفس اور اصلاح ظاہر و باطن میں بے نظیر کتاب کا نہایت مستند اردو ترجمہ۔ کتابت، طباعت اعلیٰ، مضبوط و حسین جلد	
مجموعۂ رسائل امام غزالیؒ اردو ۳ جلد	اس مجموعے میں تصوف، عقائد، کلام اور فلسفہ پر امام غزالیؒ کی ۲۹ مستقل کتابیں شامل ہیں جو عرصے سے نایاب تھیں۔	
مکاشفۃ القلوب	تصوف کی مشہور کتاب	
بیاض یعقوبی مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ	مولانا کی قلمی بیاض جس میں تصوف و سلوک کے مسائل کے علاوہ عملیات، وظائف، تعویذات اور طبی نسخہ جات درج ہیں۔ مجلد	
تربیت السالک حکیم الامت مولانا اشرف علی	اصلاح ظاہر و باطن اور تزکیۂ نفس اور راہ طریقت کی مشکلات کا حل اور روحانی علاج کی تشریحات ہیں۔ تین جلد کامل	
حجۃ اللہ البالغہ (اردو) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	اسلامی شریعت کے حقائق و اسرار اور تمام علوم اسلامی پر محققانہ کتاب کا مستند اردو ترجمہ۔ مجلد اعلیٰ	
مجالس الابرار شیخ احمد رومی	وعظ و تقریر اور نصیحت میں بلند پایہ کتاب جس میں احادیث سے شرک و بدعت کا رد اور صوفیائے متقدمین کے حالات ہیں۔ مجلد	
مجالس حکیم الامت	مولانا تھانویؒ کے ملفوظات جمع کردہ مفتی محمد شفیع	
کلیاتِ امدادیہ	حضرت حاجی امداد اللہؒ کی جملہ تصانیف کا مجموعہ مجلد	
شریعت و طریقت کا تلازم	اس موضوع پر بہترین کتاب۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب	
نور الصدور فی شرح القبور	امام جلال الدین سیوطی کی کتاب کا ترجمہ۔ مولانا محمد عیسیٰؒ	
تعلیم الدین مدلل	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (تصوف و اخلاق)	
فیوض یزدانی	شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے مواعظ کا عام فہم ترجمہ۔ ترجمہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی	
غنیۃ الطالبین	شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی عقائد اسلام و تصوف پر بے نظیر کتاب۔ ترجمہ عبد الاحد جلالی	
فہرست کتب مفت ڈاک کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں	دار الاشاعت اردو بازار کراچی	